

ارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کیلئے پاکیزہ چیزیں حلال کرتے ہیں اور نجیث حرام کرتے ہیں (القرآن)

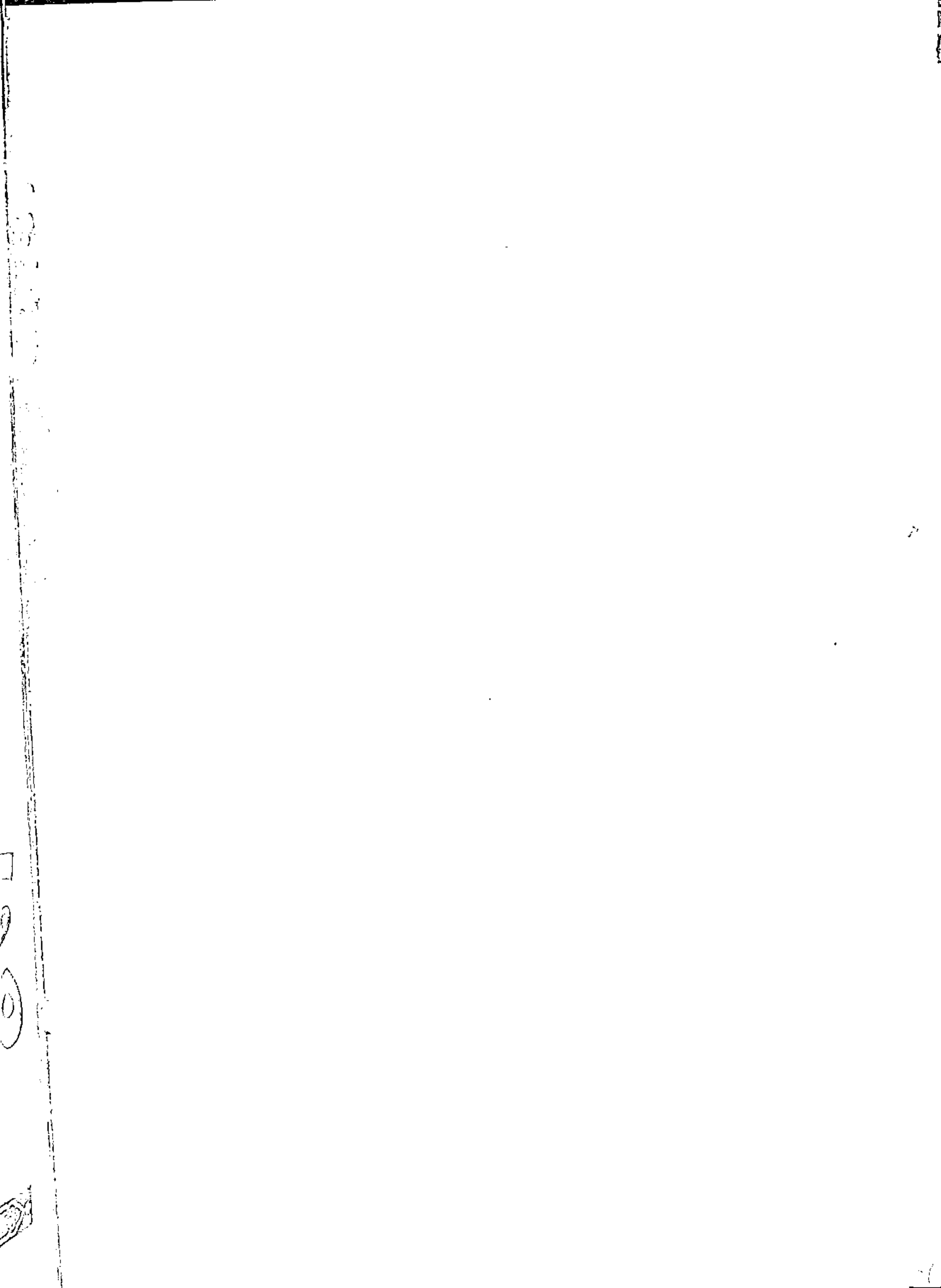
# مہلک کتناہ

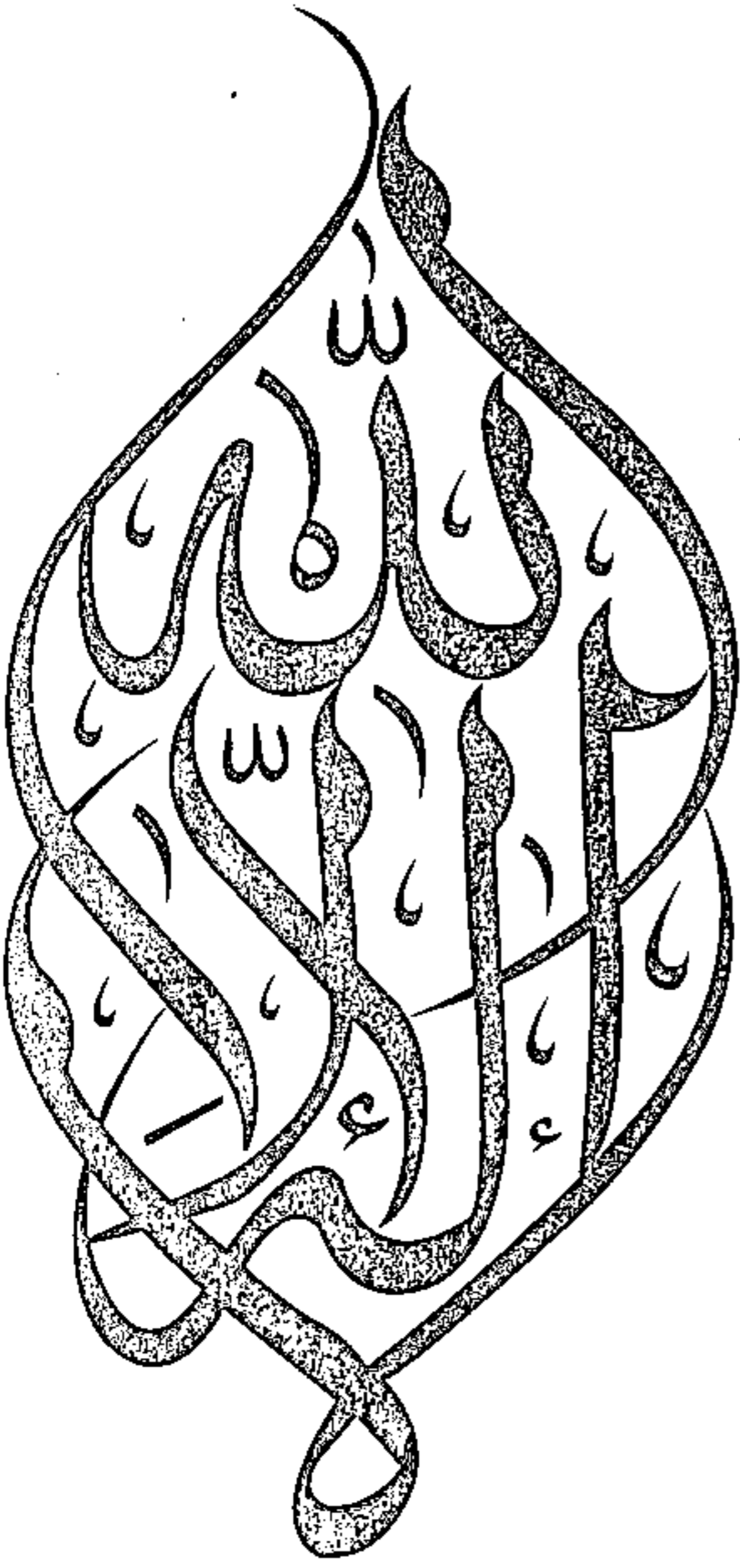
جنہیں معاشرہ میں معمولی سمجھا جاتا ہے  
حالانکہ ان سے بچنا اوبہت ضروری ہے

تالیف  
الشیخ محمد بن صالح المنجد حفظ اللہ تعالیٰ

اعداد و تقدیم

عبد اللہ ناصر الرحمانی





# مہرِ کائنات

جنہیں معاشرہ میں معمولی سمجھا جاتا ہے  
حالانکہ ان سے بچاؤ بہت ضروری ہے



حقوق الطبع محفوظہ لمکتبہ عبد اللہ بن سہلام

## سلسلہ اصحاب و شرح السلف (۲)

انتاج : مکتبہ عبد اللہ بن سہلام لترجمہ کتب الاسلام، فرع (۱)

رئیس المکتبہ : فضیلۃ الشیخ / علی بن عبد اللہ النہدی حفظہ اللہ تعالیٰ

مدیر المکتبہ : فضیلۃ الشیخ / عبد اللہ ناصر الرضامات حفظہ اللہ تعالیٰ

115282

مکتبہ عبد اللہ بن سہلام لترجمہ کتب الاسلام

ہیڈ آفس، 103 - ڈی - او - ایچ - ایس فیرا ملیر کینٹ کراچی -

0331

ملنے کا پتہ : جامع مسجد الزاغدی موسیٰ لین لیاری کراچی - فون : 0300-3996630

برائے رابطہ : سعد بن عبدالعزیز موبائل : 0300-2310189



بسم اللہ



## فہرست مضامین

10	مقدمہ از مترجم	✿
23	مقدمہ	✿
34	اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا	✿
35	قبر پرستی	✿
38	غیر اللہ کے نام کی نذر ماننا	✿
38	غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا	✿
39	اللہ کے حرام کردہ کو حلال یا حلال کردہ کو حرام ٹھہرانا	✿
40	جادو، کہانت اور نجومیت	✿
43	ستاروں میں تاثیر کا عقیدہ رکھنا	✿
44	بعض چیزوں میں نفع کی موجودگی کا اعتقاد رکھنا	✿
45	عبادت میں ریاء کاری	✿
47	بدشگونی	✿
50	غیر اللہ کی قسم کھانا	✿

53	منافقوں یا فاسقوں اور فاجروں کے ساتھ بیٹھنا	✽
54	نماز میں عدم اطمینان	✽
56	نماز میں کھیلنا اور زیادہ حرکت کرنا	✽
58	مقتدی کا اپنے امام سے نماز میں عمداً سبقت لے جانا	✽
61	کچی پیاز یا لہسن یا دوسری بدبودار چیزیں کھا کر مسجد میں آنا	✽
62	زنا کاری	✽
65	لواطت، اغلام بازی	✽
66	عورت کا بلا عذر اپنے شوہر کے بستر پر آنے سے انکار کرنا	✽
67	عورت کا اپنے شوہر سے بلا وجہ طلاق طلب کرنا	✽
69	ظہار	✽
70	دوران حیض بیوی سے جماع کرنا	✽
72	عورت کی دبر میں جماع کرنا	✽
73	بیویوں کے درمیان عدل برقرار نہ رکھنا	✽
75	اجنبی ”غیر محرم“ عورت کے ساتھ خلوت و تنہائی اختیار کرنا	✽
76	نامحرم عورت سے مصافحہ کرنا	✽
78	عورت کا خوشبو لگا کر گھر سے نکلنا	✽



80	عورتوں کا بلا محرم سفر کرنا	✿
81	اجنبی عورت کو قصداً دیکھنا	✿
83	دیوشیت	✿
84	اصل باپ کی بجائے کسی دوسرے کی طرف نسبت کرنا	✿
85	سود خوری	✿
89	سودے کے وقت سامان کے عیب کو چھپانا	✿
91	دھوکے سے بولی بڑھانا	✿
92	جمعہ کی دوسری اذان کے بعد خرید و فروخت کرنا	✿
93	جوا	✿
95	چوری	✿
98	رشوت لینا اور دینا	✿
100	کسی کی زمین ناجائز ہتھیالینا	✿
101	سفارش کے عوض تحفہ قبول کرنا	✿
103	ملازم سے کام تو پورا لینا مگر اس کی اجرت پوری ادا نہ کرنا	✿
106	اولاد کے ساتھ برابری کا برتاؤ نہ کرنا	✿
108	بلا ضرورت لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا	✿

110	لوگوں سے ادا نہ کرنے کی نیت و ارادے سے قرض لینا	✿
112	حرام کھانا	✿
113	شراب نوشی خواہ ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو	✿
117	سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنا اور ان میں کھانا	✿
118	جھوٹی گواہی	✿
121	گانے اور موسیقی سننا	✿
123	غیبت	✿
125	چغلی	✿
126	لوگوں کے گھروں میں بلا اجازت جھانکنا	✿
128	دو آدمیوں کا آپس میں سرگوشی کرنا تیسرے شخص کو شامل کئے بغیر	✿
129	ٹخنے سے نیچے کپڑا لگانا	✿
131	مردوں کا سونے کا زیور پہننا، کسی بھی صورت میں	✿
132	عورتوں کا چھوٹے، باریک اور تنگ کپڑے پہننا	✿
134	مردوں یا عورتوں کا اپنے بالوں کے ساتھ مصنوعی بال جوڑنا	✿
135	مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا	✿
137	بالوں میں سیاہ خضاب لگانا	✿

138	کپڑوں، دیواروں اور کاغذوں وغیرہ میں ذی روح چیزوں کی تصویریں بنانا	✿
142	خواب بیان کرنے میں جھوٹ بولنا	✿
143	قبر پر بیٹھنا، قبر کو روندنا، اور قبرستان میں قضائے حاجت کرنا	✿
145	پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا	✿
146	لوگوں کی باتیں سننے کی کوشش کرنا حالانکہ وہ اسے ناپسند سمجھتے ہیں	✿
147	پڑوسیوں سے بدسلوکی	✿
150	وصیت میں نقصان پہنچانا	✿
151	زرد چوسر کا کھیل	✿
151	مؤمن پر لعنت کرنا اور اس شخص پر لعنت کرنا جو لعنت کا مستحق نہ ہو	✿
152	نوحہ کرنا	✿
153	چہرے کو مارنا، اور چہرے کو داغنا	✿
155	تین دن سے زیادہ کسی مسلمان کو بلا عذر شرعی چھوڑ دینا	✿



## مقدمہ از مترجم

ان الحمد لله نحمده ونستعينه، ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور انفسنا  
ومن سيئات اعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد  
ان لا اله الا الله وحده لا شريك له، وأشهد ان محمدا عبده ورسوله۔

[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٥﴾] ك

[يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا

رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ﴿١٦﴾] ك

[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿١٧﴾ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿١٨﴾] ك

أما بعد: فان أصدق الحديث كتاب الله، وأحسن الهدى هدى محمد ﷺ،

وشر الامور محدثا تھا، وكل محدثه بدعة، وكل بدعة ضلالة، وكل ضلالة في النار۔

زیر نظر مختصر مگر انتہائی جامع رسالے کا موضوع بیانِ محرمات ہے، یہاں محرمات سے مراد وہ

امور ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ یا اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے، جن سے بچاؤ از حد ضروری

ہے؛ کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ شریعت جن چیزوں کو حرام قرار دیتی ہے تو اس کی وجہ ان کا خبیث

ك سورة آل عمران: 102۔

ك سورة نساء: 1۔

ك سورة احزاب: 70-71۔

ہونا ہے؛ لقولہ تعالیٰ:

[وَيَجِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيثَاتِ] <sup>۱</sup>

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر طیب چیز کی حلت، اور ہر خبیث چیز کی حرمت بیان فرماتے ہیں۔ اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جو حرام کی گئی ہے خبیث ہے، لہذا کسی بھی حرام کام کے ارتکاب کا معنی یہی ہوگا کہ ایک خبیث چیز اختیار کر لی گئی ہے، جس کی بظاہر خباثت کا شاید ہمیں علم نہ ہو سکے لیکن اللہ رب العزت جو اپنے تمام حلال و حرام امور کے اسرار کو جانتا ہے، اس شئی کے خبیث سے بخوبی واقف ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ وہ اس امر محرم کا ارتکاب کرنے والے کو ایک خبیث شئی اپنانے کی وجہ سے دنیا یا آخرت یا دونوں جہانوں میں اپنے عذاب کا نشانہ بنا دے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے حلال و حرام امور کو واضح طور پر ذکر کے بندوں پر حجت تمام کر دی ہے، چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کی درج ذیل روایت ملاحظہ ہو:

[عن النعمان بن بشير رضی اللہ عنہما قال: سمعت رسول اللہ ﷺ يقول: الحلال بين والحرام بين، وبينهما مشبهات لا يعلمهن كثير من الناس، فمن اتقى الشبهات استبرأ لدينه وعرضه، ومن وقع في الشبهات وقع في الحرام كالرءيرعى حول الحمى يوشك أن يوقع فيه، ألا وان لكل ملك حمى، ألا وان حمى الله محارمه...] <sup>۲</sup>

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: [حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، اور ان دونوں کے درمیان

<sup>۱</sup> سورۃ اعراف: 157۔

<sup>۲</sup> صحیح بخاری و صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۰۹۵۔

کچھ مشتبه امور بھی ہیں جنہیں بیشتر لوگ نہیں جان پاتے، پس جو شخص ان مشتبه امور کے ارتکاب سے اپنے آپ کو بچا گیا، اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا، اور جو شخص ان مشتبه امور میں پڑ گیا تو اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو اپنے مویشی اپنے کھیت کے کنارے چرتا ہوا چھوڑ دے، عین ممکن ہے کہ وہ مویشی (کنارے پر ہونے کی وجہ سے) پڑوسی کے کھیت میں گھس جائیں، خبردار! ہر بادشاہ کی ایک سرحد ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی زمین پر سرحد اسکے حرام کردہ امور ہیں.....]

اس حدیث سے کئی مسائل اخذ ہوتے ہیں، ایک مسئلہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حلال اور حرام امور کو الگ الگ، کھول کھول کے بیان فرما دیا ہے، جس کی حکمت یہ ہے کہ جو امور خالق کائنات نے حلال بیان فرمائے ہیں انہیں دل و جان سے قبول کیا جائے اور اپنایا جائے؛ کیونکہ وہ سب کے سب طیب ہیں۔ اور جو امور اللہ رب العزت نے حرام بیان فرمائے ان سے یکسر اجتناب کیا جائے؛ کیونکہ وہ سب خبیث ہیں۔

اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ حلال و حرام کے درمیان کچھ مشتبه امور ہیں جن کے حکم سے اکثر لوگ نا آشنا ہوتے ہیں، تقویٰ اور ورع کا تقاضا یہ ہے کہ ان امور سے بھی پوری طرح کنارہ کیا جائے؛ کیونکہ ان امور کا ارتکاب بندے کو حرام بین میں داخل کر دیتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں مذکور مثال سے یہ نکتہ سمجھایا ہے۔

اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ زمین پہ اللہ تعالیٰ کی سرحدیں وہ امور ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دے دیا ہے، یہ بات نہایت زبردست وعید اور تشبیہ کی حامل ہے، چنانچہ زمین کے بادشاہوں کی اپنی اپنی سلطنتوں کی طے شدہ حدود ہوتی ہیں، اگر کوئی بادشاہ کسی دوسرے بادشاہ کی سرحد عبور کر کے بلا اجازت اس کی مملکت میں داخل ہو جائے یا کسی طور اس کی حد بندی

میں تجاوز کا مرتکب ہو جائے، تو اس بادشاہ کو اسے سزا دینے یا اس سے جنگ کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ واضح ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے کی بھی حدود ہیں، ان حدود کی مخالفت کرنے والا یا تجاوز کرنے والا کس قدر اس احکم الحاکمین کے غیظ و غضب کا نشانہ بنے گا؟

اللہ تعالیٰ کی حدود کیا ہیں؟ وہ امور جنہیں اس ذات نے حرام قرار دے دیا۔

یہی وجہ ہے کہ دنیا کے بادشاہوں کی سرحدوں سے تجاوز کرنے والے درحقیقت ان کی غیرت کو لکارتے اور چیلنج کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے والا یعنی محرمات کا ارتکاب کرنے والا بھی اس ذات کی غیرت کو لکارتا ہے۔

عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: [ما من أحد أغیر من اللہ، من أجل ذلك حرم الفواحش...]<sup>۱</sup>

عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ أنه قال: [ان اللہ یغار و غیرة اللہ ان یأتی المؤمن ما حرم اللہ]<sup>۲</sup>

ترجمہ: [عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے بڑا غیرت والا کوئی نہیں، اسی لیے اس نے فواحش کو حرام کر دیا ہے۔]

ابو ہریرة رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے، اور یہ غیرت اس وقت آتی ہے جب بندہ مؤمن اللہ تعالیٰ کے کسی حرام کردہ کام کا ارتکاب کر بیٹھے]

مذکورہ دونوں حدیثوں سے بہت سی باتیں معلوم ہوئیں: ایک یہ کہ غیرت میں آنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں شامل ہے، دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا باغیرت ہے، اس جملہ کی تہہ میں

<sup>۱</sup> صحیح بخاری، کتاب النکاح، 5220۔

<sup>۲</sup> صحیح بخاری: 5223۔

بڑی خوفناک وعید ہے، اور وہ اس طرح کہ انسانوں کے اندر بھی غیرت کی حس موجود ہے، اگر کسی انسان کی غیرت کو لکارا جائے تو وہ کس قدر غضبناک ہو جاتا ہے؟..... اللہ رب العزت تو سب سے بڑا صاحب غیرت ہے، اس کی غیرت کو لکارنے والا اس کے کس قدر غضب اور عذاب الیم کا نشانہ بنے گا..... غور کیجئے۔

اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کا مظہر کیا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کی غیرت کو کیسے لکارا جاتا ہے؟ ان دونوں سوالوں کا جواب مذکورہ دونوں حدیثوں میں موجود ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کا مظہر، علامت اور پہچان قرآن و حدیث کے وہ نصوص ہیں جن میں حرام امور کا ذکر ہے، وہ تمام امور خبیث ہیں، فحش ہیں، اللہ تعالیٰ کی غیرت ان تمام امور کے حرام کرنے کی متقاضی ہے، لہذا اللہ تعالیٰ نے انہیں حرام کر دیا۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کو وہ بندہ لکارتا ہے جو اس پر ایمان لانے کے باوجود اس کے حرام کردہ امور کا ارتکاب کرے۔

یہی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت کو بھی ابھارنے کا سبب تھی، چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے یہ حدیث موجود ہے:

[... ما انتقم رسول الله ﷺ لنفسه في شيء يؤتى إليه ينتهك من حرمان الله فينتقم الله له]

ترجمہ: [اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی شخص کتنا بھی دکھ دیتا آپ اپنی ذات کیلئے کوئی انتقام نہ لیتے، لیکن جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے کسی امرِ محرم کا ارتکاب کر کے اللہ تعالیٰ کی حد کو پامال کرنے کی کوشش کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (شدتِ غضب کی بناء پر) اللہ تعالیٰ کیلئے اس سے ضرور انتقام لیتے]

صحیح بخاری، کتاب الحدود، رقم: ۶۸۵۳۔



کسی بھی امرِ محرم کا ارتکاب کتنا شدید گناہ ہے اس کا اندازہ درج ذیل دو حدیثوں سے لگایا جائے:  
 عن عائشة رضی اللہ عنہا أنها قالت: قال رسول اللہ ﷺ: [ ستة لعنتهم، لعنهم اللہ وکل نبی کان: الزائد فی کتاب اللہ، والمکذب بقدر اللہ، والمتسلط بالجبروت لیعز بذلت من أذل اللہ، ویذل من أعز اللہ، والمستحل لحرم اللہ، والمستحل من عترتی ما حرم اللہ، والتارک لسنتی ]<sup>۱</sup>

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [چھ قسم کے انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی، میری اور مجھ سے قبل ہر نبی کی لعنت ہے: ایک اللہ تعالیٰ کی شریعت میں اضافہ کرنے والا، دوسرا اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانے والا، تیسرا قہر و جبر سے تسلط حاصل کرنے والا تاکہ اس تسلط کے ذریعے ان لوگوں کو عزت دے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے اور ان لوگوں کو ذلیل کر دے جنہیں اللہ تعالیٰ نے عزت عطا فرمائی ہے، چوتھا اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور کو حلال کرنے والا، پانچواں میرے خاندان میں سے کسی کی عزت و حرمت پر ہاتھ ڈالنے والا، چھٹا میری کسی سنت کو ترک کر دینے والا] (اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے نیز امام حاکم نے مستدرک میں روایت کر کے اسے صحیح الاسناد کہا ہے، امام ذہبی نے اس پر موافقت فرمائی ہے)۔

اس حدیث میں وہ چھ افراد مذکور ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیز تمام انبیاء و مرسلین کی زبانوں پر ملعون ہیں، ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال سمجھنے والا ہو، واضح ہو کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء میں سے کسی شے کو محض عملاً اختیار کرے تو یہ فسق و فجور ہے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دینے کا عقیدہ رکھتا ہو تو یہ کفر ہے۔

(اعاذنا اللہ من الفسق والفجور والکفر)۔

<sup>۱</sup> جامع ترمذی، کتاب القدر، ۲۱۵۴۔

دوسری حدیث:

عن ثوبان عن النبي ﷺ أنه قال: [لأعلمن أقواما من أمتي يأتون يوم القيامة بحسنات أمثال جبال تهامة بيضاء، فيجعلها الله عز وجل هباء منثورا قال ثوبان: يا رسول الله ﷺ، صفهم لنا، جلهم لنا أن لانكون منهم ونحن لانعلم۔ قال: أما إنهم إخوانكم ومن جلد تكم، ويأخذون من الليل كما تأخذون، ولكنهم أقوام إذا خلوا بمحارم الله انتهكوها]

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [میں اپنی امت کے کچھ لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ پہاڑوں کی طرح بڑی بڑی چمکدار نیکیاں لائیں گے، مگر اللہ رب العزت انہیں غبار بنا کے اڑا دے گا، ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ان لوگوں کی صفات سے آگاہ فرمائیے، کہیں لاعلمی میں ہم ان میں شامل نہ ہو جائیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ تمہارے ہی بھائی بند ہونگے اور تمہاری طرح شب بیدار بھی ہونگے، لیکن جو نہی تنہائی میں انہیں کوئی موقع ہاتھ آئیگا تو وہ گناہوں کا ارتکاب کر کے اللہ تعالیٰ کی حدوں کو پامال کر دیں گے] (اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اور امام منذری نے الترغیب والترہیب میں بسند صحیح روایت کیا ہے، شیخ البانی نے الصحیحۃ میں اس حدیث کو صحیح اور اس کے تمام رواۃ کو ثقہ قرار دیا ہے، دیکھیے (۱۸/۲) رقم (۵۰۵)

اس حدیث میں ارتکابِ محرمات کی نہایت شدید وعید وارد ہوئی ہے، بالخصوص وہ شخص جو لوگوں میں نیک مشہور ہو، حتیٰ کہ تہجد کا اہتمام کرنے والا بھی ہو، لیکن تنہائی میسر آتے ہی گناہوں کا ارتکاب شروع کر دے۔ ایک اور حدیث ملاحظہ ہو:

عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ أنه قال: [قال رسول الله ﷺ ان الله لم يحرم محرمة الا وقد علم أنه سيطلحها منكم مطلع، ألا وانی آخذ بحجزكم أن تهافتوا في النار كتهافت الفراش أو الذباب]

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اللہ تعالیٰ نے جس کسی چیز کو حرام قرار دیا تو اسے یہ بات معلوم تھی کہ تم میں سے کوئی نہ کوئی شخص اس کا ضرور ارتکاب کرے گا، خبردار! میں تو تمہیں تمہاری پشتوں سے پکڑ کر کھینچ رہا ہوں، مبادہ تم آگ پر منڈلانے والے پروانوں کی طرح آگ میں نہ گرجاؤ] (مسند احمد (۱/۳۹۰) حافظ احمد شاہ نے اس حدیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرمات کا ارتکاب کرنے والا پروانے کی مانند آگ پر منڈلا رہا ہے، اگر اسے بچایا نہ گیا یعنی محرمات کی حرمتوں اور وعیدوں سے آگاہ کر کے اسے ان سے باز نہ کیا گیا تو وہ پروانوں کی طرح بالآخر آگ کا نشانہ بن جائے گا (نعوذ باللہ من النار وما قرب إليها من قول وعمل)

واضح ہو کہ جس طرح وقوع محرمات پر شدید ترین وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اسی طرح اس بندے کیلئے جو محرمات و منہیات سے اپنے آپ کو بچا کر رکھتا ہے بڑی بڑی خوشخبریاں ذکر ہوئی ہیں۔ محرمات سے بچاؤ کی صورت یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ ہر امر کو حرام سمجھے اور حلال کردہ ہر امر کو حلال سمجھے، اس کے بعد حلال امور کو اپنانے اور حرام سے اجتناب کرنے پر پوری توجہ مرکوز رکھے۔

عن جابر رضی اللہ عنہ قال اتى النبي ﷺ النعمان بن قوقل فقال: رسول الله ﷺ! أرايت اذا صليت المكتوبة وحرمت الحرام وأحللت

الحلال أَدْخَلَ الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: [نعم]

ترجمہ: جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نعمان بن قوقل نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ اگر میں فرض نمازیں ادا کرتا رہوں اور اللہ تعالیٰ کے حرام کو حرام جانوں، اور اللہ تعالیٰ کے حلال کو حلال جانوں تو کیا میں جنت میں داخل ہو سکتا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [ہاں] (اس حدیث کو امام مسلم نے کتاب الایمان میں روایت فرمایا ہے، جب کہ صحیح مسلم ہی کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ نعمان بن قوقل نے نبی ﷺ سے یہ بھی کہا: ”وَلَمْ أَزِدْ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا“ یعنی اس کے علاوہ اور کچھ نہ کروں)

مسند احمد میں عبداللہ بن حبشی الخثعمی رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے، جس میں نبی ﷺ سے کچھ سوالات کیئے گئے اور آپ ﷺ نے ان کے جوابات دیئے، ایک سوال یہ بھی تھا ”فأى الهجرة أفضل؟“ یعنی کون سی ہجرت سب سے افضل ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: [من هجر ما حرم الله عليه] یعنی [سب سے افضل مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ تمام اشیاء چھوڑ دے]

ان احادیث میں اس شخص کی فضیلت و منقبت مذکور ہے جو اللہ تعالیٰ کے حرام کو حرام سمجھتا ہوا عملی طور پر اس سے پوری طرح کنارہ کشی اختیار کر لے، اس عظیم الشان تورع کو افضل ترین ہجرت قرار دیا گیا ہے، جبکہ ہجرت کا عام سا ثواب یہ ہے کہ اس سے تمام صغیرہ و کبیرہ گناہ مٹ جاتے ہیں [ان الهجرة تهدم ما كان قبلها... الحديث] <sup>ک</sup>

ہم آخر میں اولاً اپنے آپ کو اور پھر اپنے تمام قارئین کو ذنوب و معاصی کی خطورت و ہولناکی سے ڈراتے ہیں، اور ورع و تقویٰ کی زندگی بسر کرنے کی نصیحت کرتے ہیں، گناہ صرف آخرت ہی

ک صحیح مسلم، کتاب الایمان، مسند احمد۔

نہیں بلکہ دنیا میں بھی انفرادی و اجتماعی ہلاکتوں اور بربادیوں کا سبب بن سکتا ہے۔

آدم عليه السلام کو جنات النعیم سے کس چیز نے نکالا؟ اور ایک ایسے گھر میں جو مستقل مصائب و مشاغل کی آماجگاہ ہے کس چیز نے پہنچایا؟ کیا وہ ایک اور صرف ایک معصیت نہیں تھی؟

ابلیس جو ملائکہ کے ساتھ ملکوتِ سماوی میں سکونت پذیر تھا، کس وجہ سے مطرود و ملعون ہو کر راندہ روزگار ہو گیا؟ اس کا ظاہر و باطن کیوں مسخ کر دیا گیا اور اسکی شکل کو قبیح ترین سانچہ میں ڈھال دیا گیا؟ رحمت کی جگہ لعنت، قرب کی جگہ بعد اور جنت کی جگہ جہنم کیوں اس کا مقدر بن گیا؟

نوح عليه السلام کے دور میں ساکنانِ کرۃ ارضی کو کیوں غرق کر دیا گیا کہ گنتی کے چند افراد کے سوا کوئی باقی نہ بچا؟ اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا عالم یہ تھا کہ طوفان کا پانی پہاڑوں کی چوٹیوں سے بھی اوپر جا چکا تھا۔ قوم عاد پر تباہ کن ہوا کیوں مسلط کی گئی، حتیٰ کہ ان کے بھاری بھر کم اور طویل و عریض جٹے کھجوروں کے تنوں کی مانند مردار ہو کر زمین پر بکھرے پڑے تھے اور صورتِ حال یہ تھی کہ یہ طوفانی ہوا جہاں سے گزرتی ہر چیز کو مسمار کرتی جاتی، ان کے بلند و بالا مکانات، باغات اور مویشی تباہ و برباد ہو کر آنے والی امتوں کیلئے نشانِ عبرت بن گئے۔

قوم ثمود پر انتہائی خطرناک چیخ کس وجہ سے مسلط کی گئی؟ جس کی خطورت کا عالم یہ تھا کہ وہ چیخ جس کی سماعت سے ٹکرائی اس کا دل چھلنی ہو گیا اور یوں پوری قوم موت کی وادی میں دھکیل دی گئی۔

قوم لوط کی پوری بستی کو کون سی چیز آسمان کی بلندیوں تک لے گئی، حتیٰ کہ آسمان کے فرشتوں نے ان کے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں؟ پھر اتنی بلندی سے ان کی بستی کو الٹا کر زمین پر پھینک دیا گیا اور پوری قوم کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا گیا۔

قوم شعیب پر سائے کی مانند، عذاب بھرے بادل چھوڑے جانے کا سبب کیا تھا؟ حتیٰ کہ جب وہ قوم اس بادل کے نیچے بارش کی غرض سے جمع ہو گئی تو عذابِ الیم کا قہر برسا کر پوری قوم کو

اس طرح خاکستر کر دیا گیا کہ ان کا نام و نشان تک نہ باقی بچا۔

فرعون اور قوم فرعون کو بحرِ مؤاج میں غرق کر کے ان کی روحوں کو دوزخ کے عذابِ مہین میں جھونکنے والی چیز کیا تھی؟ قارون اور اسکے اہل، مال اور گھر کس بناء پر زمین میں دھنسا دیئے گئے؟

نوح عليه السلام کے بعد آنے والی متعدد قوموں کی بربادیوں پر مشتمل داستانوں کا بنیادی نکتہ کیا تھا؟

بنی اسرائیل پر ایک طاقتور قوم، جس نے ان کے گھروں میں گھس کر مردوں کو قتل اور بچوں

اور عورتوں کو قید کر کے نوکر اور باندیاں بنانے کی نوبت کیوں آئی؟ ان کے گھر کیوں جلا دیئے گئے

اور انکے مال مویشی کیوں لوٹ لیئے گئے؟ بربادی کی یہ داستان دوبار دہرائی گئی، کیوں؟

ان تمام ہلاکتوں، تباہیوں اور بربادیوں کا ایک ہی محرک ہے، اور وہ ان قوموں کا اپنے

اپنے نبیوں کی خیر خواہانہ دعوت سے انحراف کر کے مختلف گناہوں اور معصیتوں میں مبتلا ہونا تھا

(انتہی ملخصاً من كلام العلامة ابن القيم رحمه الله)

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز تالیف ”الجواب الکافی لمن سئل عن الدواء

الشافی“ میں گناہوں کے انفرادی و اجتماعی نقصانات کی ایک طویل فہرست پیش فرمائی ہے، ہم

اپنے تمام بھائیوں کو اس کتاب کے مطالعہ کی نصیحت کرتے ہیں، ہماری یہ خواہش ہے کہ اس عظیم

کتاب کی تلخیص و ترجمہ پیش کیا جائے (والتوفیق بید اللہ تعالیٰ) یہاں اس مختصر سے مقدمہ

میں ہم حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کے گناہوں کے ذکر کردہ بعض نقصانات چند جملوں کی صورت میں

پیش کرتے ہیں۔

گناہ سب سے بڑا مرض اور ہلاکت کا سب سے قریبی راستہ ہے، گناہوں پر اصرار بندے

کی حیاء ختم کر دیتا ہے، گناہگار اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی حقیر اور ذلیل بن جاتا ہے، گناہ کی

نحوست سے انسان خود، اس کی اولاد، اس کا مال، حیوانات و نباتات غرضیکہ ہر چیز متاثر ہوتی ہے، گناہ بالآخر معاشرہ میں ذلت کا باعث بن جاتا ہے، گناہ کے ارتکاب سے عقل و حفظ فاسد ہو جاتے ہیں، گناہ دل کو اندھا کر دیتا ہے، گناہ موجب لعنت پروردگار ہے، گناہ کے بہ سبب بروبحر اور کائنات کی دیگر چیزوں میں فساد رونما ہوتا ہے، گناہ قلب انسانی سے غیرت کی حرارت بجھا کر انسان کو بے غیرت بنا دیتا ہے، گناہ انسان کو کمزور کر دیتا ہے جس کے نتیجہ میں اس کا دشمن طاقتور ہو کر اس پر غلبہ پالیتا ہے، گناہ نعمتوں کے زوال کا سبب بن جاتا ہے، گناہ بندے کے دل کو خوف اور وحشت سے بھر دیتا ہے، گناہ کے ارتکاب سے بندہ اللہ تعالیٰ اور اسکی مخلوق کے سامنے اپنی عزت و کرامت کھو دیتا ہے، گناہ سے زمین کی برکتیں مٹ جاتی ہیں، گناہ بندے کو درکاتِ جہنم میں دھکیل دیتا ہے، گناہ نفس کی خباثت اور بصیرتِ قلب کے اندھے پن کا باعث ہے، وغیرہ وغیرہ۔

گناہ کی ان قباحتوں اور شاعتوں کے پیش نظر ضروری تھا کہ کوئی ایسی مختصر سی دستاویز مہیا کی جائے جس میں جامعیت کے ساتھ مہلک گناہوں کا تعارف ہو، اس کیلئے فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد حفظہ اللہ کا رسالہ بنام ”محرمات استہان بہا الناس یجب الحذر منها“ ہماری نظروں سے گزرا، ہم نے اسے انتہائی مختصر، جامع اور اپنے مقصود کے مطابق پایا، بحمد اللہ چند مجالس میں ترجمہ کی تکمیل ہو گئی، ہم اپنے تمام بھائیوں کو اس کے مطالعہ کی دعوت دینگے تاکہ وہ معصیتوں سے متعارف ہو سکیں اور یوں بچاؤ ممکن ہو سکے۔ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امورِ خیر کی بابت پوچھتے، جبکہ میں امورِ شر کا سوال کرتا تاکہ شر سے متعارف ہو کر بچ سکوں۔ امیر عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اہل اسلام وقت کی جاہلیت کو نہ پہچانیں تو اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم پر حلال و حرام کا فرق واضح فرمادے، پھر

مشتبہات کا فہم عطا فرمادے، پھر اختیارِ حلال اور اجتنابِ محرّمات و مشتبہات کی توفیق عطا فرمادے، اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی حیاتِ طیّبہ بسر کرنے کی توفیق عطا فرمادے جو ورع، تقویٰ اور زہد سے بھرپور ہو۔

اللہ رب العزت اس انتہائی نافع رسالہ کے مؤلف، مترجم اور جملہ عاملین و مسامعین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس رسالہ کی تیاری و طباعت کی اس نیکی کو سب کا ذخیرہ آخرت بنا دے۔

انہ قریب سمیع مجیل لدعوات، وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله  
وصحبه ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين

وکتب ذلك / عبداللہ ناصر الرحمانی عفا اللہ عنہ

مدیر: مکتبہ عبداللہ بن سلام لترجمة کتب الإسلام فرع

20 رجب 1425ھ



## مقدمہ

إِن الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا  
وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنِهْدَهُ اللَّهُ فَلَا مَضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ أَشْهَدُ  
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔  
أما بعد :

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کچھ امور فرض کر دیئے ہیں جنہیں ضائع کر دینا جائز نہیں ہے، جبکہ کچھ  
حدود بیان فرمادیں جن سے تجاوز کرنا جائز نہیں ہے اور کچھ چیزوں کو حرام قرار دے دیا جنہیں  
پامال کرنا جائز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

[ مَا أَحَلَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ  
فَهُوَ عَافِيَةٌ فَاقْبَلُوا مِنَ اللَّهِ الْعَافِيَةَ ، فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُنْ نَسِيًّا ، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ  
الآيَةَ { وَمَا كَانَتْ رَبُّكَ نَسِيًّا } ]<sup>۱</sup>

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جن چیزوں کو حلال کہا ہے وہ حلال ہیں اور جن  
چیزوں کو حرام کہا ہے وہ حرام ہیں اور جن چیزوں سے متعلق خاموشی اختیار فرمائی وہ عافیت  
وزخصت کے زمرہ میں ہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے عافیت قبول کر لو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ  
بھولنے والا نہیں (یعنی اس کا بعض چیزوں کے متعلق خاموشی اختیار کرنا بھولنے کی وجہ سے نہیں  
ہے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ترجمہ: (اور نہیں ہے تیرا رب  
بھولنے والا۔)

۱۔ مستدرک حاکم: 2/375، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء درحقیقت اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں۔

[تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا] ۱۷

ترجمہ: (یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں لہذا تم (ان کی حرمتوں کی پاسداری کرتے ہوئے) ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔)

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو زبردست ڈانٹ پلائی جو اس کی حدود کو پامال کرتے ہیں، چنانچہ فرمایا:

[وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ

مُهِينٌ] ۱۸

ترجمہ: (جو شخص اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے گا اور اس کی (مقرر کردہ)

حدوں سے تجاوز کرے گا، اسے اللہ تعالیٰ جہنم میں داخل کرے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہوگا)

اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء سے بچنا واجب ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

[مَا هَيْبُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَاَفْعَلُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ] ۱۹

(یعنی میں تمہیں جس چیز سے روکتا ہوں اس سے بچ جاؤ اور جو حکم دیتا ہوں اسے جس قدر

استطاعت ہو اختیار کرو)

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ کچھ خواہشاتِ نفس کے پیروکار، کمزور طبیعت کے مالک، بہت

تھوڑی سمجھ بوجھ رکھنے والے حضرات جب مسلسل اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کا بیان سنتے ہیں تو بگڑ

۱۷ سورہ بقرہ: 187۔

۱۸ سورہ نساء: 14۔

۱۹ مسلم: کتاب الفضائل: باب توقیرہ وترک اکثر سوالہ عمالاً ضرورة الیہ۔

جاتے ہیں اور ان کے مزاج میں بڑا تکدر آجاتا ہے اور اس قسم کے جملے کسنا شروع کر دیتے ہیں۔  
 ”کیا ہر چیز حرام ہے؟“ ”تم نے ہر چیز حرام کر چھوڑی ہے“ ”تم نے تو ہماری زندگی  
 اجیرن کر رکھی ہے“ ہمارے عیش کو گدلا اور ہمارے سینوں کو تنگ کر دیا ہے“ ”تمہارے پاس حرام  
 و تحریم کے علاوہ کوئی موضوع ہی نہیں“ ”دین بڑا آسان ہے“ ”دین میں بڑی کشادگی اور وسعت  
 ہے“ ”اللہ بڑا غفور رحیم ہے“ ان لوگوں کی اس قسم کی زبانوں کا جواب دیتے ہوئے ہم کہتے ہیں  
 : بلاشبہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے، اس کے فیصلوں کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا وہ بڑا ہی حکمت  
 والا اور انتہائی باخبر ہے، جس چیز کو چاہتا ہے حلال فرماتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے حرام کر دیتا ہے  
 ۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہماری غلامی اور عبودیت کا قاعدہ و تقاضہ یہی ہے کہ ہم اس کے ہر حکم کو  
 پوری رضا کے ساتھ مکمل تسلیم و قبول کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام اس کے علم، حکمت اور عدل  
 سے صادر ہوتے ہیں، وہ احکام نہ تو بے کار و عبث ہیں اور نہ ہی کھیل تماشہ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ۗ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۗ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۵۷﴾]

ترجمہ: (اور آپ کے رب کا کلام سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے، اس کے  
 فرامین کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے اور وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے)

ہاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ ضابطہ فراہم فرمادیا جس پر حلت اور حرمت کا دار و مدار ہے۔

چنانچہ فرمایا:

[وَيَجِئُ لَهُمُ الظُّلُمَاتُ وَيَحْرِمُ عَلَيْهِمُ الخَبِيثَ ﴿۱۵۸﴾]

ترجمہ: (اور وہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور

۱ سورہ انعام: 115۔

۲ سورہ اعراف: 157۔

خبیث اور گندی چیزوں کو حرام بتاتے ہیں)

اب یہ بات بخوبی جان لیجئے کہ پاکیزہ چیز حلال ہے اور ہر خبیث چیز حرام ہے۔ اور حلال یا حرام کرنا صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے، جو اس حق کا اپنی ذات کے لئے دعویٰ دار ہو یا کسی شخص میں یہ عقیدہ رکھے وہ کافر ہے، اس کا کفر سب سے بڑا اور ملت سے خارج کر دینے والا ہے۔

[أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَالًا يَأْذَنُ بِهِ اللَّهُ] ۱

ترجمہ: (کیا ان لوگوں کے ایسے شریک ہے جنہوں نے ان کے لئے ایسا دین مقرر کر دیا ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی ہے)

تو پھر حلال و حرام جیسے اہم مسئلہ میں گفتگو کرنے کی گنجائش صرف انہی علماء کے لئے بچتی ہے جو کتاب و سنت کا صحیح فہم و ادراک رکھنے والے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بلا علم حلال و حرام بیان کرنے والوں کے لئے زبردست ممانعت و وعید وارد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ

الْكَذِبَ] ۲

ترجمہ: (جو جھوٹ تمہاری زبانوں پر آجائے اس کی بناء پر ایسا نہ کہا کرو کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ حرام ہے، کہ تم اللہ پر جھوٹ و بہتان باندھنے لگو۔)

اللہ تعالیٰ کی قطعی حرام کردہ اشیاء قرآن و حدیث میں مذکور ہیں۔ مثلاً: قرآن پاک سے اللہ

تعالیٰ کا یہ فرمان:

۱ سورہ شوریٰ: 21۔

۲ سورہ نحل: 116۔

[قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّي عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ ۚ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ۗ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ ۗ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ ذِكْرٌ وَصَّيْنَاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٥٦﴾ وَلَا تَقْرَبُوا أَمْوَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۗ وَأَوْفُوا بِالْكَيْلِ وَالْمِيزَانَ بِالْقَيْطِ ۗ لَا تَكْلِفُوا نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۗ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۗ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۗ ذِكْرٌ وَصَّيْنَاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٥٧﴾ وَأَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ ۗ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۗ ذِكْرٌ وَصَّيْنَاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٥٨﴾]

ترجمہ: (آپ کہیے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرما دیا ہے، وہ یہ ہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو۔ ہم تم کو اور ان کو رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ وہ علانیہ ہوں خواہ پوشیدہ، اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو، ہاں مگر حق کے ساتھ، اس کا تم کو تاکید حکم دیا جاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سن رشد کو پہنچ جائے اور ناپ تول پوری پوری کرو، انصاف کے ساتھ، ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے، اور جب تم بات کرو تو انصاف کرو، گو وہ شخص قرابت دار ہی ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا اس کو پورا کرو، ان کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکید حکم دیا ہے تاکہ تم یاد رکھو، اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پہ چلو اور دوسری راہوں پر مت

چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکید ہی حکم دیا ہے تاکہ تم پر ہیزگاری اختیار کرو۔)

اسی طرح احادیث میں بہت سے محرمات کا ذکر ہے۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان:

[إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ بَيْعَ الْخُمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ] ۱

ترجمہ: (بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی تجارت حرام کر دی ہے) نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

[إِنَّ اللَّهَ إِذَا حَرَّمَ شَيْئًا حَرَّمَ ثَمَنَهُ] ۲

ترجمہ: (بے شک اللہ تعالیٰ کسی چیز کو حرام کرتا ہے تو اس کی قیمت بھی حرام کر دیتا ہے) قرآن مجید کے بعض نصوص مخصوص قسم کی محرمات پر مشتمل ہوتے ہیں، مثلاً کھانے پینے کی اشیاء میں حرام چیزوں کا ذکر یوں فرمایا:

[حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أَهَلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ] ۳

ترجمہ: (تم پر حرام کر دیا گیا مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور (ہر وہ چیز) جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے اور وہ جانور جو گلا گھٹ کر یا چوٹ کھا کر یا بلندی سے گر کر یا کسی جانور کے سینگ مارنے سے مر گیا ہو اور جسے کسی درندے نے پھاڑ کھا یا ہو، (ان میں سے) سوائے اس کے جسے تم

۱ ابوداؤد: کتاب البيوع: باب في ثمن الخمر والميتة۔

۲ دارقطنی: 3/7، حدیث صحیح ہے۔

۳ سورہ مائدہ: 3۔

نے (مرنے سے پہلے) ذبح کر لیا ہو اور وہ (جانور بھی تم پر حرام کر دیا گیا) جسے کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ (بھی تم پر حرام کر دیا گیا) کہ فال کے تیروں سے قسمت کا حال معلوم کرو) نکاح کے تعلق سے محرمات کا ذکر یوں فرمایا:

[حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعُمَّتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأَخْتِ وَأُمَّهَاتُ النِّسَاءِ الَّذِينَ أَزَّعْتُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرِّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ] ۱  
ترجمہ: (تم پر حرام کر دی گئی ہیں تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں، تمہاری خالائیں، تمہاری بھتیجیاں، تمہاری بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری رضاعی (دودھ شریک) بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں.....) کسبِ معاش کے تعلق سے محرمات کا ذکر یوں فرمایا:

[وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا] ۲

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام.....)

الغرض اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں کے ساتھ بے حد رحیم و کریم ہے اس نے ہمارے لئے اتنی پاک چیزیں حلال کر رکھی ہیں کہ انہیں کثرت اور تنوع کی وجہ سے احاطہ شمار میں لانا ناممکن ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حلال چیزوں کو نہیں گنا، کیونکہ وہ بہت زیادہ اور ناقابل شمار ہیں، البتہ حرام چیزوں کو گن دیا کیونکہ وہ کم ہونے کے باعث شمار میں لائی جاسکتی تھیں۔ اور حرام چیزوں کو شمار کرنے میں ایک یہ نکتہ بھی پنہاں ہے کہ ہم انہیں اچھی طرح پہچان لیں اور بچنے کی پوری پوری کوشش کر سکیں۔

۱ سورہ نساء: ۲۳۔

۲ سورہ بقرہ: ۲۷۵۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[وَقَدْ فَضَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ] ۱

ترجمہ: (تحقیق اس نے وہ تمام چیزیں تمہارے لئے تفصیل سے بیان کر دی ہیں جنہیں تم پر حرام کر دیا گیا ہے، سوائے اس کے کہ (کوئی حرام چیز کھانے پر) تم بے حد مجبور ہو جاؤ.....) اس کے برعکس حلال اشیاء کی حالت کا بصورتِ اجمال تذکرہ فرمایا:

[يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا ۗ] ۲

ترجمہ: (اے لوگو! زمین میں موجود جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ) یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر رحیمانہ فیصلہ ہے کہ اس نے تمام چیزوں میں اباحت اور حلت کو اصل قرار دیا ہے کہ جب تک کسی چیز کے حرام ہونے کی دلیل معلوم نہ ہو جائے وہ حلال شمار ہوگی، یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر عظیم مہربانی اور شفقت کا کھلا ثبوت ہے، لہذا ہم پر اس عظیم نعمتِ الہیہ کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔

کچھ لوگوں کا وتیرہ کچھ یوں ہے کہ جب وہ حرام اشیاء کی تعداد و تفصیل ملاحظہ کرتے ہیں تو احکامِ شرعیہ کے تعلق سے ان کے سینوں میں تنگی اور گھٹن پیدا ہونے لگتی ہے، یہ سب ان کے ضعفِ ایمان اور قلتِ فہم کا نتیجہ ہے۔ اس قماش کے لوگ کیا چاہتے ہیں کہ انہیں صرف انواع و اقسام کی حلال اشیاء سے ہی آگاہ کیا جائے تاکہ وہ اس طرح دین کے آسان ہونے کی تشفی کر سکیں۔ کیا یہ لوگ صرف طیبات کی فہرست ہی ملاحظہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ اس طرح مطمئن رہیں کہ شریعت ان کی عیش و عشرت کو مکدر نہیں کرنا چاہتی؟ کیا یہ لوگ صرف اتنا سنا چاہتے ہیں کہ

۱۔ سورۃ انعام: ۱۱۹۔

۲۔ سورۃ بقرہ: ۱۶۸۔



ذبح شدہ جانوروں مثلاً اونٹ، گائے، بکرا، خرگوش، ہرن، پہاڑی بکرا، مرغ، کبوتر، بطخ اور شتر مرغ کا گوشت حلال ہے۔ ٹڈی اور مچھلی بصورتِ مردار بھی حلال ہے۔ پھل، سبزیاں اور ہمہ اقسام دانے حلال ہیں۔ پانی، دودھ، شہد، تیل اور سرکہ حلال ہے۔ نمک، مرچ اور مصالحے حلال ہیں۔ لکڑی، لوہا، ریت، کنکر، پلاسٹک، شیشہ اور ربڑ میں سے ہر چیز کا استعمال حلال ہے۔

چوپایوں، گاڑیوں، ریلوں، سفینوں اور جہازوں میں سے ہر ایک کی سواری حلال ہے۔ ایئر کنڈیشنڈ، فریج، واشنگ مشین، ڈرائر مشین، اناج پیسنے، آٹا گوندھنے، قیمہ بنانے، جوس نکالنے کی مشینیں، نیز طب، انجینئرنگ، حساب، رصد و فلک اور کنسٹرکشن کے تمام آلات اور زمین سے پانی، تیل یا معدنیات نکالنے کی تمام مشنری اور تزیین و آرائش اور صفائی کے آلات اور کتابت و طباعت کی تمام مشینوں کا استعمال حلال ہے۔

سوتی، ریشمی، اونی، نائلون، پولسٹر، ہر قسم کا لباس اور جانوروں کے بال چمڑا اور اون وغیرہ حلال ہیں۔ نکاح، خرید و فروخت، کفالہ، حوالہ، اجارہ اور ہر قسم کے پیشے، مثلاً نجارہ (بڑھئی)، حدادہ (لوہار)، مشنری کی مرمت اور بکریاں چرانا وغیرہ حلال ہے۔

آپ فیصلہ کیجئے کہاں تک حلال اشیاء کو گنیں گے؟ اس شمار کی کوئی حد آسکتی ہے؟ تو پھر یہ قوم بات سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتی۔ (لامحالہ حرام اشیاء ہی بیان کی جائیں گی تاکہ ان کے ماسوا اشیاء کی حلت واضح ہو جائے اور ہر نشئی کا اصل بھی حلت و اباحت ہی ہے۔)

جو لوگ محرماتِ شرعیہ کا سننا پسند نہیں کرتے ان کا ایک بہانہ یہ ہے کہ دین تو بہت آسان ہے (تم لوگ حرام، حرام کہہ کے اسے مشکل نہ بناؤ) ایسے لوگوں سے گزارش ہے یقیناً دین آسان ہے، لیکن دین کے آسان ہونے کا جو مفہوم تم پیش کرتے ہو وہ باطل ہے، دین کے آسان ہونے کا یہ معنی نہیں ہے کہ لوگ اسے اپنی خواہشات و جذبات کے مطابق ڈھال لیں اور اسے آسانی کا نام دے دیں!!؟؟

بلکہ یہ دین اپنے احکام و مسائل کے لحاظ سے آسان ہے..... اس عظیم فرق کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ ایک شخص محرماتِ شرعیہ کو یہ کہہ کر پامال کر دے کہ دین بڑا آسان ہے تو اس کا یہ استدلال کتنا لغو، فضول اور باطل ہے۔ دین واقعی آسان ہے لیکن رخصتوں اور آسانیوں کے اس پروگرام کے ساتھ جو شریعت نے پیش کیں ہیں۔

مثلاً: سفر میں نمازوں کو جمع کرنا، قصر کرنا، روزہ نہ رکھنا، مقیم کیلئے موزوں پر ایک دن ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن تین راتیں مسح کرنا، پانی کے استعمال میں کسی قسم کے مرض کا خوف ہو تو تیمم کر لینا۔ مریض کا دو نمازیں جمع کر لینا، بارش کے نزول کی صورت میں نمازوں کا جمع کر لینا۔ نکاح کا پیغام دینے والے کا اپنی منگیتر (جو کہ ایک اجنبی عورت ہے) کو دیکھنے کی اجازت و اجازت، قسم کے کفارے میں اختیار دینا کہ خواہ غلام آزاد کر لو یا مسکینوں کو کھانا کھلاؤ یا لباس دے دو، اور اضطراری صورت میں مردار کھانے کی اجازت وغیرہ۔

یہ سب وہ رخصتیں ہیں جو شریعت سے ثابت ہیں اور دین کے آسان ہونے کا مظہر ہیں۔

محرمات کے سلسلے میں ہماری گزشتہ وضاحتوں کے ساتھ یہ بات بھی شامل کر لیجئے کہ ہر مسلمان کو بخوبی جان لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بعض چیزیں حرام فرمائی ہیں تو اس میں اس کی بہت سی حکمتیں پنہاں ہیں۔ مثلاً اللہ رب العزت ان محرمات کے ذریعے بندوں کی آزمائش و ابتلاء چاہتا ہے اور دیکھنا چاہتا ہے کہ میرے بندے محرمات کے تعلق سے میرے حکم کو کس حد تک قبول کرتے ہیں۔ اور اہل جنت کی اہل جہنم سے تمیز اور نکھار کا ایک واضح طریق یہ بھی ہے کہ اہل جہنم شہواتِ نفس کے سمندر میں ڈوبے ہوتے ہیں، جبکہ جہنم انہی شہوات سے ڈھانپی گئی ہے۔ اور اہل جنت کا شیوہ یہ ہے کہ وہ ان مکارہ پر صبر کرتے ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کے اوامر پر عمل پیرا ہونے اور اس کے منہیات و محرمات سے اجتناب کرنے کی صورت میں جو سختیاں پنہاں ہیں ان پر کمالِ صبر کا مظاہرہ کرتے

ہیں)۔ اور جنت انہی سختیوں سے ڈھکی ہوئی ہے اگر یہ ابتلاء نہ ہوتی تو نافرمان لوگ، فرمانبرداروں سے جدا اور متمیز نہ ہوتے۔ اہل ایمان تو تکالیف شرعیہ سے حاصل ہونے والی مشقت کو باعثِ اجر و ثواب قرار دیتے ہیں، اور اسے اللہ تعالیٰ کے امر کی تعمیل و اتباع سمجھتے ہوئے اس کی رضا کے طالب بن جاتے ہیں، اور یوں وہ مشقت ان کے لئے بڑی آسان ہو جاتی ہے۔ جبکہ دلوں میں نفاق رکھنے والے تکالیف شرعیہ سے حاصل ہونے والی مشقت کو محض دردِ عالم اور محرومی تصور کرتے ہیں، نتیجہً اس مشقت کا رگڑا مزید سخت ہو جاتا ہے اور خالق کائنات کی اطاعت مشکل ترین ہو جاتی ہے۔

محرمات و منہیات کے اجتناب سے بندہ ایک عجیب سی لذت و حلاوت محسوس کرتا ہے، کیونکہ جو شخص اللہ کے لئے کسی چیز کو چھوڑے گا اللہ تعالیٰ اس سے کہیں بہتر عوض اور بدل عطا فرمائے گا، دریں صورت بندہ کا دل لذتِ اعمال سے سرشار ہو جائیگا۔

اس مختصر رسالہ میں قارئین محرمات کی ایک فہرست دیکھیں گے، ان محرمات کی حرمت شریعت سے ثابت ہے اور ہم انہیں کتاب و سنت کے دلائل کے ساتھ بیان کریں گے۔ اور یہ ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ ان محرمات و ممنوعات میں عامۃ الناس گرفتار ہیں، اور معاشرہ میں ان کا ارتکاب کافی حد تک پھیلتا اور بڑھتا جا رہا ہے۔ ہمارا مقصود ان امور کا بیان اور خیر خواہی ہے۔

میں اپنے لئے اور اپنے تمام مسلمان بھائیوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور توفیق کا طلبگار ہوں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی حدود پر ٹھہرنے اور صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں محرمات سے محفوظ رکھے، گناہوں سے بچائے رکھے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ سب سے بہتر حفاظت کرنے والا اور رحم کرنے والوں میں سب سے بڑا اور زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔



## (۱) الشِّرْكُ بِاللَّهِ

(اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا)

تمام محرمات میں علی الاطلاق سب سے بڑا گناہ شرک ہے، اسکی دلیل ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[ أَلَا أَنْبِئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ؟ (ثَلَاثًا) قَالُوا: قُلْنَا: بَلَى، يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ ]<sup>۱</sup>

ترجمہ: (میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟) (یہ سوال آپ ﷺ نے تین بار دہرایا) صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ کیوں نہیں!! تو آپ ﷺ نے فرمایا: (سب سے بڑا گناہ) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے علاوہ شرک کے ہر گناہ کی معافی ممکن ہے، شرک کی معافی کے لئے مخصوص توبہ ضروری ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

[ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ]<sup>۲</sup>

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا، اسکے ما سوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں، وہ جس کے لئے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے)۔

واضح ہو کہ کچھ شرک ایسے ہیں جو شرک اکبر کہلاتے ہیں جو بندے کو ملتِ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں، ایسے شرک پر مرنے والا ہمیشہ ہمیشہ کا جہنمی ہے۔ اس شرک کی بہت سی صورتیں

<sup>۱</sup> صحیح بخاری: کتاب الشهادات: باب ما قيل في شهادة الزور۔

<sup>۲</sup> سورة نساء: ۴۸۔

بہت سے اسلامی ملکوں میں دکھائی دیتی ہیں، مثلاً:

## عبادۃ القبور (قبر پرستی)

قبروں کی عبادت کرنا، اور یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ اولیاء جو مر چکے ہیں ہماری ضرورتیں پوری کرتے ہیں، اور ہماری مشکلات آسان بنا دیتے ہیں، چنانچہ اس مقصد کے لئے انہیں پکارنا اور ان سے مدد چاہنا (سب شرکِ اکبر ہے)، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ] ۱

ترجمہ: (اور آپ کے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ لوگو! تم اس (اللہ) کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو)

اسی طرح انبیاء و صالحین کو شفاعت کیلئے یا سختیوں سے چھٹکارا پانے کے لئے پکارنا بھی شرکِ اکبر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَّرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ

ۗ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ] ۲

ترجمہ: (تمہارے معبودان باطلہ) یا وہ ذات بہتر ہے جسے پریشان حال جب پکارتا ہے تو وہ اس کی پکار کا جواب دیتا ہے اور اسکی تکلیف کو دور کرتا ہے اور تمہیں زمین میں جانشین بناتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی یہ کام کرتا ہے؟ لوگو! تم بہت ہی کم نصیحت قبول کرتے ہو)

۱ سورۃ بنی اسرائیل: ۲۳۔

۲ سورۃ نمل: ۶۲۔

بعض لوگ تو شیخ یا ولی کے نام کے ذکر کو اپنی عادت بنا لیتے ہیں چنانچہ جب بھی اٹھیں گے یا بیٹھیں گے یا کوئی ٹھوکر کھائیں گے یا کسی پریشانی، مصیبت یا مشکل سے دوچار ہوں گے (تو اس شیخ یا ولی کا نام پکاریں گے) کوئی یا محمد کہتا ہے اور کوئی یا علی یا، یا حسین پکارتا ہے، کوئی یا بدوی اور کوئی یا شیخ عبدالقادر جیلانی کہتا ہے، یا کسی کی زبان پر یا شاذلی ہے تو کوئی یا رفاعی پکارتا ہے۔ کوئی العیدروس کو تو کوئی سیدہ زینب کو اور کوئی ابن علوان کو پکارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادًا أَمْثَلُكُمْ] ۱

ترجمہ: (بے شک اللہ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو وہ تم ہی جیسے اللہ کے بندے ہیں) بعض قبر پرست تو قبروں کا طواف کرتے ہیں، ان کے کونوں کا استلام کرتے ہیں اور انہیں اپنے ہاتھوں سے چھوتے ہیں، ان کی چوکھٹوں کو بوسہ دیتے ہیں، ان کی تربت اپنے چہرے پر رگڑتے اور ملتے ہیں، قبروں کو دیکھتے ہی سجدے میں گر جاتے ہیں۔ بڑے خشوع و خضوع، عاجزی اور تضرع کے عالم میں قبروں کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی حاجات و ضروریات کا سوال کرتے ہیں۔ کوئی اپنے کسی مریض کی شفا کا طالب ہوتا ہے، تو کوئی اپنے لئے بچے کا سوالی، کسی کو کوئی مشکل درپیش ہوتی ہے جس کا وہ قبر والے سے حل چاہتا ہے۔ بعض لوگ تو قبر والے کو یوں کہتے سنائی دیتے ہیں: اے آقا! میں بہت دور دراز سے تیرے پاس آیا ہوں مجھے نامراد نہ لوٹانا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ

دُعَائِهِمْ غٰفِلُونَ ۝ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا لِإِبَادَتِهِمْ كُفْرِينَ ۝ ۱] ۲

۱ سورہ اعراف: ۱۹۳۔

۲ سورہ احقاف: ۶، ۵۔

ترجمہ: (اور اس آدمی سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو اللہ کے بجائے ان معبودوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی پکار کونہ سن سکیں گے، اور وہ ان کی پکار سے یکسر غافل ہیں، اور جب لوگ میدانِ حشر میں لائے جائیں گے تو وہ معبودان کے دشمن ہو جائیں گے، اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

[مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ نِدَاءً دَخَلَ النَّارَ] <sup>ل</sup>

ترجمہ: (جو شخص اللہ کے سوا کسی دوسرے شریک کو پکارتے ہوئے مرا وہ جہنم میں داخل

ہو جائے گا)

بعض لوگ قبروں کے پاس اپنے سر منڈوا دیتے ہیں (حالانکہ سر منڈوانا بموقع حج اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے) کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں ایسی کتابیں دیکھی گئی ہیں جن میں مشاہد (مزارات) کے حج کی عبادت کا ذکر ملتا ہے، مشاہد سے ان کی مراد اولیاء کی قبریں ہیں (گویا وہ بقصد حج ان قبروں کی زیارت کرتے ہیں) کچھ لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اولیاء کے پاس اس کائنات میں تصرف کا پورا پورا اختیار ہے اور وہ نفع و نقصان کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ] <sup>ط</sup>

يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۗ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ [ <sup>ل</sup>

ترجمہ: (اور اگر تم کو اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو بجز اس کے اور کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں ہے، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کر دے اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والا ہے۔)

<sup>ل</sup> بخاری کتاب التفسیر باب قولہ تعالیٰ ومن الناس من اتخذ من دون اللہ اندادا۔۔۔۔۔

<sup>ط</sup> سورہ یونس: ۱۰۷۔

## النذر لغير الله

(غیر اللہ کے نام کی نذر ماننا)

نذر لغير اللہ بھی اس شرک میں داخل ہے۔ جیسا کہ بعض لوگ قبروں والوں کے لئے دیئے جانے اور چراغاں کرنے کی منت مان لیتے ہیں۔ (والعیاذ باللہ)

## الذبح لغير الله

(غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا)

غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کرنا بھی شرک اکبر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝۱۷]

ترجمہ: پس آپ صرف اپنے رب کے لئے نماز پڑھیے اور صرف اسی کے لئے قربانی کیجئے۔

یہاں یہ حکم صریح ہے کہ اللہ کے لئے اور اللہ کے نام پر قربانی دیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ ۝۱۷]

ترجمہ: غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنتیں اور پھٹکاریں برستی ہیں۔

ایسے ذبیحہ میں دو حرام جمع ہیں۔

(۱) وہ غیر اللہ کے لئے ذبح ہوا (۲) وہ غیر اللہ کے نام پر ذبح ہوا۔ یہ دونوں صورتیں شرک

ہیں اور اس جانور کے گوشت کو حرام کر دیتی ہیں۔

۱۷ سورہ کوثر: ۲۔

۱۸ صحیح مسلم: کتاب الاضاحی: باب تحریم ذبح لغيرہ اللہ تعالیٰ۔



دور جاہلیت کا ایک ذبیحہ جو آج بھی مروج ہے، جنوں کا ذبیحہ ہے۔  
جسکی صورت یہ ہے کہ جب وہ کوئی گھر خریدتے یا بناتے تو اسکی چوکھٹ پر یا اسی طرح کوئی کنواں  
کھودتے تو اسکے قریب کوئی جانور ذبح کرتے تاکہ جنوں کی ایذا رسانی سے تحفظ حاصل ہو جائے۔

## تحلیل ما حرم اللہ أو تحريم ما أحل اللہ

(اللہ کے حرام کردہ کو حلال یا حلال کردہ کو حرام ٹھہرانا)

شُرکِ اکبر کی ایک صورت جو ہمارے معاشرے میں خوب رواج پا چکی ہے یہ ہے کہ اللہ  
تعالیٰ کی حرام کردہ شیء کو حلال کر لینا، اسی طرح کسی شخص کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا کہ اسے  
تحلیل و تحریم کا حق و اختیار حاصل ہے شرک اکبر ہے۔

اسی طرح مروجہ عدالتوں میں جاہلی قوانین سے فیصلے طلب کرنا، اس طرح کہ اس میں اس  
کی رضا اور اختیار شامل ہو، اور اسے حلال جانتا ہو اور اسکے جواز کا عقیدہ رکھتا ہو، شرک اکبر  
ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کفر اکبر کا اپنے اس فرمان میں ذکر کیا ہے:

[اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ] ۱

ترجمہ: (ان لوگوں نے اپنے عالموں اور اپنے عابدوں کو اللہ کے بجائے معبود بنا لیا)

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ان آیات کی تلاوت  
سنی تو حیرانگی سے کہا: ”وہ لوگ ان کی پوجا تو نہیں کرتے تھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[أَجَلٌ وَلَكِنْ يُحْلُونَ لَهُمْ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيَسْتَحِلُّونَهُ وَيُحَرِّمُونَ عَلَيْهِمْ  
مَا أَحَلَّ اللَّهُ فَيُحَرِّمُونَهُ فَمِنْ تِلْكَ عِبَادَتُهُمْ لَهُمْ] ۲

۱ سورہ توبہ: ۳۱۔

۲ السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۱۶/۱۰۔ ترمذی ۳۰۹۵ شیخ البانی نے اسے حسن کہا ہے۔

یعنی: [یہ درست ہے کہ وہ ان کی پوجا نہیں کرتے تھے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو ان کے لئے حلال کرتے تھے جسے وہ لوگ حلال مان لیتے تھے، اور وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام کرتے تھے جسے وہ لوگ حرام مان لیتے تھے، اور یہی تو ان کی عبادت ہے] نیز اللہ تعالیٰ نے مشرکین کا طور طریقہ یوں بھی بیان فرمایا ہے:

[وَلَا يَحْرِمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ] ۱

ترجمہ: (اور جس چیز کو اللہ اور اسکے رسول نے حرام کیا ہے اسے وہ حرام نہیں سمجھتے ہیں، اور نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں)

ایک اور مقام پر فرمایا:

[قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ آللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ] ۲

ترجمہ: (آپ پوچھئے کہ تمہارا کیا خیال ہے، کہ اللہ نے تمہارے لئے جو روزی بھیجی ہے اس میں سے کسی کو حلال بناتے ہو اور کسی کو حرام، آپ پوچھئے کہ اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے، یا تم اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو اور افتراء کرتے ہو)

## السحر والكهانة والعرافة (جادو، کہانت اور نجومیت)

شُرکِ اکبر کی اقسام میں سے ایک قسم سحر (جادو) اور کہانت و عرافہ بھی ہے اور یہ بھی

۱ سورہ توبہ: ۲۹۔

۲ سورہ یونس: ۵۹۔

ہمارے معاشرے میں خوب پھیلی ہوئی ہے جہاں تک جادو کا تعلق ہے تو یہ کفر ہے اور اس کا شمار ان سات کبیرہ گناہوں میں ہے جنہیں شریعت نے مہلک قرار دیا ہے اور یہ سراسر نقصان و حرمان کا باعث ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی نفع نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جادو سیکھنے کی بابت فرمایا:

[وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ] ۱

ترجمہ: (اور یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان اور نہ نفع پہنچاتا ہے) اور سحر کا معاملہ کرنے والا شخص کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٌ وَلَكِنَّ الشَّيْطَانَ كَفَرَ وَاعْلَمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أَنْزَلَ عَلَى

الْمَلَائِكَةِ بَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يَعْلَمُونَ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ] ۲

ترجمہ: سلیمان (علیہ السلام) نے تو کفر نہ کیا تھا، بلکہ یہ کفر شیاطین کا تھا وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔ اور بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا وہ دونوں بھی اس وقت تک کسی کو نہیں سکھایا کرتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں پس تم کفر نہ کرو۔ جادو گر کا حکم قتل ہے، اس کی کمائی حرام اور خبیث ہے۔ جاہل، ظالم اور ضعیف الایمان قسم کے لوگ جادو کے عمل کے لئے جادو گروں کا رخ کرتے ہیں اور بذریعہ جادو لوگوں پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں یا ان سے کسی قسم کا انتقام لیتے ہیں۔ کچھ لوگ جادو کے توڑ کے لئے جادو گروں کے پاس جاتے ہیں ایسے لوگ بھی امر محرم اور کبیرہ گناہ کے مرتکب ہیں اس حال میں تو ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے اور اس کے پاکیزہ کلام مثلاً معوذات وغیرہ سے شفاء حاصل کی جائے۔

۱ سورہ بقرہ: ۱۰۲۔

۲ سورہ بقرہ: ۱۰۲۔

جہاں تک کاہن اور عراف کا تعلق ہے تو یہ دونوں اللہ عظیم و برتر کے ساتھ کفر کرنے والے ہیں، کیونکہ یہ دونوں غیب کے علم کے دعویدار ہیں جبکہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس قماش کے بیش تر لوگ سادہ لوح لوگوں کی سادگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کا مال بٹورنے کے لئے انہیں بے وقوف بناتے ہیں اپنی مطلب براری کے لئے بہت سے وسائل استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً ریت میں خطوط بنانا یا ضرب الودع یا ہتھیلی، پیالی یا شیشوں اور آئینوں میں قرأت وغیرہ۔ اور کبھی ایک بار ان کی بات سچ نکل بھی آئے تو ننانوے (۹۹) بار جھوٹ بھی سامنے آتا ہے۔ لیکن سادہ لوح لوگوں کو ان شعبہ بازوں کا وہ ایک بار کا سچ ہی یاد رہتا ہے۔ ننانوے (۹۹) بار کے جھوٹوں پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔ لہذا اپنے مستقبل کے احوال معلوم کرنے کے لئے شادی یا تجارت کے تعلق سے سعادت و شقاوت کا پتہ لگانے کے لئے یا اپنی گمشدہ چیز کی تلاش وغیرہ کے لئے ان کا رخ کرتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کاہنوں کے پاس جانے والے شخص کا کیا حکم ہے۔ جواب یہ ہے کہ اگر کاہنوں کے پاس جانے والا شخص انکی باتوں کو سچ مانتا ہے تو وہ کافر ہے، اور ملتِ اسلامیہ سے خارج ہے، اسکی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

[مَنْ آتَى كَاهِنًا أَوْ عَرَّافًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ] <sup>۱</sup>

ترجمہ: (جو شخص کسی کاہن یا عراف (نجمی) کے پاس جائے اور اس کی باتوں کی تصدیق

کرے تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ شریعت کے ساتھ کفر کیا)

اور اگر کاہن کے پاس جانے والا اس کی تصدیق نہیں کرتا اور نہ ہی ان کے علم غیب جاننے کا

عقیدہ رکھتا ہے بلکہ محض تجربہ کے طور پر جاتا ہے، تو ایسا شخص کافر تو نہیں ہو جاتا لیکن چالیس دن

تک اس کی کوئی نماز قبول نہیں کی جائے گی اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

<sup>۱</sup> مسند احمد ۲/۲۲۹۔ صحیح الجامع ۵۹۳۹۔

[ مَنْ آتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ]<sup>۱</sup>  
 ترجمہ: (جو شخص کسی کاہن کے پاس جائے اور اس سے غیب کے تعلق سے کوئی سوال کرے  
 تو اسکیچالیس دن تک کوئی نماز قبول نہیں کی جائے گی)  
 واضح ہو کہ یہ شخص نماز بہر حال لازماً پڑھتا رہے گا اور ساتھ ساتھ لازماً توبہ کرتا رہے گا۔

الاعتقاد فی تاثیر النجوم والكواكب فی الحوادث وحیاة الناس  
 مختلف پیش آمد ہوا قعات وحوادث میں یا انسانوں کی زندگیوں میں ستاروں کے اثر انداز ہونے کا  
 عقیدہ رکھنا بھی شرک اکبر ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
 صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحَدِيثِيَّةِ عَلَى أَثَرِ سَمَائِي كَأَنَّكَ مِنَ اللَّيْلَةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى  
 النَّاسِ فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ  
 أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ  
 فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِالْكَوَاكِبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ يَنْوِي كَذَا وَكَذَا فَقَدْ لِكَ  
 كَافِرٌ بِي وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ ]<sup>۲</sup>

ترجمہ: (زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حدیبیہ  
 میں فجر کی نماز پڑھائی جبکہ رات کچھ بارش بھی برسی تھی آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی  
 طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے: لوگوں نے کہا  
 اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (میرے

<sup>۱</sup> صحیح مسلم: کتاب السلام: باب تحریم الکہانۃ واتیان الکہان۔

<sup>۲</sup> بخاری: کتاب الاستقاء: باب قول اللہ تعالیٰ {وَجْعَلُونَ رِزْقَهُمْ نُكُودًا}۔

بندوں میں سے کچھ مؤمن ہو گئے اور کچھ کافر جس نے کہا ہمیں یہ بارش اللہ کے فضل و رحمت سے عطا ہوئی ہے وہ میرے ساتھ ایمان رکھنے والا اور ستاروں کی تاثیر کا انکار کرنے والا ہے اور جس نے ہا کہ اس بارش میں فلاں ستارے کی تاثیر ہے وہ میرے ساتھ کفر کرنے والا اور ستاروں کے ساتھ ایمان رکھنے والا ہے)

واضح ہو کہ بعض لوگ جرائد و مجلات میں شائع ہونے والے ستاروں کی برجوں سے قسمت کے احوال جاننے کی کوشش کرتے ہیں ان کا یہ کردار بھی از قبیل شرک ہے، چنانچہ اگر وہ ان نجوم و افلاک کے قسمت کے تعلق سے اثر انداز ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں تو وہ مشرک ہیں اور اگر محض تسلی کے لئے ستاروں کے ان احوال کو پڑھتے ہیں تو وہ نافرمان اور گنہگار ہیں۔

اور شرک پر مشتمل تحریر پڑھ کر تسلی لینا جائز نہیں ہے، پھر اس پر مستزاد یہ کہ ممکن ہے شیطان ان کے دل میں ان کی تاثیر کا عقیدہ بٹھانے میں کامیاب ہو جائے۔ تو ثابت ہوا کہ اس قسم کی تحریروں کو محض تسلی کیلئے پڑھنا بھی شرک کا بدترین وسیلہ اور ذریعہ بن سکتا ہے۔

بعض چیزوں میں نفع کی موجودگی کا اعتقاد رکھنا (حالانکہ اللہ عزوجل نے ان میں کوئی نفع نہیں رکھا) بھی شرک ہے۔

جب کہ بعض لوگ تعویذ گنڈوں، شرکیہ منتروں، مختلف منکوں، یا معدنی کڑوں میں کسی کا ہن یا جادو گر کے کہنے یا موروثی اعتقاد کی بنا پر نفع کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ انہیں اپنی گردنوں میں لٹکا لیتے ہیں یا انہیں اپنے بچوں کی گردنوں پر نظر بد سے بچاؤ کیلئے لٹکا دیتے ہیں یا انہیں اپنے جسم کے کسی حصے کے ساتھ باندھ لیتے ہیں یا اپنی گاڑیوں یا گھروں میں آویزاں کر لیتے ہیں۔ کچھ لوگ مختلف نگینوں والی انگوٹھیاں پہن لیتے ہیں اور ان نگینوں کے بارے میں دفع بلاء کے تعلق سے

خاص تاثیر کا عقیدہ بنا لیتے ہیں بلاشبہ یہ تمام چیزیں توکل علی اللہ کے منافی ہیں، اور یہ تمام چیزیں بالآخر انسان کو وہن یا کمزوری کے سوا کچھ نہیں دے سکتیں۔ یہ تمام چیزیں حرام اشیاء سے علاج حاصل کرنے کے زمرے میں آتی ہیں بلکہ بہت سے تعویذوں میں تو واضح شرک پایا جاتا ہے۔ جنوں اور شیطانوں سے استغاثہ کیا جاتا ہے یا ان میں دھندلی سی تصویریں یا ناقابل فہم تحریریں ہوتی ہے بعض شعبہ باز تو قرآنی آیات لکھ کر ان میں دیگر شرکیہ کلمات بھی خلط ملط کر دیتے ہیں۔ اور کچھ ایسے بھی ہیں جو نجس اشیاء یا حیض کے خون سے قرآنی آیات لکھتے ہیں۔

واضح ہونہ مذکورہ تمام اشیاء کو باندھنا یا لٹکانا حرام ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

[مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ] ۱

ترجمہ: (جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا)

ایسے کام کرنے والا شخص اگر ان چیزوں کے بارہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ اللہ کے علاوہ نفع اور نقصان پہنچاتی ہیں تو وہ ایسا مشرک ہے کہ جس کا شرک، شرک اکبر ہی کہلائے گا، اور اگر وہ ان چیزوں کو محض نفع یا نقصان کے اسباب میں سے قرار دیتا ہے تو چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو نفع و نقصان کے اسباب میں سے قرار نہیں دیا، لہذا وہ ایسا مشرک ہوگا جو شرک اصغر میں مبتلا ہے۔

## الریاء بالعبادات

(عبادت میں ریاء کاری)

عمل صالح کی شرائط یہ ہیں۔ (۱) وہ ریاء کاری سے پاک ہو (۲) وہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقید ہو۔

۱۔ مسند احمد ۱۵۶/۲۔ سلسلہ ۱ صحیحہ ۲۹۲۔

جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے کوئی نیکی کرتا ہے، مثلاً دکھاوے کی نماز پڑھتا ہے۔ وہ شرکِ اصغر کا مرتکب ہے۔ اور اس کی وہ نیکی برباد ہے۔ اللہ نے فرمایا:

[إِنَّ الْمُنْفِقِينَ يُخَدِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كَسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ٥٧] ۱

ترجمہ: (بے شک منافق اللہ سے چال بازیاں کر رہے ہیں اور وہ انہیں اس چال بازی کا بدلہ دینے والا ہے جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں، اور یادِ الہی یونہی برائے نام کرتے ہیں)

اسی طرح اگر کوئی شخص اس نیت سے عمل کرے کہ اس کے عمل کی خبر خوب پھیل جائے اور لوگوں میں خوب چرچا ہو تو وہ شخص بھی بتلائے شرک ہے ایسے شخص کے متعلق حدیث میں وعید شدید وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[مَنْ سَمِعَ سَمِعَ اللَّهُ بِهِ وَمَنْ رَأَىٰ، رَأَىٰ اللَّهُ بِهِ] ۲

ترجمہ: (یعنی جو اپنے عمل سے شہرت کمانا چاہے اللہ اسے شہرت دے دیتا ہے۔ اور جو اپنا عمل لوگوں کو دکھانا چاہے اللہ تعالیٰ اسے دکھا دیتا ہے)

اور اگر کوئی شخص اس نیت سے کوئی عبادت کرے کہ اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے اور لوگ بھی واہ واہ کریں، تو وہ عبادت بھی برباد ہے۔ جیسا کہ ایک حدیثِ قدسی میں ہے:

[أَنَا أَعْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِيَ غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشِرْكُهُ] ۳

۱ سورہ نساء: ۱۳۲۔

۲ صحیح مسلم۔ کتاب الزہد، باب تحریم الریاء۔

۳ صحیح مسلم۔ ۲۹۵۸۔



ترجمہ: (میں شراکت کے تعلق سے تمام شرکاء سے زیادہ بے پروا ہوں جس نے کوئی عمل کیا اس میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کر لیا تو میں اسے اور اس کے حصہ کو چھوڑ دوں گا) اور اگر کوئی شخص کوئی نیکی اللہ تعالیٰ کے لئے شروع کرتا ہے پھر اس پر ریاکاری کی نیت اثر انداز ہو جاتی ہے تو مسئلہ کی دو صورتیں ہیں

(۱) اگر تو وہ اس ریاکاری کو ناپسند کرتا ہے اس کے خلاف جنگ کرتا ہے اور اسے دفع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو اس کی نیکی درست ہے۔

(۲) اور اگر وہ اس ریاکاری میں راحت محسوس کرتا ہے اور اسے دور کرنے کا کوئی اقدام نہیں کرتا تو بیشتر علماء کے قول کے مطابق وہ نیکی بھی برباد ہو جاتی ہے۔

### الطَّيْرَةَ

(بدشگونی)

”الطَّيْرَةَ“ سے مراد کسی چیز کو باعثِ نحوست و بدشگونی قرار دینا ہے۔ قرآن حکیم میں اس کا تذکرہ موجود ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

[فَإِذَا جَاءَهُمْ الْحَسَنَةُ قَالُوا لِنَا هَذِهِ وَإِنْ تُصِبَّهُمْ سَيِّئَةٌ يَنْظُرُوا بِمُؤْسَى وَمَنْ

مَعَهُ]۔۔۔<sup>۱</sup>

ترجمہ: (پس جب ان پر خوشحالی آتی تو کہتے کہ یہ تو ہمارے لئے ہونا ہی چاہئے اور اگر انکو کوئی بدحالی پیش آتی تو موسیٰ اور انکے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے)

اہل عرب جب کسی اہم کام کا ارادہ کرتے مثلاً کسی جانب سفر کرنا چاہتے تو کوئی پرندہ

<sup>۱</sup> سورۃ اعراف: ۱۳۱۔

پکڑ لیتے پھر اسے چھوڑ دیتے، اگر وہ دائیں طرف جاتا تو اسے نیک شگون سمجھتے اور وہ سفر یا کام جاری رکھتے، اور اگر وہ بائیں طرف جاتا تو اسے بد شگونی قرار دیتے اور اپنے ارادے کو ترک کر دیتے۔ اس عمل کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمایا ہے:

[الطَّيْرَةُ شُرْكٌ] ۱

ترجمہ: (بد شگونی شرک ہے)

بد شگونی جو کہ ایک حرام عقیدہ ہے اور کمالِ توحید کے منافی ہے، اس میں بہت سی چیزیں شامل کی جاسکتی ہیں، مثلاً: مہینوں میں سے کسی مہینے کو نحوست و بد شگونی کا باعث قرار دینا، جبکہ بعض لوگ صفر کے مہینے کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور اس مہینہ میں شادی بیاہ نہیں کرتے۔ اسی طرح دنوں میں سے کسی دن سے بد شگونی لینا، جیسا کہ بعض لوگ ہر بدھ کو مکمل و مستمر نحوست کا باعث قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح کسی عدد کو نحوست سمجھنا، جیسا کہ بعض لوگوں کا تیرہ (۱۳) کے عدد کے متعلق یہ خیال ہے۔ اسی طرح کسی نام سے بد شگونی لینا بھی اس زمرے میں شامل ہے۔ اسی طرح کسی بیماری والے سے بد شگونی لینا، مثلاً کوئی شخص اپنی دکان کو کھولنے جائے اور راستے میں کسی کانے پر نظر پڑ جائے تو اسے باعثِ بد شگونی قرار دیکر وہیں سے واپس پلٹ آئے اور دکان نہ کھولے۔ یہ تمام صورتیں حرام ہیں اور شرک ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے تمام لوگوں سے اظہارِ براءت فرمایا ہے۔

[عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ مَرْفُوعاً: لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تَطَيَّرَ لَهُ أَوْ تَكْهَنَ أَوْ تَكْهَنَ لَهُ (وَ أَظْنَهُ قَالَ: أَوْ سَحَرَ أَوْ سَجَرَ لَهُ) ۲]

۱۔ منہاجہ ۱/۳۸۹۔ صحیح الجامع ۳۹۵۵۔

۲۔ طبرانی الکبیر ۱۸/۱۶۲۔

ترجمہ: (وہ شخص ہم سے نہیں ہے جو بدشگونی کرے یا اس کے لئے بدشگونی کی جائے، نہ وہ شخص جو کہانت کرے یا اس کے لئے کہانت کی جائے) اور میرا غالب گمان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا (اور نہ ہی وہ شخص جو جادو کرے یا اس کے لئے جادو کیا جائے)

واضح ہو کہ اگر کسی شخص سے کسی قسم کی بدشگونی کا فعل سرزد ہو جائے، تو اس کا کفارہ حدیث میں وارد ہوا ہے، چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[مَنْ رَدَّتْهُ الطَّيْرَةُ مِنْ حَاجَةٍ فَقَدْ أَشْرَكَ، قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَفَّارَةُ ذَلِكَ قَالَ: أَنْ يَقُولَ أَحَدُهُمْ: اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ] ۱

ترجمہ: (جس شخص کو بدشگونی کام کرنے سے روک دے اس نے شرک کیا، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوں کہہ دینا ”اے اللہ ہر نیک و بد تیری طرف سے ہے، اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں“)

بدشگونی لینا انسانی طبیعت میں شامل ہے، جو کم از زیادہ ہو سکتی ہے اور اس کا سب سے اہم اور کارآمد علاج ”توکل علی اللہ“ ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

[وَمَا مِنَّا إِلَّا (أَيُّ: إِلَّا وَيَقَعُ فِي نَفْسِهِ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ) وَلَكِنَّ اللَّهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ] ۲

ترجمہ: (ہم میں سے ہر شخص کے دل میں کچھ نہ کچھ بدشگونی پیدا ہو ہی جاتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ توکل کی برکت سے اسے ختم کر دیتا ہے)

۱۔ مسند احمد ۲/۲۲۰، سلسلۃ الصحیحۃ ۱۰۶۵۔ یہ روایت ضعیف ہے، لہذا صیغہ ترمیض سے ہی ذکر کرنا چاہئے۔

۲۔ سنن ابی داؤد کتاب الطب۔ کتاب الکہانۃ والطیر، باب فی الطیرۃ۔ سلسلۃ الصحیحۃ ۱۰۶۵۔

## أَحْلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى (غیر اللہ کی قسم کھانا)

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات میں سے جس کی چاہتا ہے قسم کھا لیتا ہے، لیکن مخلوق کیلئے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا جائز نہیں ہے۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ بہت سارے لوگوں کی زبانوں پر غیر اللہ کی قسمیں جاری و ساری رہتی ہیں۔

”قسم“، تعظیم کی ایک قسم ہے لہذا یہ اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔

[عَنْ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: أَلَا إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاهُكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ مَنْ كَانَتْ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ أَوْ لِيَضْمَتْ] ۱

ترجمہ: (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار! ”اللہ تعالیٰ تمہیں باپ دادوں کی قسمیں کھانے سے روکتا ہے، جو قسم کھانا چاہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور مرفوع روایت مروی ہے:

[مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ] ۲

ترجمہ: (جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث میں فرمایا:

[مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا] ۳

۱ صحیح بخاری۔ کتاب الایمان والندور، باب لا تحلفوا بآبائکم۔

۲ مسند احمد ۱۲۵/۲۔ صحیح الجامع ۶۲۰۴۔

۳ ابوداؤد: کتاب الایمان والندور: باب کراهیۃ الحلف بالامانۃ۔ الصحیحۃ ۹۴۔

ترجمہ: (جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں) واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بھی قسم جائز نہیں ہے، نہ کعبہ کی، نہ امانت کی، نہ شرف کی، نہ مدد کی، نہ کسی کی برکت کی، نہ کسی کی زندگی کی، نہ نبی و ولی کے جاہ کی، نہ ماں باپ کی، نہ بچوں کے سر کی۔

یہ تمام قسمیں حرام اور ناجائز ہیں اور اگر کوئی شخص ایسی قسم کھا بیٹھا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ فوراً ”لا الہ الا اللہ“ کہہ دے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے:

[مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّىٰ فَلْيُقِلَّ لِإِلَهِ إِلَّا اللَّهُ] ۱  
ترجمہ: (جو شخص قسم کھاتے ہوئے لات و عزیٰ کی قسم کھا بیٹھا تو وہ فوراً ”لا الہ الا اللہ“ کہہ دے) واضح ہو کہ اس قبیل کے کچھ اور الفاظ بھی ہیں جو شرکیہ ہونے کی بناء پر حرام ہیں، مگر وہ بہت سے مسلمانوں کی زبانوں پر رائج ہیں۔ مثلاً:

- ☆ میں اللہ تعالیٰ کی اور تیری پناہ چاہتا ہوں۔
- ☆ میں اللہ تعالیٰ پر اور تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں۔
- ☆ یہ اللہ تعالیٰ اور آپ کی طرف سے ہے۔
- ☆ میرا اللہ کے سوا اور آپ کے سوا کوئی نہیں۔
- ☆ آسمان میں میرے لئے اللہ ہے اور زمین میں میرے لئے آپ ہیں۔
- ☆ اگر اللہ نہ ہوتا اور فلاں نہ ہوتا۔
- ☆ میں اسلام سے بری ہوں۔
- ☆ افسوس! نا کامی زمانہ۔

۱ صحیح بخاری: کتاب الایمان والندور: باب لا یحلف باللات والعزیٰ ولا بالطواغیت۔

اسی طرح ہر وہ عبارت ناجائز ہوگی جس میں زمانہ کو گالی دی جائے۔

مثلاً: ☆ یہ بہت بُرا زمانہ ہے۔

☆ یہ بہت منحوس گھڑی ہے ☆ زمانہ غدار ہے۔ وغیرہ۔

کیونکہ زمانے کو گالی اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانے کا خالق ہے۔

☆ طبیعت (فطرت) یوں چاہتی ہے۔

اسی طرح ہر وہ نام بھی ناجائز ہیں جن میں غیر اللہ کی عبدیت کا اظہار ہو مثلاً: عبد المسیح، عبد النبی، عبد الرسول اور عبد الحسین وغیرہ۔

واضح ہو کہ آج کل بہت سی نئی اصطلاحات اور عبارات سننے میں آتی ہیں جو توحید کے مخالف و منافی ہیں: مثلاً:

(۱) ”اسلامی اشتراکیت“

(۲) ”اسلامی جمہوریت“

(۳) ”عوام کا ارادہ اللہ کا ارادہ ہے“

(۴) ”دین اللہ کا اور وطن سب کا“

(۵) ”عربیت کے نام“

(۶) ”انقلاب کے نام“ وغیرہ۔

واضح ہو کہ ملک الملوک (شہنشاہ) یا قاضی القضاة (چیف جسٹس) کا لفظ بھی کسی انسان کے لئے بولنا حرام ہے۔ اسی طرح لفظ سید (بمعنی بزرگ، مسٹر) یا اس کا ہم معنی کوئی دوسرا لفظ کسی کافر یا منافق کے لئے نہ بولا جائے۔ (نہ عربی زبان میں نہ کسی دوسری زبان میں) اسی طرح حرف ”

کو، (اگر یوں ہو جاتا) جو حیرت و ندامت اور ناراضگی کو ظاہر کرتا ہے۔ استعمال کرنا ناجائز ہے۔ یہ حرف (رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق) شیطانی دروازہ کھول دیتا ہے۔ اسی طرح

[اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنَّ شَيْئًا] ۱

ترجمہ: (اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے معاف کر دے)۔ کہنا بھی ناجائز ہے۔

الجلوس مع المنافقين أو الفساق استئناسا بهم أو ايناسا لهم  
(منافقوں یا فاسقوں اور فاجروں کے ساتھ بیٹھنا ان کی انسیت اور محبت حاصل کرنے کیلئے یا  
انہیں اپنے آپ سے مانوس کرنے کیلئے)

بہت سے لوگ جن کے دلوں میں ایمان راسخ اور مضبوط نہیں ہوتا، اہل فسق و فجور کے ساتھ مجلس اختیار کرتے ہیں۔ بلکہ ایسے لوگوں کے ساتھ بھی اٹھنے بیٹھنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے جو کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کی شریعت پر طعنہ زنی کرتے ہیں اور اس کے دین اور اولیاء کا مذاق اڑاتے ہیں۔ بلاشبہ ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھنا ایک عمل حرام ہے اور عقیدہ میں قدر و طعن کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا عَرِضٌ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ

غَيْرِهِ ۗ وَإِنَّمَا يُنِيبُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَتَّعِذْ بَعْدَ الذِّكْرِ ۚ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝] ۲

ترجمہ: (اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جائیں یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں اور اگر آپ کو

۱ تفصیل کے لئے شیخ ابو بکر زید کی کتاب (معجم المناہی اللفظیہ) دیکھیے۔

۲ سورۃ انعام: ۶۸۔

شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ایسے ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھیں)

دریں حالت ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنا جائز نہیں ہے، خواہ ان کی قرابت و تعلق داری کتنی ہی گہری ہو، خواہ ان کی صحبت کتنی خوشگوار ہو اور خواہ ان کی زبانیں کتنی میٹھی ہوں۔ البتہ اگر انہیں دعوت دینا یا ان کے باطل عمل کو رد کرنا یا ان کا انکار کرنا مقصود ہو تو پھر مجالست کی جاسکتی ہے۔ لیکن ان کے فسق و فجور کے ساتھ رضا و پسندیدگی بالکل جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿۹۶﴾]

ترجمہ: (پس اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ ایسے فاسق لوگوں سے راضی نہیں ہوتا)۔

## ترك الطمانينة في الصلاة

(نماز میں عدم اطمینان)

چوری کے جرائم میں سب سے بڑا جرم نماز کی چوری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِي يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَكَيْفَ

يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ؟ قَالَ: لَا يُتِمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا] <sup>۱</sup>

ترجمہ: (سب سے بدترین چور نماز کا چور ہے۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدمی نماز

کی چوری کیسے کر سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے رکوع و سجود پورے نہیں کرتا)

<sup>۱</sup> سورة توبه: ۹۶۔

<sup>۲</sup> مسند احمد: ۳۱۰/۵۔ صحیح الجامع ۹۹۷۔



آج طمانیت کا متروک ہونا، رکوع و سجود میں کمر کا استقرار نہ کرنا، رکوع سے اٹھ کر صحیح کھڑانہ ہونا، دو سجدوں کے درمیان استواء کا نہ ہونا، وہ امور ہیں جو معاشرے میں رنج بس چکے ہیں، اور تمام نمازی ان میں ملوث دکھائی دیتے ہیں۔ ہر مسجد میں اس قسم کے نمونے خوب دکھائی دیں گے جو نماز میں اطمینان و اعتدال کا بالکل خیال نہیں کرتے، حالانکہ یہ اطمینان نماز کا رکن ہے، اس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی، معاملہ انتہائی خطرناک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لَا تُجْزِي صَلَاةَ الرَّجُلِ حَتَّى يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ] <sup>۱</sup>  
ترجمہ: (آدمی کی نماز اس وقت تک کفایت کر ہی نہیں سکتی جب تک رکوع و سجود میں اپنی کمر کو صحیح طور پر سیدھا نہ کر لے)

بلاشبہ ترک طمانیت ایک ایسا گناہ ہے جس کا مرتکب بڑی زجر و عید کا نشانہ بنتا ہے  
[عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَصْحَابِهِ ثُمَّ جَلَسَ فِي طَائِفَةٍ مِنْهُمْ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَقَامَ يُصَلِّي فَجَعَلَ يَرْكَعُ وَيَنْقُرُ فِي سُجُودِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "أَتَرُونَ هَذَا؟ مَنْ مَاتَ عَلَى هَذَا مَاتَ عَلَى غَيْرِ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ يَنْقُرُ صَلَاتِهِ كَمَا يَنْقُرُ الْخُرَابُ الدَّمَ، إِنَّمَا مَثَلُ الَّذِي يَرْكَعُ وَيَنْقُرُ فِي سُجُودِهِ كَالْجَائِعِ لَا يَأْكُلُ إِلَّا التَّمْرَةَ وَالتَّمْرَتَيْنِ فَمَاذَا تُغْنِيَانِ عَنْهُ" <sup>۲</sup>

ترجمہ: (ابو عبد اللہ الأشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی پھر کچھ ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ گئے کہ ایک شخص داخل ہو کر نماز پڑھنے لگا، وہ رکوع کرتا اور سجدوں میں ٹھونگے مارتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے دیکھ رہے ہو!

<sup>۱</sup> ابوداؤد: کتاب الصلوٰۃ: باب صلوٰۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود۔ صحیح الجامع ۷۲۲۲۔

<sup>۲</sup> ابن خزیمہ ۱/۳۳۲۔ صفحہ صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم للالبانی ۱۳۱۔

جو شخص اس طرح کی نماز پر مر گیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر نہیں مرا، یہ اپنی نماز میں اس طرح ٹھونگے مار رہا ہے جیسے کوٹا خون پر ٹھونگے مارتا ہے، جو شخص رکوع کرے اور پھر سجدوں میں ٹھونگے مارے اس کی مثال اس بھوکے کی ہے، جو صرف ایک یا دو کھجوریں کھاتا ہے، اب بھلا دو کھجوریں اس کی بھوک کہاں مٹائیں گی)

[عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ قَالَ رَأَى حُذَيْفَةَ رَجُلًا لَا يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ قَالَ: [مَا صَلَّيْتُ وَلَوْ مِثَّ مِثَّ عَلَى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللَّهُ مُحَمَّدًا ﷺ] لے  
ترجمہ: (زید بن وہب سے مروی ہے کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا جو رکوع و سجد پورے نہیں کر رہا تھا تو انہوں نے فرمایا: تم نے کوئی نماز نہیں پڑھی، اور اگر یہی نماز پڑھتے پڑھتے مر گئے تو تمہاری موت اس دین پر نہیں ہوگی جو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا)

واضح ہو کہ جو شخص نماز میں اطمینان و اعتدال چھوڑتا رہا، اسے جیسے ہی مسئلہ کا حکم معلوم ہو تو وہ اس وقت کی فرض نماز دہرا لے اور سابقہ نمازوں کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لے، سابقہ نمازیں دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَسِيَ الصَّلَاةَ كَوَإِنِّي ان الْفَاظِ فِي [إِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ] [صرف وہی نماز دہرانے کا حکم دیا تھا۔

## العبث وكثرة الحركة في الصلاة

(نماز میں کھیلنا اور زیادہ حرکت کرنا)

نماز میں عبث اور لغو ایک ایسی آفت ہے جس سے شاید ہی کوئی نمازی بچا ہو، یہ لوگ اللہ

تعالیٰ کے اس فرمان کو اپنانے سے قاصر ہیں۔

[وَقَوْمٌ مَّوَالِيَةٌ قَتِيلِينَ ۳۳] ۱۷

ترجمہ: (اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے باادب کھڑے رہا کرو)

نیز اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر بھی غور و فکر نہیں کرتے۔

[قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۱۰ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۱۱] ۱۸

ترجمہ: (تحقیق ایمان والوں نے کامیابی حاصل کر لی، جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں)

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سجدہ میں پیشانی رکھنے کی جگہ سے مٹی صاف کرنے کا پوچھا گیا تو آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لَا تَمَسَّحُ وَأَنْتَ تُصَلِّي فَارَبُّ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً تَسْوِيَةَ الْحُطِيِّ] ۱۹

ترجمہ: (نماز پڑھتے ہوئے مٹی صاف نہ کرو، اگر بہت ضروری ہو تو صرف ایک مرتبہ

کنکریاں صاف کر لو۔)

اہل علم حضرات نے ذکر کیا ہے، بہت زیادہ پے در پے اور بلا ضرورت حرکت نماز کو باطل کر

دیتی ہے۔ تو پھر جو لوگ اپنی نماز میں کھیل رہے ہوتے ہیں انکا کیا انجام ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کے

سامنے کھڑے ہیں کوئی گھڑی دیکھ رہا ہے، کوئی کپڑے سیدھے کر رہا ہے، کوئی اپنی انگلی ناک کے

اندر گھما رہا ہے، اور کوئی دائیں بائیں جھانک رہا ہے، یا آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے، اور اس بات

کا ڈر نہیں کہ اسکی آنکھیں نہ جھپٹ لی جائیں اور شیطان اسکی نماز نہ اچک لے۔ (والعیاذ باللہ)

۱۷ سورہ بقرہ: ۲۳۸۔

۱۸ سورہ مؤمنون: ۲، ۱۱۔

۱۹ ابوداؤد: کتاب الصلوٰۃ: باب مسح لخصی فی الصلوٰۃ۔ صحیح الجامع ۴۵۲ (اس کی اصل مسلم شریف میں بھی ہے۔)

## سبق المأموم امامہ فی الصلوٰۃ عمدا

(مقتدی کا اپنے امام سے نماز میں عمداً سبقت لے جانا)

انسان کی سرشت میں عجلت اور جلد بازی ہے

[وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ۝۱۰] ۱۰

ترجمہ: (اور انسان ہے ہی بڑا جلد باز)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

[الَّتَائِي مِنَ اللَّهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ] ۱۱

ترجمہ: [بُرد باری اللہ کی طرف سے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے]

انسان آپ اکثر دورانِ جماعت اپنے دائیں بائیں بہت سے نمازیوں کو رکوع و سجود یا دیگر تکبیراتِ انتقال میں سبقت لیجاتے دیکھتا رہتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات انسان خود بھی سبقت علی الامام کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔ بعض نمازی تو امام سے قبل سلام تک پھیر دیتے ہیں۔ بہت سے لوگ، شاید اس مسئلہ کی اہمیت سے آگاہ نہیں، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں شدید ترین وعید وارد ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

[أَمَّا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوَّلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ] ۱۲

ترجمہ: (جو شخص امام سے قبل اپنا سر اٹھا لیتا ہے، وہ اس بات سے کیوں نہیں ڈرتا کہ اللہ

۱۰ سورہ بنی اسرائیل: ۱۱۔

۱۱ بیہقی ۱۰/۱۰۳۔ الصحیحہ ۱۷۹۵۔

۱۲ مسلم: کتاب الصلوٰۃ: باب تحریم سبق الامام برکوع او سجود ونحوہما۔

تعالیٰ اس کا سرگدھے کے سر میں تبدیل کر دے)

آپ اس نکتہ پر غور کیجئے کہ نمازی نماز کیلئے آرہا ہو تو شریعت اسے سکون و وقار سے آنے کا حکم دیتی ہے، تو جب نماز سے باہر سکون و وقار مطلوب ہے تو نماز کے اندر سکون و وقار کی کس قدر ضرورت ہوگی؟ بعض لوگوں پر نماز میں امام پر سبقت لے جانے کا معاملہ پیچھے رہ جانے کے ساتھ گڈمڈ ہو جاتا ہے، ایسے لوگوں کی رہنمائی کے لئے فقہائے کرام کا بیان کردہ ضابطہ بتائے دیتے ہیں، جو اس مسئلہ کا بہت عمدہ حل ہے۔ وہ ضابطہ یہ ہے کہ مقتدی اپنی حرکت تب شروع کرے جب امام کی تکبیر ختم ہو چکے۔ یعنی مثال کے طور پر امام سجدے میں جانے کے لئے اللہ اکبر کہے تو مقتدی تب سجدے میں جانا شروع کرے جب وہ امام کی اللہ اکبر کی ”راء“ سن لے، نہ اس سے قبل جائے نہ اس میں تاخیر کرے، اس طرح اس کا یہ معاملہ پوری طرح درست ہو جائے گا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سبقت لے جانے سے بچنے کیلئے حد درجہ احتیاط کا مظاہرہ کرتے تھے۔ چنانچہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[إِنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ أَرِ أَحَدًا يَجْنِي ظَهْرَهُ حَتَّى يَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَبْهَتَهُ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَخِرُّ مَنْ وَرَائِي هُ سَجْدًا] ۱

ترجمہ: (صحابہ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے (اور پھر سجدے میں جاتے) تو کوئی صحابی اس وقت تک اپنی کمر نہ جھکا تا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیشانی مبارک زمین پر نہ رکھ دیتے (جب پیشانی رکھ دیتے) تو پھر پیچھے والے سجدہ کے لئے گرتے) (اس سے مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے)

۱ مسلم: کتاب الصلوٰۃ: باب متابعتہ الامام والعمل بعده۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمر رسیدہ ہو گئے اور آپ کی حرکت میں قدرے سستی آگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے نماز پڑھنے والوں کو ان الفاظ میں آگاہ فرمایا:

[يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ بَدَنْتُ فَلَا تَسْبِقُونِي بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ] <sup>۱</sup>

ترجمہ: (اے لوگو! اب میں کچھ بھاری بدن ہو چکا ہوں لہذا (تم پوری احتیاط کرو) رکوع و سجود میں جاتے ہوئے مجھ سے سبقت نہ لے جاؤ۔)

امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ دورانِ امامت تکبیرات کہتے ہوئے سنتِ رسول کی اتباع کرے، چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتَّى يَقْضِيَهَا، وَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ السَّنَتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوسِ] <sup>۲</sup>

ترجمہ: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو جب پوری طرح کھڑے ہو چکے تو تکبیر کہتے، پھر جب رکوع میں چلے جاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب سجدے کیلئے جھک جاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب اپنا سر مبارک اٹھا لیتے تو تکبیر کہتے، پھر جب دوسرے سجدہ میں چلے جاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب سر اٹھا لیتے تو تکبیر کہتے، پھر اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرتے حتیٰ کہ نماز پوری کر لیتے، اور جب دو رکعت کے بعد بیٹھ کر اٹھتے تو جب کھڑے ہو جاتے تو تکبیر کہتے)

بہر حال امام جب اپنی تکبیرات کو رکوع و سجود وغیرہ کی حرکات کے ساتھ ملا ہوا رکھے گا

<sup>۱</sup> بیہقی ۹۳/۲ - شیخ البانی نے (ارواء الغلیل ۲/۹۲۰) میں اسے حسن کہا ہے۔

<sup>۲</sup> صحیح بخاری حدیث نمبر ۷۵۶۔

اور مقتدی گزشتہ سطور میں بیان کردہ کیفیت کا التزام کرے گا تو پھر پوری جماعت کی نماز کا معاملہ درست ہو جائے گا۔

إِتْيَانِ الْمَسْجِدِ لِمَنْ أَكَلَ بَصَلًا أَوْ ثَوْمًا أَوْ مَا لَهُ رَائِحَةٌ كَرِيهَةٌ  
(چکی پیاز یا لہسن یا دوسری بدبودار چیزیں کھا کر مسجد میں آنا)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

[يَبْنِيْ اَدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ] ۱

ترجمہ: (اے اولاد آدم تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت زینت اختیار کر لیا کرو)

[عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ أَكَلَ ثَوْمًا أَوْ بَصَلًا  
فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ قَالَ: فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَ لِيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ] ۲

ترجمہ: (جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: جس شخص نے لہسن یا پیاز

کھایا وہ ہم سے دور رہے یا آپ نے فرمایا: وہ ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر بیٹھا رہے)

اور صحیح مسلم میں ایک روایت ان الفاظ سے ہے

[مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ وَالثُّومَ وَالْكَرَّاتِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ  
تَتَأَذَى مِمَّا يَتَأَذَى مِنْهُ بَنُو آدَمَ] ۳

ترجمہ: جو شخص پیاز، لہسن یا کراٹ (ایک بدبودار ترکاری) کھالے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ

آئے کیونکہ فرشتے ہر اس چیز سے تکلیف محسوس کرتے ہیں جس سے انسان تکلیف محسوس کرتا ہے۔

۱ سورہ اعراف: ۳۱۔

۲ صحیح بخاری: کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة: باب احکام التي تعرف بالدلائل۔

۳ صحیح مسلم: کتاب المساجد: باب من اكل ثوما او بصلا او کراٹا او نحوھا۔

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک جمعہ کے خطبہ میں ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! تم دو سبزیاں کھاتے ہو میں انہیں خبیث ہی قرار دیتا ہوں: ایک پیاز اور دوسری لہسن، میں نے رسول اللہ کو دیکھا ہے جس کسی شخص سے ان کی بدبو محسوس کرتے تو اسے بقیع (قبرستان) چھوڑ آنے کا حکم دیا کرتے، جو انہیں ضرور کھانا چاہے اسے چاہئے کہ پکا کر ان کی بو ختم کر لے۔“ (مسلم)

واضح ہو کہ اس زمرہ میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو اپنے کام سے فارغ ہو کر براہ راست مسجد پہنچ جاتے ہیں اور ان کی بغلوں اور موزوں وغیرہ سے بدبو کے بھکے پھوٹ رہے ہوتے ہیں۔ اس سے بھی گندہ ان لوگوں کا معاملہ ہے جو سگریٹ نوشی کرتے ہیں، یہ حرام کام یعنی سگریٹ نوشی کرتے ہی مسجد میں آ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں اور نمازیوں کی ایذا کا موجب بنتے ہیں۔

## الزنا

(زنا کاری)

یہ بات معلوم ہے کہ عزت کی حفاظت اور نسل کی حفاظت شریعت کے اہم ترین مقاصد میں سے ہے، تب ہی تو شریعت نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَلَا تَقْرَبُوا الزَّيْنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً ۖ وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿۳۱﴾]

ترجمہ: خبردار! زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بُری راہ ہے۔

زنا تو بہت بڑی بات ہے شریعت نے وہ تمام ذرائع اور طرق بھی بند کر دیئے ہیں، جو زنا تک پہنچنے کا سبب بن سکتے ہیں۔ مثلاً: پردے کا حکم، نگاہوں کو نیچا رکھنے کا حکم اور اجنبی عورتوں سے خلوت کی حرمت وغیرہ۔ زانی اگر شادی شدہ ہو تو اس کی شرعی سزا بھیانک، پیتناک اور سخت ہے،

۱ سورہ بنی اسرائیل: ۳۲۔



اور وہ یہ ہے کہ اس کے جسم پر اس وقت تک پتھر برسائے جائیں جب تک اس کی موت نہ واقع ہو جائے، تاکہ وہ اپنی اس حرکت کا پورا پورا وبال چکھ لے اور اس سزا سے اس کا پورا جسم تکلیف اٹھائے جیسا کہ زنا سے اس کے پورے جسم نے لذت پائی تھی۔ اور زانی اگر غیر شادی شدہ ہے تو اس کی سزا سو کوڑے ہیں اور حدود شرعیہ میں کوڑوں کی سزائیں یہ سب سے بڑی سزا ہے۔ اور اس پر مستزاد وہ ذلت اور فضیحت ہے جس کا اسے بوقت سزا بہت سے مؤمنین کی موجودگی کی وجہ سے سامنا کرنا پڑتا ہے، اور مزید رسوائی سال بھر کی جلا وطنی کی صورت میں مقدر بنتی ہے، جس سے شریعت کا مقصود یہ ہے کہ اسے اس جرم والی جگہ سے دور رکھا جائے۔

زانی مردوں اور عورتوں کا برزخ میں عذاب یہ ہے کہ انہیں ایک جلتے تنور میں ڈال دیا جائے گا، اس تنور کا منہ تنگ ہوگا، اور نیچے کا حصہ بڑا وسیع ہوگا جیسے ہی آگ بھڑکے گی اور اس کی تمازت انہیں پہنچے گی تو وہ چیختے چلاتے اوپر کو آئینگے (لیکن منہ تنگ ہونے کی بناء پر نکل نہیں سکیں گے) پھر انہیں نیچے جانا پڑے گا اور یہ عذاب قیامت تک جاری رہے گا۔

زنا کے تعلق سے اس شخص کا معاملہ انتہائی قباحت اور شاعت کا باعث بن جاتا ہے جو عمر رسیدہ ہونے اور قبر کے قریب پہنچ جانے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنی ڈھیل پالینے کے باوجود زنا جاری رکھے ہوئے ہے۔

[عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعاً : ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ : شَيْخُ زَايِدٍ وَمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ] ۱

ترجمہ: (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ) (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)

۱ صحیح مسلم: کتاب الایمان: باب بیان غلظ تحریم اسباب الازار والامن بالعطیۃ۔

تین افراد ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہوگا: بوڑھا زانی، جھوٹ بولنے والا بادشاہ، تکبر کرنے والا فقیر)

سب سے بدترین کمائی زانیہ عورت کی کمائی ہے جو وہ زنا کے مقابل وصول کرتی ہے، نصف اللیل کے بعد جب کہ آسمان کے دروازے دعا کرنے والوں کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اس وقت بھی فاحشہ اور بدکردار عورت قبولیت دعا سے محروم رہتی ہے۔

واضح ہو کہ کسی عورت کا حاجت مند ہونا یا فقیر ہونا شرعاً اس بات کا عذر نہیں بن سکتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال کرتی پھرے۔ ایک قدیم مثال ہے شریف عورت فاقے برداشت کر لیتی ہے، لیکن اپنے سینے کی کمائی نہیں کھاتی، تو شرم گاہ کی کمائی کیسے کھا سکتی ہے۔ (سینے کی کمائی کا معنی کسی بچے کو اجرت پر دودھ پلانا) افسوس آج کے اس دور میں ہر دروازہ فحاشی کی طرف ہی کھلتا ہے، شیطان نے اپنے اور اپنے چیلوں کی پرفریب چالوں کے ذریعے اس راستے کو مزید سہل کر دیا ہے اور نافرمان اور فاسق اور فاجر قسم کے لوگ اس کی پیروی کرتے ہوئے اس راہ پر گامزن ہیں۔ چنانچہ بے حیائی اور بے پردگی عام ہے۔ مردوزن کا اختلاط ایک وبا بن کے پھیلا ہوا ہے، جنسی بیہودگی پر مشتمل مجلات، رسائل اور فنش فلمیں خوب خوب رواج پا چکی ہیں، کھاتے پیتے لوگوں کا بے حیائی کے ممالک کی طرف سفر اختیار کرنا بڑھتا جا رہا ہے، زنا کی باقاعدہ تجارتی منڈیا قائم ہیں، عزتیں خوب پامال ہو رہی ہیں، اولاد زنا کی تعداد روز افزوں بڑھتی جا رہی ہے، اسکے ساتھ ساتھ نومولود بچوں کے قتل کے واقعات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

اے اللہ ہم تجھ سے تیرے رحم و کرم، پردہ پوشی اور بچاؤ کا سوال کرتے ہیں، فواحش و منکرات سے بچائے رکھنا۔ اور اے اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارے دلوں کو پاکیزہ اور شرمگاہوں کو محفوظ رکھنا اور ہمارے اور حرام کاموں کے درمیان ایک پردہ اور ایک مضبوط آڑ اور دیوار کو حائل فرمادے۔

## اللواط

(لواطت، اغلام بازی)

لوط علیہ السلام کی قوم کا جرم مردوں سے بدکاری کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَلَوْ ظَا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اِنَّكُمْ لَتَاۡتُوۡنَ الْفٰحِشَةَۙ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْۢ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيۡنَ ۝۱۰ اِنَّكُمْ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ وَتَقۡطَعُوۡنَ السَّبِيۡلَ ۙ وَتَاۡتُوۡنَ فِیۡ نَادِيۡكُمْ الْمُنۡكَرَ ۙ]

ترجمہ: (اور لوط علیہ السلام کا بھی ذکر کرو جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم تو اس بدکاری پر اتر آئے ہو جسے تم سے پہلے دنیا بھر میں کسی نے نہیں کیا، کیا تم مردوں کے پاس (بد فعلی کے لئے) آتے ہو اور راستے بند کرتے ہو اور اپنی عام مجلسوں میں بے حیائیوں کا کام کرتے ہو) اس جرم کی قباحت و شاعت اور خطورت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو اکھٹی چار سزائیں دیں، جبکہ کسی اور قوم کو اس طرح اکھٹی سزائیں نہیں دی گئیں۔

(۱) پہلی سزا یہ کہ انکی آنکھوں کو بے نور کر دیا۔ (۲) دوسری سزا یہ کہ انکی پوری بستی اُلٹا کر بلندی سے نیچے پھینک دی۔ (۳) تیسری یہ کہ ان پر بڑی ترتیب سے کنکروں کی بارش کر دی جو ٹھیک ٹھیک نشانوں پر لگتے تھے۔ (۴) اور چوتھی یہ کہ ان پر ایک خوفناک چیخ مسلط کر دی گئی۔

شریعت اسلامیہ نے لواطت کا فعلِ شنیع کرنے والے کی سزا تلوار سے قتل کرنا رکھی ہے۔ یہی راجح قول ہے۔ اور اگر یہ فعل مفعول بہ کی رضا سے ہوا ہے تو اسے بھی قتل کر دیا جائے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے:

[ مَنْ وَجَدَ نَمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلًا قَوْمٍ لُوطٍ فَأَقْتُلُوا الْقَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ ]<sup>۱</sup>  
ترجمہ: (جس شخص کو تم قوم لوط کا عمل کرتے پاؤ تو فاعل اور مفعول بہ دونوں کو قتل کر دو)

آج ہمارے دور میں مختلف وبائی امراض بڑی شدت سے پھیل رہے ہیں یہ امراض ہمارے اسلاف کے دور میں نہیں تھے (مثال کے طور پر ایڈز کا مرض) اس کا سبب یہی فواحش و منکرات ہیں۔ ہماری شریعت نے جو فاعل اور مفعول کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے اس سے شارع کی حکمت واضح ہوتی ہے، کہ ان کے قتل سے اس مرض کی جڑیں ختم ہو جائیں اور بصورتِ وبائے پھیل سکے۔

## امتناء المرأة من فراش زوجها بغیر عذر شرعی

(عورت کا بلا عذر اپنے شوہر کے بستر پر آنے سے انکار کرنا)

[ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضَبًا لَعْنَتْ عَلَيْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ ]<sup>۲</sup>

ترجمہ: (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے اور وہ (شوہر) رات بھر ناراض رہے تو صبح ہونے تک فرشتے اس عورت پر لعنتیں بھیجتے رہتے ہیں)

<sup>۱</sup> مسند احمد ۱/۳۰۰ صحیح الجامع ۶۵۶۵۔

<sup>۲</sup> صحیح بخاری: کتاب النکاح: باب اذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها۔

بہت سی عورتیں جن کا شوہروں سے کسی نکتہ پر اختلاف ہو جائے تو وہ بزعم خود ان کے بستر پر جانے کے ان کے حق کو روک کر انہیں سزا دینے کی کوشش کرتی ہیں، انہیں اس بات کا اندازہ نہیں ہوتا کہ ان کے اس اقدام پر کتنے بڑے بڑے مفاسد مرتب ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ شوہر حرام کام کا ارتکاب کر سکتا ہے، اور بعض اوقات معاملہ اس کے خلاف یوں جاسکتا ہے کہ شوہر سنجیدگی سے دوسری شادی کے متعلق سوچنا شروع کر دیتا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو جب بھی بستر پر طلب کرے وہ اس کی طلب پوری کرنے میں جلدی کرے، اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر بھی عمل ہو جائیگا

[إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْتَجِبْ وَإِنْ كَانَتْ عَلَى ظَهْرٍ فَتَبِ] <sup>۱</sup>

ترجمہ: (جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے تو وہ فوراً قبول کرے خواہ (وہ بیوی)

اونٹ پر سوار کیوں نہ ہو)

شوہر کو بھی چاہئے کہ وہ اس معاملہ میں اپنی بیوی کی بیماری یا اسکے حاملہ ہونے یا کسی تکلیف میں مبتلا ہونے کا خیال رکھے تاکہ دونوں کی باہمی الفت برقرار رہے اور کسی قسم کی رنجش اور اختلاف پیدا نہ ہونے پائے۔

## طلب المرأة الطلاق من زوجها لغير سبب شرعی

(عورت کا اپنے شوہر سے بلا وجہ طلاق طلب کرنا)

بعض عورتیں معمولی سا اختلاف پیدا ہونے پر اپنے شوہروں سے طلاق کا مطالبہ کر بیٹھتی ہیں، بعض عورتیں اپنے شوہروں سے رقم مانگ لیتی ہیں، بعض اوقات عورت کو اس کے بعض رشتہ دار یا

۱ صحیح الجامع ۵۴۷۔ زاد المعاد البزار ۲/۱۸۱۔

بُری سہیلیاں اور پڑوسنیں طلاق لینے پر مجبور کرتی ہیں اور بعض دفعہ تو عورت اپنے شوہر کو انتہائی غیرت ابھارنے والے جملوں کے ذریعہ چیلنج کر دیتی ہے مثلاً: اگر تو مرد ہے تو مجھے طلاق دیکر دکھا۔

یہ بات معلوم ہے کہ طلاق پر بڑے بڑے مفاسد مرتب ہوتے ہیں چنانچہ خاندان ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں اور بچے دھتکار دیئے جاتے ہیں، عورت خود ندامت اور پشیمانی کا شکار ہو جاتی ہے، جس کا اب کوئی فائدہ نہیں۔ انہی وجوہات کے پیش نظر شریعت نے بلا عذر شرعی طلاق کے مطالبے کے حرام ہونے کا حکیمانہ فیصلہ صادر فرمایا ہے۔

[ عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعاً: أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ مِنْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ ]<sup>۱</sup>

ترجمہ: (ثوبان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ) (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا): جو عورت اپنے شوہر سے بلا وجہ طلاق طلب کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے)

[ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعاً: إِنَّ الْمُخْتَلِعَاتِ وَالْمُنْتَزِعَاتِ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ ]<sup>۲</sup>

ترجمہ: (عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بلا وجہ) خلع اور طلاق کا مطالبہ کرنے والی اور جھگڑالوں عوتیں منافق ہیں)

البتہ اگر کوئی شرعی سبب پیدا ہو جائے مثلاً: شوہر بے نماز ہو یا مخدرات (نشہ آور اشیاء) کے استعمال کا عادی ہو، یا بیوی کو کسی حرام کام پہ مجبور کرتا ہو، یا اس پر مار کٹائی کا ظلم کرتا ہو، یا اس کے شرعی حقوق کی ادائیگی سے قاصر ہو..... اور اس سلسلہ میں کوئی نصیحت کارگرنہ ہو، نہ ہی اصلاح کی

۱۔ مسند احمد ۵/۲۷۷ - صحیح الجامع ۲۷۰۳ -

۲۔ طبرانی کبیر ۱۷/۳۳۹ - صحیح الجامع ۱۹۳۴ -

کوششیں کامیاب ہوتی دکھائی دیں..... تو دریں صورت کوئی حرج نہ ہوگا کہ عورت اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے، تاکہ اس کی ذات اور دین محفوظ رہیں

## الظہار

دورِ جاہلیت کی عاداتِ بد میں سے ایک انتہائی قبیح عادت جو اس امت میں بھی منتشر ہے مرد کا اپنی بیوی سے ظہار کرنا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی سے کہتا ہے: تم مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہو۔ یا تم مجھ پر میری بہن کی طرح حرام ہو۔ شریعت نے ان الفاظ کو انتہائی قبیح اور شنیع گردانا ہے، اور اسے عورت پر ظلم قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنكُم مِّن نِّسَائِهِمْ مَّا هُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ ۖ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا آئِيٌّ وَلَدْنَهُمْ ۗ

إِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُورًا ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوفٌ غَفُورٌ ۝۱۰]

ترجمہ: (تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (یعنی انہیں ماں کہہ بیٹھتے ہیں) وہ دراصل ان کی مائیں نہیں بن جاتی، ان کی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے، یقیناً یہ لوگ نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے)

شریعت نے اس کا کفارہ بھی قتلِ خطاء کے کفارہ یا روزے کی حالت میں جماع کرنے کے کفارے کی طرح شدید اور پُر مشقت رکھا ہے..... اب ظہار کرنے والے مرد پر لازم ہوگا کہ جب تک یہ کفارہ ادا نہ کر لے اپنی بیوی کے قریب نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسًا ذَلِكُمْ تُوَعُّظُونَ بِهِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسًا ۗ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ۗ ذَلِكَ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۗ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۗ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝] ۱

ترجمہ: (جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کر لیں تو ان کے ذمہ آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے، اس کے ذریعے تم نصیحت کیے جاتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے، ہاں جو شخص نہ پائے (غلام آزاد نہ کر سکے) اس کے ذمہ دو مہینوں کے لگاتار روزے ہیں اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، (ایک دوسرے کے قریب ہوں) اور جس شخص کو یہ طاقت بھی نہ ہو اس پر ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلانا ہے، یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی حکم برداری کرو، یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور کفار ہی کے لئے دردناک عذاب ہے)

## وطء الزوجة في حيضها (دوران حیض بیوی سے جماع کرنا)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۗ قُلْ هُوَ آذَىٰ ۖ فَاَعْتَزِلُوا فِي النِّسَاءِ فِي الْمَحِيضِ ۗ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ

حَتَّىٰ يَظْهَرْنَ ۗ] ۲

۱ سورہ مجادلہ: ۳، ۴۔

۲ سورہ بقرہ: ۲۲۲۔



ترجمہ: (آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دیجئے کہ وہ گندگی ہے، حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ) معلوم ہوا کہ شوہر کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی بیوی سے اس وقت تک جماع کرے جب تک وہ حیض سے پاک ہو کر غسل نہ کر لے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ] ۱

ترجمہ: (ہاں) جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے اجازت دی ہے۔ اس نافرمانی کی قباحت اور شاعت کا ثبوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

[مَنْ آتَى حَائِضًا أَوْ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أَنْزَلَ عَلَيَّ مُحَمَّدٌ] ۲

ترجمہ: (جو شخص حائضہ عورت سے جماع کرے یا بیوی کی دبر میں جماع کرے یا کسی کاہن کے پاس جائے تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ شریعت کا انکار کر دیا) جو شخص بلا قصد، غلطی اور لاعلمی سے یہ گناہ کر بیٹھے، اس پر کوئی بوجھ اور جرمانہ نہیں ہے اور جو شخص جان بوجھ کر اس فعل کا ارتکاب کر لے اس پر کفارہ ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں کفارہ والی جو حدیث آئی ہے، جو علماء اس کی صحت کے قائل ہیں ان کے نزدیک وہ کفارہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ دینا ہے۔ بعض علماء تو مطلقاً اسے اختیار دینے کے قائل ہیں کہ چاہے ایک دینار صدقہ دے یا آدھا دینار۔ جبکہ بعض علماء کا کہنا ہے کہ اگر حیض کے ابتدائی ایام میں جبکہ خون زیادہ بہتا ہے جماع کر لیا تو اس کا کفارہ ایک دینار ہے اور اگر آخری ایام میں جبکہ خون کافی ہلکا ہو جاتا ہے غسل حیض سے قبل جماع کر لیا تو آدھا دینار کفارہ ہوگا۔

۱ سورہ بقرہ: ۲۲۲۔

۲ ترمذی ۱/۲۳۳۔ صحیح الجامع ۵۹۱۸۔

آج کل معروف و متداول ناپ تول کے نظام کے مطابق ایک دینار ۲۵-۴ گرام سونے کے مساوی ہے، چنانچہ اتنی مقدار کا سونا یا اسکی مالیت کی رقم صدقہ کر دی جائے۔

## اتیات المرأة فی دبرها

(عورت کی دبر میں جماع کرنا)

بعض لوگوں کا جو کہ جادہ مستقیمہ سے سر کے ہوئے اور کمزور ایمان کے حامل ہیں یہ گھٹیا اور بدنما کردار ہے کہ وہ اپنی بیوی کی دبر (پاخانہ کی جگہ) میں جماع سے بھی تورع اور گریز نہیں کرتے۔ یہ کبیرہ گناہ ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت فرمائی ہے۔

[عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعاً: مَلْعُونٌ مَنْ أْتَى امْرَأَتَهُ فِي دُبْرِهَا] ۱  
ترجمہ: (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنی بیوی کی دبر میں جماع کرتا ہے وہ ملعون ہے)۔

بلکہ نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

[جو شخص حائضہ عورت سے جماع کرے، یا بیوی کی دبر میں جماع کرے یا کسی کا ہن کے

پاس آئے تو اس نے محمد ﷺ پر نازل شریعت کے ساتھ کفر کیا]

اکثر سلیم الفطرت بیویاں اس فعلِ شنیع کا انکار کرتی ہیں، مگر ان کے شوہر انہیں طلاق کی دھمکی دیکر اس بُرے فعل پر مجبور کر دیتے ہیں۔ بعض بیویاں شرم کی وجہ سے اس بارے میں اہل علم سے نہیں پوچھ پاتیں تو ان کے شوہر انہیں دھوکہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ کام حلال ہے اور وہ بطور دلیل قرآن کی یہ آیت پیش کرتے ہیں:

۱۔ مسند احمد ۲/۴۷۹-صحیح الجامع ۵۸۶۵۔

[نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۖ فَأَتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ ۗ] ۱

ترجمہ: (تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، اپنی کھیتوں میں جس طرح چاہو آؤ) حالانکہ یہ آیت کریمہ اس گندے فعل کی دلیل نہیں ہے۔ چنانچہ یہ بات معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قرآن پاک کا بیان ہے اور حدیث میں یہ بات موجود ہے کہ شوہر اپنی بیوی کے پاس جس طرح چاہے آجائے خواہ آگے سے خواہ پیچھے سے، بس شرط یہ ہے کہ جماع موضع ولادت میں ہو اور ظاہر ہے کہ کہ در موضع ولادت نہیں بلکہ پاخانہ کی جگہ ہے۔

اس ”جریمہ“ کے بہت سے اسباب ہو سکتے ہیں، اور نمایاں سبب یہ ہے کہ فحش اور گندی فلموں کے انتہائی حیا سوز اور نجس مناظر کے نقوش ذہن میں پیوست ہوتے ہیں، اب بجائے اس کے کہ شادی ہونے پر سابقہ بے راہ روی سے توبہ کر کے ایک صاف ستھری حیات زوجیت کا آغاز کرے بلکہ وہ انہی ناپاک خیالات کے ساتھ جاتا ہے اور اپنی بیوی سے وہی کچھ چاہنے لگتا ہے جن کا ان خبیث افلام (فلموں) میں مشاہدہ کر چکا ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ اگر میاں اور بیوی دونوں اس فعل بد پر متفق اور رضامند ہو جائیں تو پھر بھی یہ فعل حرام ہی رہے گا، کیونکہ فعل حرام پر راضی ہونا اسے ہرگز حلال نہیں بنا دیتا۔

## عدم العدل بین الزوجات

(بیویوں کے درمیان عدل برقرار نہ رکھنا)

اللہ تعالیٰ کے اوامر میں سے ایک امر یہ بھی ہے کہ بیویوں کے درمیان عدل و انصاف قائم رکھا جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

۱۔ سورہ بقرہ: ۲۲۳۔

[وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا أَكْثَلَ الْمِيلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمَعْلَقَةِ ۗ وَإِنْ تَصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿۳۱﴾] ۱

ترجمہ: (تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ اپنی تمام بیویوں میں ہر طرح عدل کرو، گو! تم اس کی کتنی ہی خواہش و کوشش کر لو، اس لئے بالکل ہی ایک کی طرف مائل ہو کر دوسری کو اڑھڑ لٹکتی ہوئی نہ چھوڑو اور اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت و رحمت والا ہے) تو عدل مطلوب یہ ہے کہ ہر بیوی کے ساتھ رات بسر کرنے، کھانے پینے، پہننے اور دیگر نفقات میں عدل روار کھے۔ قلبی محبت میں عدل مطلوب نہیں ہے، کیونکہ یہ وہ معاملہ ہے جو کسی بندے کے اختیار اور کنٹرول میں نہیں ہے۔ لیکن جو لوگ ایک سے زائد شادیاں کر کے ایک ہی بیوی کے ہو کر رہیں، اسی کے ناز و نخرے اٹھائیں، اسی کے پاس زیادہ شب باشی کریں اور باقی بیویوں کو عضوِ معطل کی طرح چھوڑ دیں، ان پر یہ واضح ہونا چاہئے کہ یہ کردار قطعی حرام کے زمرے میں آتا ہے، ایسے شخص کی روزِ قیامت میدانِ حشر میں آنے کی کیفیت بڑی ہولناک ہوگی۔

[عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ إِلَىٰ أَحَدَاهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَائِلًا] ۲

ترجمہ: (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کی طرف زیادہ جھکاؤ اختیار کرے، تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا (ٹیڑھا) ہوگا۔

۱ سورہ نساء: ۱۲۹۔

۲ ابوداؤد۔ کتاب النکاح، باب فی القسم بین النساء ۲/۶۰۱۔ صحیح الجامع ۶۴۹۱۔

## الخلوة بالأجنبية

(اجنبی ”غیر محرم“ عورت کے ساتھ خلوت و تنہائی اختیار کرنا)

شیطان لوگوں کو بتلائے فتنہ کرنے اور حرام کاموں میں ملوث کرنے کا اس قدر حریص ہے کہ کوئی موقع گنوانے سے باز نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں شیطان کی پیروی سے بایں الفاظ ڈرایا ہے:

[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوبَ الشَّيْطَانِ ۗ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوبَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۗ] ۱

ترجمہ: (اے ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم نہ چلو جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرے تو وہ توبہ حیاتی اور بُرے کاموں کا ہی حکم کرے گا)

شیطان ابن آدم کے اندر اس کے خون کے ساتھ ساتھ گردش کر رہا ہے، شیطان کے لوگوں کو بتلائے فحش و حرام کرنے کے جو طرق ہیں ان میں سے ایک طریق اجنبی عورتوں کے ساتھ خلوت اور تنہائی اختیار کرنا ہے۔ شریعتِ مطہرہ نے اس راستہ کا پوری طرح سدِ باب کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

[وَلَا يَخْلُوتُ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَتْ ثَمَّ لِقَهُمَا الشَّيْطَانُ] ۲

ترجمہ: (انسان جب کسی اجنبی عورت (غیر محرم) کے ساتھ خلوت و علیحدگی اختیار کرتا ہے، تو

وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے)

۱ سورہ نور: ۲۱۔

۲ ترمذی۔ ۳/۳۷۳۔

[عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَدُ خُلْنَ رَجُلٌ  
بَعْدَ يَوْمِي هَذَا عَلَى مُغَيَّبَةٍ إِلَّا وَمَعَهُ رَجُلٌ أَوْ اثْنَانِ] <sup>۱</sup>

ترجمہ: (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے بعد  
کوئی شخص اکیلی عورت (جس کا شوہر موجود نہ ہو) کے پاس نہ جائے الا یہ کہ اس کے ساتھ ایک یا  
دو آدمی ہوں)

لہذا یہ قطعاً جائز نہیں کہ کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ مثلاً بھائی کی بیوی کے ساتھ یا  
خادمہ کے ساتھ یا ڈاکٹر کا مریض عورت کے ساتھ گھریا کمرے یا گاڑی وغیرہ میں تنہائی اختیار  
کرے۔ بہت سے لوگ اس معاملے میں تساہل برتتے ہیں، یا تو انہیں اپنے آپ پر اعتماد ہوتا  
ہے یا دوسروں پر، لیکن بالآخر زنا کا ارتکاب ہو ہی جاتا ہے یا کم از کم مقدمات زنا ہی سہی، نتیجہ یہ  
کہ انساب کے خلط ملط ہو جانے اور اولاد زنا بڑھ جانے کی ہولناک اور تباہ کن صورتحال سے  
دوچار ہونا پڑ جاتا ہے۔

## مصافحة المرأة الاجنبية

(نامحرم عورت سے مصافحہ کرنا)

اس معاملہ میں بہت سے خود ساختہ معاشرتی رسم و رواج اور لوگوں کی باطل عادات و تقالید  
اللہ رب العزت کی شریعت اور اس کے حکم سے سرکشی اور بغاوت کا رویہ اپنائے ہوئے ہے۔ اگر  
آپ انہیں شرعی حکم سے آگاہ کر دیں بلکہ دلائل و براہین کے ذریعہ حجت بھی ان پر قائم کر دیں  
پھر بھی وہ (بجائے تسلیم کرنے کے) آپ کے سر رجعت پسندی، تنگ نظری، قطع رحمی اور دوسروں

<sup>۱</sup> صحیح مسلم: کتاب السلام: باب تحريم الخلوۃ بالاجنبیۃ والدخول علیہا۔

کی نیک نیتی پر تشکیک جیسے الزامات تھوپ ڈالیں گے۔

ہمارے معاشرے میں چچا، پھوپھی، خالو، اور خالہ کی بیٹیوں اور بھائی، چچا، اور ماموں کی بیویوں سے مصافحہ تو پانی کا ایک گلاس پینے سے بھی زیادہ آسان متصور ہوتا ہے۔ حالانکہ شرعی اعتبار سے اس معاملہ کی خطورت و حساسیت کو بنگاہ بصیرت دیکھنے والا ایسی حرکت کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[لَا تَطْعَنَ فِي رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِمَخِيطٍ مِنْ حَدِيدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمَسَّ امْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ] ۱

ترجمہ: (تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی میخ ٹھونک دی جائے تو یہ چیز اس سے بہتر ہے کہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں ہے "نامحرم عورت کو چھوئے")  
نامحرم عورت سے مصافحہ کا یہ سلسلہ بلاشبہ ہاتھوں کا زنا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

[الْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ وَالْفَرْجُ يَزْنِي] ۲

ترجمہ: (آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں اور ٹانگیں بھی زنا کرتی ہیں اور شرمگاہ بھی زنا کرتی ہے)

کیا محمد ﷺ سے زیادہ کوئی پاکیزہ دل والا ہو سکتا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

[إِنِّي لَا أَصَافِحُ النِّسَاءَ] ۳

۱ طبرانی ۲۰/۲۱۲ صحیح الجامع ۴۹۲۱۔

۲ مسند احمد۔ صحیح الجامع ۴۱۲۶۔

۳ مسند احمد ۶/۳۵۷۔ صحیح الجامع ۲۵۰۹۔

ترجمہ: (بے شک میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا)

مزید فرمایا:

[إِنِّي لَا أَمْسُ أَيْدِيَ النِّسَاءِ] ۱

ترجمہ: (میں ”بیعت لیتے ہوئے“ عورتوں کے ہاتھوں کو نہیں چھوتا)

[عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: وَلَا وَاللَّهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ غَيْرَ أَنَّهُ يُبَايِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ] ۲

ترجمہ: (عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: (بیعت لیتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ مبارک بھی کسی عورت سے نہیں چھوا، آپ ﷺ تو بس کلام کے ساتھ بیعت لیا کرتے تھے) ان مردوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے جو اپنی نیک بیویوں کو محض ان کے بھائیوں سے مصافحہ نہ کرنے پر طلاق کی دھمکیا دیتے رہتے ہیں، واضح ہو کہ مصافحہ کے وقت اگر کوئی کپڑا یا دیگر چیز حائل ہو تو اس سے یہ مصافحہ جائز نہیں ہو جائیگا، اجنبی عورت سے مصافحہ دونوں صورتوں میں حرام اور ناجائز ہے۔

تطيب المرأة عند خروجها و مرورها بعطرها على الرجال  
(عورت کا گھر سے نکلتے ہوئے خوشبو لگانا اور (خوشبو کی حالت میں) مردوں کے پاس سے گزرنا)

ہمارے معاشرے میں یہ گناہ پھیلتا ہی جا رہا ہے، اس بارہ میں نبی ﷺ سے وارد شدہ ترین وعیدوں کی بھی پرواہ نہیں کی جاتی۔ چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

۱ طبرانی کبیر ۳۳۲/۲۳ - صحیح الجامع ۷۰۵۳۔

۲ صحیح مسلم: کتاب الامارۃ: باب کیف بیعت النساء۔



[ اَيْمًا اُمْرًاۃً اِسْتَعْطَرَتْ ثُمَّ مَرَّتْ عَلٰى الْقَوْمِ لِيَجِدُوْا رِيْحَهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ ]<sup>۱</sup>  
ترجمہ: (یعنی جو عورت عطر استعمال کرے پھر لوگوں کے پاس سے گزرے تاکہ وہ اس کی خوشبو کو پالیں! تو وہ زانیہ ہے)۔

بعض عورتیں اس سلسلہ میں کچھ زیادہ ہی غفلت و تساہل (سستی) اور معاملے کو معمولی قرار دینے کی مرتکب ہیں، اس کے بہت سے مظاہر ہیں مثلاً: خوشبو سے معطر ہو کر گاڑی میں ڈرائیور کے ساتھ بیٹھنا، سودے کی خریداری کرتے ہوئے دکان پر دکاندار کے ساتھ، یا بچے کے انتظار میں اسکول کے دروازے پر چوکیدار کے پاس کھڑے ہونا وغیرہ۔

اس معاملے کی شدت و شاعت کا یوں اندازہ کیجئے کہ جو عورت خوشبو لگا چکی ہو اور باہر جانے کا ارادہ کر لے، شریعت اسے غسل جنابت کی طرح کا غسل کرنے کا حکم دیتی ہے، خواہ اس کا رخ مسجد کی طرف ہی کیوں نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[ اَيْمًا اُمْرًاۃً تَطَيَّبَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ اِلَى الْمَسْجِدِ لِيُوْجَدَ رِيْحُهَا لَمْ يُقْبَلْ مِنْهَا صَلَاةٌ حَتّٰى تَغْتَسِلَ اَغْتَسَالَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ ]<sup>۲</sup>

ترجمہ: (جو عورت خوشبو لگائے پھر مسجد کی طرف جائے تاکہ اس کی خوشبو لوگوں پر مہلکے، اس کی نماز قبول نہیں ہوگی تا آنکہ وہ غسل جنابت والا غسل نہ کر لے)

آج کل عورتوں کے یوں انواع و اقسام کے عطور و بخور، جو بڑی دل بھانے والی خوشبو پر مشتمل ہوتے ہیں، لگا کر گھر سے نکلنا اور بازاروں، جہازوں، بسوں اور دیگر مقامات اختلاط میں حتیٰ کہ مساجد میں اور وہ بھی رمضان کی راتوں میں بے دریغ آنا (ایک ایسا حیا سوز اور موذی

<sup>۱</sup> منہاجہ ۳/۳۱۸ - صحیح الجامع ۱۰۵۔

<sup>۲</sup> منہاجہ ۲/۳۳۳ - صحیح الجامع ۲۷۰۳۔

مرض بن چکا ہے) کہ اس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ ہی سے شکوہ کیا جاسکتا ہے۔ شریعت نے تو واضح بتا دیا ہے کہ عورت کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو مگر خوشبو پوشیدہ ہو۔

اے اللہ! ہم تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہم سے ناراض نہ ہونا، اور نادان مردوں اور عورتوں کی اس قسم کی حرکات سے نیک مردوں اور عورتوں کو نہ پکڑ لینا، اور سب کو اپنے صراطِ مستقیم کی ہدایت عطا فرمادے۔

## سفر المرأة بغیر محرم

(عورتوں کا بلا محرم سفر کرنا)

صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

[لَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ] <sup>۱</sup>

ترجمہ: (عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے)

یہ حدیث ہر قسم کے سفر کو حتیٰ کہ سفر حج کو بھی شامل ہے، عورت کا بلا محرم سفر کرنا، فاسق و فاجر قسم کے مردوں کی برا بیخستگی کا سبب بنے گا جو اسے بہکانے کے درپے ہوں گے، اور نتیجہ یہ عورت یہ صنفِ نازک بہت بڑی بربادی کا شکار ہو سکتی ہے، یا پھر کم از کم اپنی عزت اور شرف کے حوالے سے بڑی تکلیف دہ صورت حال سے دوچار ہو سکتی ہے۔ یہی معاملہ عورت کے تنہا جہاز پر سفر کرنے کا ہے، خواہ اس ائرپورٹ پر کوئی محرم رخصت کرے، اور دوسرے ائرپورٹ پر کوئی محرم استقبال کرے، لیکن معاملہ کی سنگینی کا یوں سوچئے کہ جہاز میں برابر والی نشست پر کون بیٹھے گا! اور

<sup>۱</sup> صحیح بخاری: کتاب جزاء الصيد: باب حج النساء۔ صحیح مسلم: کتاب الحج: باب سفر المرأة مع محرم الی حج۔

کسی فنی خرابی کی وجہ سے جہاز اگر کسی دوسرے ایرپورٹ پر اتر گیا یا کسی وجہ سے تاخیر کا شکار ہو گیا، یا کسی دوسرے ایرپورٹ پر محرم کو جہاز کے وقت کے تعلق سے غلط فہمی ہو جائے تو اس اکیلی عورت کا کیا بنے گا؟ اور اس حوالہ سے بہت سے واقعات منظر عام پر آچکے ہیں۔

واضح ہو کہ محرم میں چار شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔ اس کا مسلمان ہونا، بالغ ہونا، عاقل ہونا، اور مرد ہونا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

[أَبُوهَا أَوْ ابْنُهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوْ أَخُوهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ] ۱

ترجمہ: (اس کا باپ ہو یا بیٹا ہو یا خاوند ہو یا بھائی ہو یا اس طرح کا دوسرا محرم ہو)

## تعمد النظر إلى المرأة الأجنبية

(اجنبی عورت کو قصداً دیکھنا)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۗ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ

خَيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۵۱] ۲

ترجمہ: (مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں یہی ان کیلئے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

[فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظْرُ] ۳

۱ صحیح مسلم - ۲/۹۷۷۔

۲ سورہ نور: ۳۰۔

۳ صحیح بخاری مع الفتح ۱۱/۲۶۔

ترجمہ: (یعنی اجنبی عورتوں کو دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے)

البتہ وہ دیکھنا جو شرعی تقاضے اور ضرورت کے تحت ہو مثلاً آدمی کا اس عورت کو جس سے نکاح کرنا چاہتا ہے دیکھنا یا ڈاکٹر کا مریض خاتون کو دیکھنا اس عموم سے مستثنیٰ ہے۔  
واضح ہو کہ جس طرح مرد کا اجنبی عورت کو دیکھنا حرام ہے، اسی طرح بنظرِ فتنہ عورت کے لئے بھی مرد کو دیکھنا حرام ہے۔

[وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ] ۱

ترجمہ: مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں۔

اسی طرح شہوت کی نظر سے کسی امرد (بے ریش) لڑکے کو دیکھنا بھی حرام ہے۔ اسی طرح مرد کا مرد کی اور عورت کا عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا بھی ناجائز ہے اور جس شرمگاہ کا دیکھنا جائز نہیں اسے چھونا بھی جائز نہیں ہے، خواہ بیچ میں کوئی پردہ ہی حائل کیوں نہ ہو۔

آج نوجوان رسالوں کے اندر فحش تصاویر اور اخلاق باختہ فلمیں دیکھتے ہیں تو یہ شیطان کا انتہائی خطرناک وار ہے، اس معاملے میں شیطان کا حربہ یہ ہے کہ یہ سب کچھ چونکہ غیر حقیقی ہے، لہذا انہیں دیکھنا جائز ہے، حالانکہ سب لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ شہوات کو بھڑکانے اور فواحش و منکرات کا فساد برپا کرنے میں ان رسائل کا کیسا گھناؤنا کردار ہے۔

## الدياثة

[عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَرْفُوعاً: ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ  
:مُدٌّ مِنَ الْحُمْرِ وَالْعَاقُ وَالذُّيُوثُ الَّذِي يُقْرَفُ فِي أَهْلِهِ الْخُبْتُ] <sup>۱</sup>

ترجمہ: (تین قسم کے افراد پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی ہے: ایک شراب کا عادی، دو

سر اور الدین کا نافرمان اور تیسرا دیوث جو اپنے گھر میں برائی کو برقرار رہنے دے)

آج کل ہمارے زمانے میں دیانتہ کی بہت سی صورتیں موجود ہیں۔ مثلاً آدمی اپنی بیوی یا

بیٹی کے بارے میں جانتا ہے کہ ان کا اجنبی مردوں سے رابطہ قائم رہتا ہے اور آپس میں خوب گفتگو

ہوتی ہے مگر وہ اسے روکنے کے بجائے چشم پوشی سے کام لیتا ہے اور اسے مغاللات کا نام دیا جاتا

ہے۔ اسی طرح آدمی اپنے گھر کی کسی عورت کی کسی اجنبی مرد کے ساتھ علیحدگی و تنہائی پر کوئی

اعتراض نہیں کرتا، اسی طرح اپنے گھر کی کسی عورت کو اجنبی مرد کے ساتھ سفر کرنے کی اجازت

دے دیتا ہے خواہ ذاتی ڈرائیور ہی کیوں نہ ہو، اسی طرح اپنے گھر کی عورتوں کے شرعی حجاب کے

بغیر گھر سے نکلنے پر راضی ہے۔ چنانچہ ہر آنے جانے والا انہیں دیکھ کر تفریح حاصل کرتا ہے، اسی

طرح فحش فلموں اور رسالوں کا جو فحاشی و عریانی کا سب سے بڑا طوفان بدتمیزی ہیں، گھر

میں بلا روک ٹوک آنا بھی مرد کی دیوشیت کی نشانی ہے۔

التزوير في انتساب الولد لغير أبيه وجحد الرجل ولده  
شریعت کی رو سے ایک شخص کا اپنے اصل باپ کی بجائے کسی دوسرے کی طرف نسبت کرنا ناجائز  
ہے۔ اسی طرح کسی قوم یا برادری جس سے اس کا تعلق نہیں ہے، الحاق کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

بعض لوگ صرف ماڈی منفعتوں کی بناء پر ایسا کر گزرتے ہیں، بلکہ رسمی کاغذات میں بھی  
جھوٹے انساب کا اندراج کرا لیتے ہیں، کچھ لوگ ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے انہیں  
بچپن میں چھوڑ دیا ہوتا ہے، لہذا وہ ناراضگی اور نفرت جتانے کیلئے اپنی ولدیت بدل ڈالتے ہیں۔

واضح ہو کہ یہ سب حرام ہے اور اسکے زندگی کے مختلف شعبوں مثلاً: محرمیت، شادی بیاہ  
اور میراث وغیرہ کے تعلق سے بڑے بڑے مفاسد مرتب ہوتے ہیں۔ صحیح بخاری میں سعد اور  
ابو بکر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً حدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[مَنْ ادَّعى اِلَى غَيْرِ اَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ فَاَلْحَقَهُ عَلَيْهِ حَرَامٌ] ۱

ترجمہ: (جو اپنے حقیقی باپ کی بجائے دوسرے کی طرف منسوب ہو اور اسے اس بات کا علم  
بھی ہو تو اس پر جنت حرام ہے)

ہر وہ چیز جو نسب ناموں میں عبث یا جھوٹ پر مشتمل ہو شریعت اسے حرام قرار دیتی ہے۔ بعض  
لوگ اپنی بیوی سے لڑائی جھگڑا کرتے کرتے اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ اس پر زنا کی تہمت لگا کر  
بلا ثبوت اپنے بچے کو ولد الزنا قرار دے کر اس سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں۔ حالانکہ وہ بچہ انہی  
کے فراش (بستر) پر متولد ہوا ہے اور بعض بیویوں کا یہ گھناؤنا کردار اور خیانت ہے کہ وہ از طریق زنا  
حاملہ ہو کر اس بچے کو اپنے شوہر کے نسب میں داخل کر لیتی ہیں، حالانکہ شوہر کا اس سے کوئی تعلق نہیں

۱ صحیح بخاری: کتاب الفرائض: باب من ادعی الی غیر ابیہ۔

ہوتا۔ ان دونوں کرداروں کی شریعت نے پرزور مذمت کی ہے اور بڑی شدید وعید بیان کی ہے۔  
چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کی آیات کے نزول کے موقع پر فرمایا تھا:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں

[أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَدْخَلْتُ عَلَى قَوْمٍ مِّنْ لَيْسَ مِنْهُمْ فَلَيْسَتْ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ وَلَكِنْ يُدْخِلُهَا اللَّهُ جَنَّتَهُ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَ لَدَهُ وَهُوَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ احْتَجَبَ اللَّهُ مِنْهُ وَفَصَحَهُ عَلَى رُؤُوسِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ] <sup>۱</sup>

ترجمہ: [جو عورت اپنا ناجائز بچہ اپنے شوہر کی طرف منسوب کرے اس کا اللہ رب العزت کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں اور اللہ تعالیٰ اسے ہرگز جنت میں داخل نہ فرمائے گا اور جو آدمی جانتے بوجھتے ہوئے بھی اپنے بچے کا منکر ہو جائیگا اللہ تعالیٰ اس سے پردہ فرمائے گا اور اسے تمام اولین و آخرین کی موجودگی میں ذلت و فضیحت کے اندر دھکیل دے گا]

## اکل الربا

(سود خوری)

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں سود خوروں کے علاوہ کسی قوم سے اعلان جنگ نہیں فرمایا:

[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۲۰۷﴾ فَإِن لَّمْ

تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ <sup>۲</sup>]

ترجمہ: (اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو اگر تم سچ سچ

ایمان دار ہو اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لڑنے کیلئے تیار ہو جاؤ)

<sup>۱</sup> ابوداؤد ۲/۶۹۵، مشکوٰۃ ۳۳۱۶۔

<sup>۲</sup> سورہ بقرہ: ۲۷۸، ۲۷۹۔

سود جیسے جریمہ کی عند اللہ شاعت و قباحت کے اظہار کے لئے یہی ایک آیت کریمہ کافی ہے۔ افراد اور حکومتوں کی سطح پر غور و خوض کرنے والا ان تباہ کاریوں اور ہلاکت آفرینیوں کو بخوبی محسوس کر سکتا ہے جو محض سودی لین دین کی پیدا کردہ ہیں۔ جن میں افلاس، کساد بازاری، جمود، قرضوں کی ادائیگی سے عاجز و قاصر رہ جانا، اقتصادی ڈھانچے کا بے جان و بے کار ہو جانا، کمپنیوں کا دیوالیہ ہو جانا، روزمرہ کی محنتوں اور خون پسینہ کی کمائیوں کو کبھی نہ ختم ہونے والے سود کے خانہ میں بھرتے رہنا، معاشرے میں غربت و امارت کے تعلق سے طبقاتی کشمکش کا جنم لینا وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ نتیجہ ریاست کا بہتر سرمایہ گنتی کے چند افراد کے ہاتھوں میں گردش کرتا رہتا ہے (سود خوروں میں سے بیشتر افراد محرومیوں کی عبرتناک تصویر بن جاتے ہیں) اور شاید یہ اس انجام بد کی ایک جھلک ہے جو سود خوروں کے اللہ رب العالمین کے ساتھ اعلان جنگ کی وعید و تنبیہ کی صورت میں موجود ہے۔

سودی کاروبار میں شرکت کرنے والے تمام افراد خواہ وہ لین دین کے مرکزی کردار ہوں یا پارٹیوں کے درمیان رابطہ اور واسطہ کے تعلق سے شریک کار ہوں یا کسی طور تعاون و راہ نمائی کا کردار ادا کر رہے ہوں سب محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک پر ملعون ہیں۔ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ:

[لَعْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَكَلَ الرَّبَا وَمُوكَلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدِيهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ] ۱

ترجمہ: (رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والوں، کھلانے والوں، لکھنے والوں اور گواہی دینے والوں سب پر لعنت فرمائی ہے، بلکہ فرمایا یہ سب برابر کے گناہ گار ہیں)

۱ صحیح مسلم ۳/۱۲۱۹۔



بنابریں سودی کاروبار میں کتابت و تحریر، یا کھاتوں کی تیاری یا سودی مال کے لین دین یا حفاظت و چوکیداری یا اس قسم کی دیگر ہر قسم کی ڈیوٹی ناجائز ہے۔ حکم یہی ہے کہ سودی کاروبار میں شرکت یا اعانت خواہ وہ کسی بھی صورت و نوعیت سے تعلق رکھے سب حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کبیرہ گناہ کی قباحت و شاعت بیان کرنے میں کافی حریص تھے (تا کہ لوگ اس کبیرہ گناہ سے باز آجائیں) چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[الرِّبَا ثَلَاثَةٌ وَسَبْعُونَ بَابًا أَيْسُرُهَا مِثْلُ أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ وَابْنُ أَبِي الرَّبِيبِ عَرَضَ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ] ۱

عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[دِرْهَمٌ رِبًّا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ زَنِيَةً] ۲

ترجمہ: (سود کا ایک درہم جو آدمی اسکے سود جاننے کے باوجود کھا لیتا ہے چھتیس (۳۶) مرتبہ

کے زنا سے زیادہ بھاری اور سخت ہے)

واضح ہو کہ سود کی حرمت تمام افراد کے لئے عام ہے، خواہ کوئی مالدار ہو یا فقیر کوئی شخصیت اس حرمت کے حکم سے خالی نہیں ہے نہ ہی کوئی صورت یا حالت مستثنیٰ ہے۔

امیر واقع گواہ ہے کہ کتنے ہی مالداروں اور بڑے بڑے تاجروں کو سود نے مفلس و قلاش بنا دیا۔

سود کا کم از کم وبال یہ ہے کہ سودی مال خواہ گنتی میں کتنا ہی زیادہ ہو جائے مگر اس کی برکت

بالکل مٹ جاتی ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اٹل ہے:

۱۔ مشترک حاکم ۲/۳۷۱۔ صحیح الجامع ۳۵۳۳۔

۲۔ مسند احمد ۵/۲۲۔ صحیح الجامع ۳۳۷۵۔

[الرِّبَا وَآتٍ كَثُورًا ۖ عَاقِبَتُهُ تَصِيرُ إِلَى قُلٍّ] ۱

ترجمہ: سودی مال خواہ کتنا ہی زیادہ ہو مگر اس کا انجام کمی اور تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ سود کے حرام ہونے میں سود کی شرح اور مقدار کا بھی کوئی عمل دخل نہیں ہے، چنانچہ خواہ وہ کم ہو یا زیادہ بہر صورت سود حرام ہے۔ سود خور قیامت کے دن اپنی قبر سے یوں اٹھے گا کہ شیطان نے مس و جنون کے ذریعے اسے خطی بنا دیا ہوگا۔ اگرچہ سود کا جریمہ انتہائی فحش و فبیح ہے مگر اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی توبہ کی گنجائش رکھی ہے، سود کی توبہ کی صورت و کیفیت یہ ہے:

[وَإِنْ تَبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ ۖ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ] ۲

ترجمہ: اور ہاں اگر تم توبہ کر لو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اور یہ عین عدل و انصاف ہے۔

حضرات! ضروری ہے کہ ہر مؤمن کا نفس اس کبیرہ گناہ سے شدید متنفر ہو اس کی قباحت و شاعت ہمیشہ اس کے شعور و احساس میں راسخ و غالب رہے۔ اور جو لوگ سودی بینکوں میں اپنا پیسہ اس عذر کے تحت رکھنے پر مجبور ہیں کہ وہ چوری اور ضیاع سے محفوظ رہے، انہیں چاہئے کہ وہ اس اضطراری اور مجبوری کے شرعی دائرہ کار کو بخوبی سمجھتے اور پہچانتے ہوں، وہ اپنے اس اضطرار کو اس شخص کے اضطرار جیسا قرار دیں جو مردار کھانے پر مجبور ہو یا اس سے بھی کہیں سخت، اپنے اس عمل پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہیں اور متبادل صورت اختیار کرنے کی بھی مخلصانہ کوشش کرتے رہیں، اپنے پیسے پر بننے والے سود کا بینک سے قطعاً مطالبہ نہ کریں اور بینک سودی رقم اس کے اکاؤنٹ میں ڈال بھی دے تو اس سے مکمل چھٹکارا حاصل کریں وہ مال ایسا نہیں جسے (کسی

۱ مستدرک حاکم ۳/۲ - صحیح الجامع ۳۵۲۲۔

۲ سورہ بقرہ: ۲۷۹۔

صورت) صدقہ کے طور پر کسی مد میں خرچ کیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ طیب ہے اور پاکیزہ مال ہی قبول فرماتا ہے، اس خبیث مال کو اپنے کسی کام مثلاً کھانے، پینے، پہننے، گاڑی خریدنے، گھر بنانے یا بیوی بچوں اور والدین پر خرچ کرنے میں لانا بھی جائز نہیں۔ اس مال سے زکوٰۃ دینا، یا ٹیکس کی ادائیگی کرنا، یا اپنے اوپر قائم کسی ظلم کے ازالہ کے لئے خرچ کرنا بھی جائز نہیں۔ بس اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے خوف سے اپنے آپ کو اس مال سے بچالے اور اپنا دامن چھڑالے۔

### کتھ عیوب السلعة واخفاؤها عند بیہا

(سودے کے وقت سامان کے عیب کو چھپانا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ بازار میں ایک تاجر کے غلے کے ڈھیر کے پاس سے گزرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ غلے میں ڈالا تو اندر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کو تری محسوس ہوئی، فرمایا: اے اس اناج کے مالک! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے بارش کا پانی لگ گیا ہے، فرمایا:

[أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ نَحْيَ يَرَاهُ النَّاسُ؟ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا] <sup>۱</sup>

ترجمہ: (تم نے گیلے اناج کو اوپر کیوں نہیں رکھا تا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے، جس نے دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے)

آج بہت سے بیوپاری جنہیں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں ہے اپنے سامان کے عیوب کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً عیب والی جگہ پر کوئی پرچی یا چٹ چپکا کر یا گھٹیا مال کو پٹی کے نیچے رکھ کر یا (پرانی گاڑی وغیرہ کو) کیمیاوی مادہ کے ذریعہ وقتی طور پر چمکا کر یا کوئی ایسی ترکیب

۱ صحیح مسلم۔ ۹۹/۱۔

استعمال کر کے جس سے گاڑی کے انجن کی عیب دار آوزیں وقتی طور پر دب جائیں، اور خریدار سامان لیکر گھر لوٹتا ہے تو وہ تھوڑے ہی عرصے میں تلف اور بربادی کا شکار ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ سامان پر لکھی ہوئی انتہائی تاریخ (EXPIRE DATE) تبدیل کر کے اسے فروخت کر دیتے ہیں، کچھ لوگ خریدار کو کما حقہ سامان کے معائنہ یا چیک کرنے کی اجازت نہیں دیتے، بہت سے لوگ تو گاڑیوں یا دیگر آلات و ڈوائسز کے عیوب بناتے ہی نہیں، یہ سب حرام اور ناجائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاءٌ مِنْ أَخِيهِ يَبْعُ فِيهِ عَيْبٌ إِلَّا بَيْنَهُ ]  
لہ [۷]

ترجمہ: (مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، اور کسی مسلمان کیلئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو کوئی ایسا سامان فروخت کرے جس میں کوئی عیب ہو، اور اگر فروخت کرے تو اسکے عیب کو واضح طور پر بتادے)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ نیلام عام میں خریدار کو یہ کہہ کر اپنی مسئولیت اور ذمہ داری سے عہدہ برآں ہو جاتے ہیں کہ میں لوہے کا ڈھیر بیچ رہا ہوں، لوہے کا ڈھیر بیچ رہا ہوں، اس قسم کی بیع برکت سے خالی ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[ الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيْنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكُتِمَا مُحِقَّتْ بَرَكَتُهُ بَيْعِهِمَا ]<sup>۷</sup>

ترجمہ: (خرید و فروخت کرنے والے جب تک اس مجلس سے جدا نہ ہو جائیں تب تک اس

۷ ابن ماجہ ۲/۴۵۳۔ صحیح الجامع ۶۷۰۵۔

۸ بخاری مع الفتح ۲/۳۲۸۔

سامان کے حوالہ سے ان کا اختیار قائم رہتا ہے، اگر وہ اپنے سودے میں سچ بولیں اور سامان کے عیب کو بیان کر دیں تو ان کے سودے میں برکت ڈال دی جاتی ہے، اور اگر جھوٹ کا سہارا لیں اور عیب چھپانے کی کوشش کریں تو سودے کی برکت مٹا دی جاتی ہے۔

## بیع النجش

(دھوکے سے بولی بڑھانا)

بیع نجش ایک سودے کی قسم ہے جس کی صورت یہ ہے کہ ایک ایسا شخص جو سودا خریدنا نہیں چاہتا وہ اسکی قیمت بڑھا کر لگاتا ہے تاکہ دوسرے شخص کو دھوکے میں ڈال کر اسے مہنگے داموں خریدنے پر آمادہ کرے۔ (اس قسم کے لوگ اکثر و بیشتر دوکان داروں سے ملے ہوئے ہوتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لَا تَنَاجَشُوا] ۱

ترجمہ: (یعنی بیع نجش نہ کرو)

یہ صریحاً دھوکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[الْمَكْرُ وَالْحَدِيثُ فِي النَّارِ] ۲

ترجمہ: (مکر و فریب اور دھوکہ جہنم میں ہے)

بہت سے دلال جو مارکیٹوں، منڈیوں، نیلام سینٹروں اور گاڑیوں وغیرہ کے شورومز میں گھوم رہے ہوتے ہیں ان کی کمائی خبیث اور حرام ہوتی ہے، کیونکہ وہ بہت سے حرام امور کا ارتکاب

۱ بخاری مع الفتح ۴۸۴/۱۰۔

۲ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۱۰۵۷۔

کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً بیع نجش (جس کی تعریف بیان ہو چکی) کا بکثرت ارتکاب کرنا اور خریدار کو دھوکے میں رکھنا یا باہر سے آکر منڈی میں اپنا سامان بیچنے والے اجنبی کو دھوکے میں رکھنے اور ان کے سامان کی قیمت گھٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہی سامان ان کا اپنا ہو یا اپنے کسی تعلق دار کا ہو تو اس کے برعکس قیمتیں بڑھا چڑھا کر ظاہر کریں گے۔ اس قماش کے لوگ سودا کرنے والوں کے بیچ یا نیلامی کے اداروں میں داخل ہو کر قیمتیں بڑھا بڑھا کر اللہ کے بندوں کو دھوکہ دیتے اور ان کے نقصان کے درپے ہوتے رہتے ہیں۔

## البيع بعد النداء الثاني يوم الجمعة

(جمعہ کی دوسری اذان کے بعد خرید و فروخت کرنا)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ

ذِكْمَ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩﴾]

ترجمہ: (اے ایمان والو! جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف

دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو)

کچھ سامان فروشوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ جمعہ کی دوسری اذان کے بعد بھی اپنی دوکانوں یا

مساجد کے سامنے اپنے اسٹالوں پر سامان بیچنے میں مشغول رہتے ہیں۔ اس گناہ میں وہ لوگ بھی

برابر کے شریک ہیں جو خریداری کر رہے ہوتے ہیں، خواہ مسواک (یا کوئی کتاب) ہی کیوں نہ

خرید رہے ہوں۔ راجح اور صحیح قول یہی ہے کہ یہ سودا بالکل باطل ہے۔ کچھ ریسٹورنٹ والے یا

تندور والے یا کارخانے والے حضرات نماز جمعہ کے وقت بھی اپنے کاریگروں کو کام پر مجبور کرتے ہیں ایسے لوگوں کا بظاہر منافع بڑھ رہا ہوتا ہے، لیکن حقیقت میں وہ دونوں جہانوں کے خسارہ کے سوا کچھ نہیں کما رہے۔ ان کاریگروں کی ذمہ داری اور فریضہ یہ ہے کہ وہ ان کی بات ماننے کے بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کریں۔

[لَا طَاعَةَ لِبَشَرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ] ۱

ترجمہ: کسی بشر کی ایسی چیز میں اطاعت جائز نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی لازم آرہی ہو۔

## القمار والميسر

(بجوا)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ] ۲

ترجمہ: (اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب، جوا اور تھان وغیرہ اور پانے کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں، ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح یاب ہو) اہل جاہلیت جوئے کی مختلف صورتیں اپنایا کرتے تھے اس کی سب سے معروف صورت یہ تھی کہ ایک اونٹ کی خریداری میں دس افراد برابر کے شریک ہوتے پھر ایک مخصوص طریقے سے

۱ مسند احمد: ۱۲۹/۱ (حدیث کا اصل صحیحین میں موجود ہے)۔

۲ سورہ مائدہ: ۹۰۔

قرعہ اندازی کرتے جس کے تحت سات افراد (جن کا قرعہ نکل آتا) ان کے مروجہ طریقے کے مطابق حصہ دار بن جاتے باقی تین افراد محروم قرار دے دیئے جاتے۔  
ہمارے اس دور میں جوئے کی مختلف شکلیں رائج ہیں۔

ایک شکل جو عرف عام میں لاٹری کے نام سے معروف ہے، جس کی متعدد صورتوں میں سے سب سے سادہ اور متداول صورت یہ ہے کہ لوگ اپنے پیسے سے کچھ نمبر خرید لیتے ہیں، جس پر لاٹری نکلتی ہے، اور فرسٹ، سیکنڈ، تھرڈ آنے والوں کو مختلف انعامی رقوم سے نوازا جاتا ہے۔ یہ کام حرام ہے اگرچہ انہیں فلاحی اسکیم وغیرہ جیسے ناموں سے چلایا جا رہا ہے۔

جوئے کی دوسری صورت یہ ہے کہ لوگ کسی شاپنگ سینٹر سے سامان کی خریداری کرتے ہیں اس میں کوئی مجہول چیز یا نمبر ہوتا ہے جس پر قرعہ کے ذریعے انعام یافتہ لوگوں کی تحدید کی جاتی ہے۔  
ہمارے دور میں رائج جوئے کی مختلف صورتوں میں سے ایک صورت انشورنس کے کاروبار کی ہے، چنانچہ زندگی کا بیمہ، آگ لگنے کا انشورنس (والتامین الشامل و ضد الغیر) دیگر بہت سی انشورنس کی صورتیں رائج ہیں، حتیٰ کہ بعض گلوکار اپنی آواز کا بیمہ کرا کے رکھتے ہیں۔ جوئے کی یہ تمام صورتیں ”المیسر“ کے دائرے میں شامل ہیں جسے قرآن نے حرام قرار دیا ہے۔

ہمارے دور میں جوئے کیلئے مخصوص کلب بھی پائے جاتے ہیں، جن میں اس گناہ کبیرہ کے ارتکاب کیلئے سبز میزیں (GREEN TABLES) رکھی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ فٹ بال یا کرکٹ وغیرہ کے میچوں پر خوب جوا کھیلا جاتا ہے یہ بھی حرام ہے۔ اسی طرح بعض کھیلوں کی دوکانوں اور تفریحی مراکز میں جوئے کی طرز پر مختلف کھیل کھیلے جاتے ہیں، جن میں سے ایک کھیل (فلپرز) کے نام سے معروف ہے۔



واضح ہو کہ کھیلوں کے مقابلے تین طرح کے ہیں۔

(۱) وہ مقابلے جو شرعی مقاصد کے تحت ہیں، ایسے مقابلے جائز ہیں، (خواہ انعام کے ساتھ ہو یا بغیر انعام کے) مثلاً تیراندازی کے مقابلے یا جہاد کیلئے تیار کئے گئے گھوڑوں اور اونٹوں کی دوڑ کے مقابلے وغیرہ۔ (اس میں علمی مقابلے بھی شامل ہیں جیسے قرآن پاک یا احادیث مبارکہ کے حفظ کے مقابلوں کا انعقاد)

(۲) ایسے مقابلے جو شرعی مقاصد کے تحت نہیں، لیکن خلاف شریعت بھی نہیں، مثلاً: فٹ بال کے میچ اور دوڑوں کے مقابلے، ان کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ یہ حرام امور کے ارتکاب سے پاک ہوں مثلاً نمازوں کا ضیاع نہ ہو، ایسا لباس نہ پہنا جائے جو شرمگاہ کے کشف و اظہار کا باعث بنے۔ اس قسم کے مقابلوں کے جائز ہونے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ یہ انعامات کی تقسیم سے خالی ہوں۔

(۳) ایسے مقابلے جو فی ذاتہ حرام، یا حرام تک پہنچا دیتے ہیں۔ مثلاً خبث و فساد اور بے غیرتی کے وہ پروگرام جنہیں مقابلہ حسن کا نام دیا جاتا ہے، اور جس میں ملکہ حسن کا انتخاب عمل میں آتا ہے، یا باکسنگ کے مقابلے جو چہرے پر ضرب لگانے کا نام ہیں اور چہرے پر مارنا شرعاً حرام ہے۔ اسی طرح بکروں، مینڈھوں کی ٹکروں اور مرغوں کی لڑائیوں کے مقابلے بھی حرام ہیں۔

## السرقۃ

(چوری)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

[وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَتْ اِنَّهَا مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

ترجمہ: (چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو، یہ بدلہ ہے اسکا جو انہوں نے کیا عذاب اللہ کی طرف سے، اور اللہ تعالیٰ قوت و حکمت والا ہے)

واضح ہو کہ نجان کرام اور اللہ تعالیٰ کے گھر کے مہمانوں کی چوری سب سے خطرناک اور بھیانک شمار ہوتی ہے، ایسے چور زمین کے بڑے مقدس اور حرمت والے ٹکڑے پر اور اللہ تعالیٰ کے گھر کے آس پاس اللہ رب العزت کی حدود کو پامال کرنے کے جرمِ شنیع کا ارتکاب کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کی نماز والے واقعہ کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا:

[ لَقَدْ جِئْتِي بِالنَّارِ وَذَلِكُمْ حِينٌ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ مَخَافَةَ أَنْ يُصِيبَنِي مِنْ لَفْحِهَا ، وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ الْمُحْجَبِ يَجْرُ قُصْبَهُ [أَمْعَائِهِ] فِي النَّارِ كَأَنْ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمُحْجَبِهِ فَإِنْ فَطِنَ لَهُ قَالَ : إِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمُحْجَبِي ، وَأَنْ غَفَلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهِ ] ۱۷

ترجمہ: (میرے پاس جہنم کی آگ لائی گئی اور یہ اس وقت جب تم نے مجھے پیچھے ہٹے ہوئے دیکھا (میں پیچھے اس لئے ہٹا) کہ کہیں مجھے کوئی شعلہ نہ آپکڑے، حتیٰ کہ میں نے جہنم میں چھڑی والے کو دیکھا جو اپنی آنتیں جہنم کے اندر گھیٹتا ہوا پھر رہا تھا، وہ اپنی چھڑی کے ذریعے حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا اگر کوئی دیکھ لیتا تو کہتا یہ خود ہی چھڑی کے ساتھ لٹک گیا تھا اور اگر کوئی نہ دیکھ پاتا تو اس مال کو لے اڑتا)۔

خطرناک اور بھیانک چوریوں میں ایک چوری یہ بھی شمار ہوتی ہے جو مسلمانوں کے اجتماعی

۱۷ سورہ مائدہ: ۳۸۔

۱۸ صحیح مسلم: ۹۰۳۔

مال میں سے کی جائے، اس قسم کے بعض چوروں کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ سب ہی کھارے ہیں، لہذا ہمارے کھانے سے کیا فرق پڑے گا۔ انہیں یہ بات معلوم نہیں کہ یہ چوری تمام مسلمانوں کی ہے اور اس قسم کا عمومی اور اجتماعی مال تمام مسلمانوں کی ملکیت ہوتا ہے، اور اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے خوف کے نہ ہونے کی بناء پر ایسا کرتا ہے تو اس کا یہ جرم دوسروں کیلئے حجت یا قابل تقلید نہیں بن سکتا۔

کچھ لوگ کفار کا مال چرا لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ کفار کی چوری جائز ہے، حالانکہ جن کفار کا مال سلب کرنا جائز ہے یہ صرف وہ کفار ہیں جو مسلمانوں سے بصورتِ حرب برسرِ پیکار ہیں، کفار کی عام کمپنیاں یا افراد اس حکم میں داخل نہیں ہیں۔

چوری کی ایک صورت جیب تراشی بھی ہے، جبکہ کچھ لوگ دوسروں کے گھروں میں بطورِ مہمان داخل ہوتے ہیں اور ان کی چوری کر لیتے ہیں، کچھ میزبان اپنے مہمانوں کے بریف کیس وغیرہ سے مال چرا لیتے ہیں، کچھ لوگ کاروباری مراکز میں جاتے ہیں اور اپنی جیبوں میں سامان بھر کر لے آتے ہیں، کچھ خواتین سامان چرا کر اپنے لباس کے اندر چھپا لیتی ہیں۔

بعض لوگ چھوٹی موٹی یا سستی چیزوں کی چوری کو معمولی سمجھتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

[لَعْنَ اللّٰهِ السَّارِقُ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقَطَّعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقَطَّعُ يَدُهُ] <sup>۱</sup>  
ترجمہ: (اللہ تعالیٰ ایسے چور پر لعنت برساتا ہے جو محض ایک انڈہ یا ایک رسی چوری کر کے اپنا ہاتھ کٹوا بیٹھتا ہے)

جس شخص سے بھی چوری کا گناہ سرزد ہو گیا ہو اس پر ضروری ہے کہ وہ مسروقہ مال اپنے بھائی کو لوٹائے اور اللہ تعالیٰ سے بھی توبہ کرے، وہ مال سب کے سامنے لوٹائے یا علیحدگی میں، خود لوٹائے یا

۱ بخاری مع الفتح ۸۱/۱۲۔

کسی کے ذریعہ بھیج دے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا (سب جائز ہے) اگر صاحب مال تک باوجود کوشش کے پہنچانا ممکن ہو چکا ہو یا اسکی موت کی صورت میں اس کے ورثاء بھی نہیں مل پارہے تو اس مال کا صدقہ کر دے اور نیت یہ ہو کہ اس کا ثواب صاحب مال کو مل جائے (توبہ بھی کرتا رہے)

## اخذ الرشوة واعطاؤها

(رشوت لینا اور دینا)

کسی کو اس کے حق سے محروم کرنے یا کوئی بھی ناجائز کام نکلوانے کی غرض سے قاضی یا حاکم کو رشوت دینا انتہائی قبیح قسم کا جرم ہے، کیونکہ اس قسم کا اقدام فیصلوں میں ناانصافی کرنے، صاحب حق پر ظلم ڈھانے اور فتنہ و فساد برپا کرنے کی ہولناک سازش قرار پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۸۸﴾]

ترجمہ: (اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو، نہ حاکموں کو رشوت پہنچا کر کسی کا کچھ مال ظلم و ستم سے اپنا لیا کرو حالانکہ تم جانتے ہو)

[وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعاً لَعَنَ اللَّهُ الرَّاشِيَّ وَالْمُرْتَشِيَّ فِي الْحُكْمِ] ۱

ترجمہ: (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر لعنت برسائی ہے جو فیصلہ کرتے یا کراتے ہوئے رشوت لیں یا دیں)

۱ سورہ بقرہ: ۱۸۸۔

۲ مسند احمد ۲/۳۸۷۔ صحیح الجامع ۵۰۶۹۔

البتہ اپنے حق کا حصول یا ظلم و نا انصافی کا ازالہ اگر رشوت دیئے بغیر ممکن نہ ہو تو اس صورت میں (دینے والا) مذکورہ وعید کے زمرہ میں داخل نہیں ہوگا، (بلکہ تمام تر گناہ لینے والے کے سر ہی ہوگا۔) ہمارے آج کے دور میں رشوت کا دائرہ کار خوب وسیع ہو چکا ہے، بعض ملازمین تو ذاتی تنخواہوں سے کہیں زیادہ رشوت سے کمالیتے ہیں، بڑی بڑی کمپنیوں کے بجٹ میں بند لفافوں میں دیئے گئے نذرانوں کی مستقل مدات ہوتی ہیں۔ بیشتر امور و معاملات رشوت کے لین دین سے شروع ہوتے ہیں اور اس پر اختتام پذیر ہوتے ہیں، یہ ناسور ملازمین کی تباہی و بربادی کا ایک بڑا محرک بن چکا ہے، اچھی سروس اس کو نصیب ہوتی ہے جو کسی اہلکار کی مٹھی گرم کر دے جو ایسا نہ کر سکے وہ اچھی سروس سے یکسر محروم رہتا ہے یا اس کا کیس مؤخر کر دیا جاتا ہے یا بالکل ہی سرد خانے میں ڈال دیا جاتا ہے، جبکہ رشوت کے ذریعہ سے معاملات کو چلانے والے ان سے کہیں بعد میں کیس لے کر آتے ہیں اور کہیں پہلے فارغ ہو کر چلے جاتے ہیں۔

یہ رشوت ہی کی دسیہ کاری ہے کہ بہت سا سرمایہ جو کہ بزنس مین کا حق ہوتا ہے وہ سیل یا پر چیز پر مامور اس کے نمائندوں کی جیبوں میں منتقل ہوتا رہتا ہے۔ اس قماش کے ظالم لوگوں کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بددعا کا نشانہ بنتے ہوئے اللہ رب العزت کی رحمت سے دھتکار دیا جانا کچھ بعید یا تعجب خیز نہیں۔ چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الرَّاشِيِّ وَالْمُرْتَشِيِّ] <sup>۱</sup>

ترجمہ: (رشوت دینے اور لینے والے پر اللہ تعالیٰ اپنی لعنتیں برسائے)

۱ ابن ماجہ ۲۳۱۳۔ صحیح الجامع ۵۱۱۴۔

## غصب الارض (کسی کی زمین ناجائز ہتھیالینا)

جب اللہ تعالیٰ کا خوف معدوم ہو تو بندے کی ذاتی طاقت و ذہانت اس کے لئے وبالِ جان بن جاتی ہے، کیونکہ وہ اس طاقت و ذہانت کو لوگوں پر ظلم کرنے اور ان کے اموال و حقوق غصب کرنے میں استعمال کرتا رہتا ہے۔ اس نوع (قسم) کا ایک بہت بڑا ظلم زمینوں کے چھیننے کی صورت میں ہے جس کی بڑی بھیانک سزا ہے۔

[عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِخَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرْضِينَ] <sup>۱</sup>

ترجمہ: (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے کسی بھائی کی تھوڑی سی زمین بھی ناجائز ہتھیالے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن سات زمینوں کے اندر گاڑ دے گا)

[وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا: أَيُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ كَلَّفَهُ اللَّهُ أَنْ يَحْفِرَهُ [فِي الطَّبْرَانِي: يَحْفِرُهُ] حَتَّى آخِرَ سَبْعِ أَرْضِينَ ثُمَّ يَطْوِفُهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ] <sup>۲</sup>

ترجمہ: (جو شخص اپنے کسی بھائی کی صرف ایک بالشت زمین پر قبضہ کر لے، اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت سات زمینیں کھودنے کی سزا دے گا اور جب وہ کھود چکے گا تو اللہ تعالیٰ ان زمینوں کا طوق اس کے گلے میں ڈال دے گا، جو اس وقت تک گلے پر پھنسا رہے گا جب تک تمام اہل محشر

<sup>۱</sup> بخاری مع الفتح ۵/۱۰۳۔

<sup>۲</sup> طبرانی کبیر ۲۲/۲۷۰۔ صحیح الجامع ۱۹/۲۷۱۔

کے درمیان فیصلہ نہ ہو جائے۔)

وہ لوگ بھی اس انتہائی بدترین وعید کا نشانہ بنیں گے جو زمین کی علامات و حدود تبدیل کرنے کے جرمِ شنیع کے مرتکب ہوتے ہیں، جس سے ان کے پڑوسی کے کھاتے میں سے ان کی زمین کچھ کشادہ ہو جاتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں اسی جانب اشارہ ہے۔

[لَعَنَ اللَّهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ] ۱

ترجمہ: (جو زمین کے نشانات کو تبدیل کرتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہو)

## قبول الہدیۃ بسبب الشفاعة

(سفارش کے عوض تحفہ قبول کرنا)

کسی شخص کے لئے لوگوں کے درمیان جاہ و مرتبہ کا حصول یقیناً اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، بشرطیکہ اس کا حق شکر بجالائے، حق شکر بجالانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اپنے اس مقام و منصب کو لوگوں کو نفع پہنچانے میں صرف کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا عموم یہی ظاہر کرتا ہے۔

[مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَهُ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ] ۲

ترجمہ (تم میں سے کوئی شخص اپنے کسی بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو تو ضرور پہنچائے)

جو شخص اپنے عہدے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے کسی بھائی کو کوئی فائدہ پہنچا دے، جس سے اسکی کوئی مشکل ٹل جائے یا کوئی بھلائی حاصل ہو جائے اور اس تمام معاملہ میں کسی جگہ کسی حرام امر کا ارتکاب شامل نہ ہو، نہ ہی کسی دوسرے کے حق پر زیادتی کی کوئی صورت ہو تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب کا مستحق ہے، بشرطیکہ اس معاملہ میں اسکی نیت بالکل خالص ہو۔

۱ مسلم بشرح النووی ۱۳/۱۲۱۔

۲ صحیح مسلم ۲/۱۷۲۶۔

یہی بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس حدیث میں بیان فرمائی:

[إِشْفَعُوا تُوجَرُوا] ۱

ترجمہ (تم سفارش کر دیا کرو تمہیں اس کا ثواب دیا جائے گا)

سفارش کرنے یا کسی کام میں واسطہ بننے پر ہدیہ یا نذرانہ قبول کرنا جائز نہیں۔ اسکی دلیل

ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل مرفوع حدیث ہے:

[مَنْ شَفَعَ لِأَحَدٍ شَفَاعَةً ، فَأُهْدِيَ لَهُ هَدِيَّةً (عَلَيْهَا) فَقَبِلَهَا (مِنْهُ) فَقَدْ آتَى

بَابًا عَظِيمًا مِنْ أَبْوَابِ الرَّبِّ] ۲

ترجمہ (جو شخص اپنے کسی بھائی کی کوئی سفارش کرے جس پر اسے کوئی تحفہ پیش کیا جائے اور

وہ قبول کر لے تو وہ شخص سود کے انتہائی خطرناک دروازے میں داخل ہو گیا)

کچھ لوگ اپنے منصب و وساطت کو بروئے کار لانے کے بدلے لوگوں سے بطور معاوضہ

مال طلب کرتے ہیں بلکہ اس شرط پر کام کرنے کا عقد کرتے ہیں۔ مثلاً کسی کو کوئی نوکری دلوانا یا

کسی شخص کا کسی دفتر یا شہر سے دوسرے دفتر یا شہر میں تبادلہ کرانا یا کسی مریض کو علاج کی سہولت

فراہم کرنا وغیرہ۔

واضح ہو کہ ان تمام صورتوں میں جو بھی معاوضہ وصول کیا جائے گا وہ سب حرام ہے۔ جس کی

دلیل ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث ہے۔ (جو اوپر گزر چکی ہے) بلکہ اس حدیث کا ظاہر

اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ خواہ وہ شخص معاوضے کی شرط نہ بھی لگائے لیکن کام ہو جانے پر اگر

اسے کوئی معاوضہ یا تحفہ دیا گیا تو وہ حرام ہی ہوگا، اس شخص کو چاہئے کہ اس اجر کو کافی سمجھے جو

۱۔ ابوداؤد ۵۱۳۲ (یہ حدیث صحیحین میں بھی ہے بخاری، کتاب الادب، باب تعاون المؤمنین بعضهم بعضاً)۔

۲۔ مسند احمد ۵/۲۶۱ صحیح الجامع ۲۲۹۲۔



قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں دیا جائے گا۔

”ایک شخص حسن بن سہل کے پاس کسی کام میں سفارش کی غرض سے آیا انہوں نے وہ کام کر دیا، چنانچہ وہ شخص شکر یہ ادا کرنے کی غرض سے دوبارہ آیا تو حسن بن سہل نے فرمایا: تم کس چیز کا شکر یہ ادا کر رہے ہو جس طرح مال کی زکوٰۃ ہوتی ہے اسی طرح جاہ و منصب کی بھی زکوٰۃ ہوتی ہے“ (جو ہم نے آپ کا کام کرنے کی صورت میں ادا کر دی)

یہاں پر ایک فرق کی وضاحت کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنے کسی معاملے کی تکمیل کے لئے کسی شخص کی خدمات حاصل کرنا تاکہ وہ ان کے کیس کی پیروی وغیرہ کرتا رہے، اسے اجرت دینا جائز ہے، بشرطیکہ اسکے ساتھ سارا معاملہ شریعت کی عائد کردہ شرائط کی روشنی میں طے ہو، جبکہ کسی شخص کے جاہ و منصب یا وساطت کی بنیاد پر سفارش حاصل کرنے پر اسے مال دینا حرام ہے۔

## استيفاء العمل من الاجير وعدم ايفائه أجره

(ملازم سے کام تو پورا لینا مگر اس کی اجرت پوری ادا نہ کرنا)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ملازم کو اس کا حق جلد از جلد ادا کرنیکی ترغیب دی ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرْقُهُ] <sup>۱</sup>

ترجمہ: (مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے قبل اس کی اجرت ادا کر دو)

ہمارے مسلم معاشرے میں جو انواع و اقسام کے ظلم رائج ہیں ان میں ملازمین اور مزدوروں کے حقوق کی عدم ادائیگی بھی شامل ہے۔ جسکی بہت سے صورتیں ہیں:

<sup>۱</sup> ابن ماجہ ۸۱۷/۲ صحیح الجامع ۱۴۹۳ (اس روایت میں کچھ ضعف ہے)۔

(۱) ایک یہ کہ مالک اپنے ملازم کے حق کا کلیۃً انکار کر دے، کیونکہ ملازم کے پاس اپنے حق کا کوئی ثبوت نہیں ہوتا۔ اس ملازم کا حق اگرچہ دنیا میں ضائع ہو جاتا ہے، لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں ہرگز ضائع نہ ہوگا۔ اس روز اپنے مزدور کا حق کھانے والا ظالم جب اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیاں اس مظلوم کو عطا فرما دے گا اور اگر نیکیاں ختم ہو گئیں تو مظلوم کے گناہ اس کے سر پہ تھوپ کر اسے جہنم میں ڈال دیا جائیگا۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ ملازم کے حق کا کلیۃً تو انکار نہ کرے لیکن اس میں کمی کر دے اور پورے حق کی ادائیگی سے بلا وجہ گریز کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[وَيْلٌ لِّلْمُظْطَفِّينَ ۝۱۰۷]

ترجمہ: (بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی)

آجکل کے مالکوں کے مذموم رویے اسکی مثال بن سکتے ہیں، چنانچہ وہ کسی علاقے سے مزدوروں کی کھیپ منگواتے ہیں اور اچھی تنخواہ پر ان کے ساتھ ایگریمنٹ کر لیتے ہیں، جب مزدور وہاں پہنچ کا کام شروع کر دیتے ہیں تو پرانا ایگریمنٹ تبدیل کر کے کم تنخواہ پر نیا ایگریمنٹ تیار کر لیتے ہیں، نتیجتاً ان بچاروں کو مجبوراً اسی تنخواہ پر گزارہ کرنا پڑتا ہے، اپنا حق ثابت کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی حیلہ نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں شکوہ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔

اگر یہ ظالم مالک مسلمان ہو، اور ملازم کافر ہو تو معاملہ کی سنگینی اور بڑھ جائیگی کیونکہ اس مسلمان مالک کے حق مارنے کے ظالمانہ عمل سے وہ کافر ملازم اسلام سے متنفر ہوگا۔ چنانچہ اس کا یہ کردار اللہ تعالیٰ کے دین کے راستہ میں رکاوٹ ڈالنا متصور ہوگا، اور انجام کار یہ کہ وہ مالک اپنے ملازم کا گناہ بھی اپنے سر لے کر لوٹے گا۔

۱۰۷ سورہ مطففین: ۱۰۷۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ مالک اپنے ملازم سے اضافی کام بھی لیتا ہے یا ڈیوٹی کے طے شدہ دورانیہ کو بڑھا دیتا ہے لیکن اسے پرانی طے شدہ تنخواہ پر ہی ٹر خا دیتا ہے، اور اسکے اوور ٹائم کی اضافی اجرت ادا نہیں کرتا۔

(۴) ظلم کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مالک ملازموں کو وقت پر تنخواہ ادا نہیں کرتا، بلکہ تاخیری حربے استعمال کرتا رہتا ہے اور بڑے اصرار، شکووں شکایتوں اور بعض اوقات عدالتی چارہ جوئی کے بعد حقوق کی ادائیگی کرتا ہے۔ بعض اوقات اس تاخیری عمل میں مالک کی یہ غرض پنہاں ہوتی ہے کہ ملازم بالآخر تھک ہار کر اپنا حق چھوڑ دے اور تنخواہ کے مطالبہ سے دست بردار ہو جائے یا یہ غرض بھی ہو سکتی ہے کہ وہ ملازمین کی تنخواہوں سے ذاتی فائدہ حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ چند دن بنک میں وہ پیسہ رکھوا کر اس پر سود وصول کرتا رہتا ہے، ادھر بے چارے ملازم کی حالت یہ ہے کہ وہ ایک دن کی روٹی کو ترستا ہے اور اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کے جن کی خاطر وہ وطن سے بے وطن ہو ان کو نان و نفقہ بھینچنے کی کوئی سکت اور سبیل نہیں پاتا۔

ایسے ظالموں کی بربادی کیلئے دردناک عذاب ہے، چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاءَ حُرًّا وَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ] <sup>۱</sup>

ترجمہ (تین آدمیوں کا قیامت کے دن میں مد مقابل ہوں گا، (یعنی میرا ان سے بصورت جنگ مقابلہ ہوگا) (۱) ایک وہ جسے میرے نام سے کچھ دیا گیا اور وہ دھوکا کر گیا۔ (۲) دوسرا وہ جس نے کسی آزاد آدمی کو (غلام ظاہر کر کے) بیچ دیا اور اسکی قیمت کھا گیا۔ (۳) تیسرا وہ جس نے

اجرت پر کوئی مزدور رکھا اس سے کام تو پورا کروالیا مگر اسکی مزدوری ادا نہیں کی۔)

## عدم العدل في العطية بين الاولاد (اولاد کے ساتھ برابری کا برتاؤ نہ کرنا)

بعض لوگ اولاد کے معاملے میں انصاف کا پہلو ملحوظ نہیں رکھ پاتے، چنانچہ اپنے کسی بیٹے کو تحائف و عطیات کی صورت میں زیادہ ہی نواز دیتے ہیں اور کسی کو یکسر محروم رکھتے ہیں۔ راجح قول کے مطابق یہ کام حرام ہے..... ہاں اگر کسی بیٹے کو الگ سے دینے کا کوئی شرعی عذر ہو تو جائز ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ کسی بیٹے کو ایسی جائز ضرورتیں پیش آجائیں جو دیگر اولاد کو نہیں ہیں یا مثلاً بیماری یا قرض یا اس بیٹے کے قرآن حفظ کرنے پر اسے خصوصی انعام دینا یا کسی بیٹے کے پاس کاروبار یا ملازمت نہیں ہے یا اس کا کنبہ دسروں سے بڑا ہے یا وہ بیٹا دین کا عالم یا طالب علم ہے اور دعوت دین کی مصروفیت کی وجہ سے کام کاج سے فارغ ہے وغیرہ۔

تو ان صورتوں میں باپ اپنے اس بیٹے کو دوسروں کی بہ نسبت زیادہ دے سکتا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ دیتے ہوئے یہ نیت کر لے کہ اگر یہ سبب کسی اور بیٹے کو لاحق ہوگا تو اسے بھی اسی طرح دے گا۔

اس میں عمومی دلیل تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

[إِعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ] ۱

ترجمہ: (عدل کیا کرو جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو) اور خصوصی دلیل نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: وہ فرماتے ہیں کہ ان کے والد

ان کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

[إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَكَلَّ وَلَدِكَ نَحْلَتَهُ مِثْلَهُ؟ فَقَالَ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَارْجِعْهُ<sup>۱</sup> وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ قَالَ فَرَجَعَهُ فَرَدًّا عَطِيَّتَهُ<sup>۲</sup>]

ترجمہ: (کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام بطور تحفہ دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو اس جیسا تحفہ دیا ہے؟ اس نے کہا نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تحفہ واپس لے لو۔ نیز فرمایا: اللہ سے ڈر جاؤ اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو۔

چنانچہ وہ فوراً لوٹے اور وہ عطیہ واپس لے لیا)

ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بھی مروی ہیں:

[فَلَا تُشْهِدُنِي إِذَا فَايَنِّي لِأَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ<sup>۳</sup>]

ترجمہ: ایک بیٹے کو تحفہ دے کر باقیوں کو محروم کر کے (مجھے گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔

”امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ بیٹوں اور بیٹیوں کو میراث کے اصول کے مطابق یعنی ہر بیٹے کو بیٹیوں کے برابر اور اور ہر بیٹی کو بیٹے سے آدھا عطیہ کر سکتا ہے۔“

آج بعض خاندانوں کی المناک صورتحال سامنے آئی ہے، چنانچہ کچھ باپ جو اللہ کے خوف سے عاری ہوتے ہیں، اپنے بعض بیٹوں کو عطیات و تحائف کی صورت میں کچھ زیادہ نوازنے کی

۱ بخاری مع الفتح ۲۱۱/۵۔

۲ بخاری مع الفتح ۲۱۱/۵۔

۳ صحیح مسلم ۱۲۳۳/۳۔

۴ مسائل الامام احمد لابن داؤد ۲۰۴۔

کوشش کرتے ہیں، جس سے اولاد کے سینوں میں آپس میں کدورتوں، عداوتوں اور نفرتوں کے بیج جنم لیتے ہیں، جو بڑے بھیانک نتائج پر منتج ہوتے ہیں۔

بعض اوقات ایک باپ اپنے کسی بیٹے کو اس لئے زیادہ نوازتا ہے کہ اس کے اندر اپنے چچوں کی شباهت پائی جاتی ہے اور دوسرے کو اس لئے محروم رکھتا ہے کہ اس میں ماموں کی شباهت جھلکتی ہے۔ کچھ لوگ ایک بیوی کی اولاد پر زیادہ مہربان ہوتے ہیں، جبکہ دوسری بیوی کی اولاد پر توجہ نہیں دیتے، جسکی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایک بیوی کے بچوں کو اعلیٰ اور اسپیشل اسکولوں میں داخلہ دلا یا جاتا ہے اور دوسری بیوی کے بچوں کو عام اور سستے اسکولوں میں۔

ان نا انصافیوں کی باپ کو بڑی بھیانک سزا بھگتنی پڑتی ہے، کیونکہ محرومیوں کی شکار اولاد اکثر بیشتر باپ کی نافرمان نکلتی ہے اور اس کی پریشانیوں میں اضافہ کا موجب بن جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے کہ جس نے عطیہ کے حوالہ سے اپنی اولاد کے درمیان فرق کیا تھا فرمایا تھا:

[أَلَيْسَ يَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً] ۱

ترجمہ: کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تمہاری ساری اولاد تمہارے ساتھ حسن سلوک میں

برابری کرے۔

## سؤال المال من غير حاجة

(بلا ضرورت لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا)

[عَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ

۱۔ منہاج ۲۶۹/۳ صحیح مسلم ۱۶۲۳۔

سَأَلَ وَعِنْدَهُ مَا يُغْنِيهِ فَإِنَّمَا يَسْتَكْثِرُ مِنْ جَمْرِ جَهَنَّمَ ، قَالُوا وَمَا الْغِنَى الَّذِي لَا تَتَّبِعِي مَعَهُ الْمَسْأَلَةُ؟ قَالَ قَدْرُ مَا يُغَدِّيهِ وَيُعَشِّيهِ<sup>ك</sup>

ترجمہ: (جو شخص غنی ہونے کے باوجود ہاتھ پھیلائے وہ جہنم کے انکارے جمع کر رہا ہے، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غناء کی حد کیا ہے، جس کے ہوتے ہوئے آدمی ہاتھ نہیں پھیلا سکتا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اتنا کچھ کہ جو اس کے دوپہر اور شام کے کھانے کیلئے کافی ہو)

[وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ ص قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ جَائِيًا مَا لِقِيَامَةِ خُدُوشًا أَوْ كُدُوشًا فِي وَجْهِهِ<sup>ك</sup>

ترجمہ: [عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص غناء کے باوجود سوال کرے وہ قیامت کے دن اس طرح آئیگا کہ اس کا چہرہ گوشت سے خالی یعنی ہڈیوں کا پنجرہ ہوگا۔]

بعض پیشہ ور بھکاری اور چندوں کے حریص مساجد میں لوگوں کے سامنے آہ و بکاء کرتے دکھائی دیتے ہیں، جن کی چیخ و پکار سے نمازیوں کی تسبیحات میں خلل واقع ہوتا ہے، کچھ بھکاری تو جھوٹ بولنے اور جھوٹی کہانیاں گھڑنے سے بھی دریغ نہیں کرتے، بعض کے پاس تو جعلی اور بوگس کاغذات بھی ہوتے ہیں، بعض پیشہ ور تو اپنے خاندانوں کے مختلف افراد کو مختلف مساجد میں بانٹتے ہیں پھر وہاں سے انہیں جمع کر کے دوسری مساجد میں پہنچا دیتے ہیں، اسی طرح مساجد بدل بدل کر بھیک مانگتے رہتے ہیں یوں وہ اتنا مال جمع کر لیتے ہیں کہ اسکی صحیح مقدار اللہ ہی کے علم میں ہوتی

ک ابوداؤد ۲۸۱/۲ صحیح الجامع ۶۲۸۰۔

ح مسند احمد ۳۸۸/۱ صحیح الجامع ۶۲۵۵۔

ہے، ایسے لوگ جب مرتے ہیں تو ان کے بے تحاشہ ترکہ کی خبریں ظاہر ہوتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کچھ حقیقی محتاج اور ضرورت مند بھی ہیں جو خودداری کی وجہ سے ہاتھ پھیلانے اور چمٹ چمٹ کر سوال کرنے سے گریز کرتے ہیں، لوگ انہیں مالدار سمجھتے رہتے ہیں نتیجہ یہ کہ ان کے فقر کو کوئی محسوس ہی نہیں کرتا کہ ان پر کچھ صدقہ ہی کر دے۔

### الاستدانة بدین لایرید و فاءہ

(لوگوں سے ادا نہ کرنے کی نیت و ارادے سے قرض لینا)

اللہ تعالیٰ کے ہاں حقوق العباد کا معاملہ نہایت ہیبت ناک ہے ایک شخص سے اگر اللہ تعالیٰ کے کسی حق میں کوتاہی ہو جائے تو وہ توبہ کے ذریعے چھوٹ سکتا ہے، لیکن حقوق العباد کا معاملہ ایسا ہے کہ انہیں قیامت سے پہلے پہلے ادا کئے بغیر چھٹکارے کی کوئی سبیل نہیں اور اگر قیامت سے قبل ادا نہ کریگا تو قیامت کے دن ادائیگی درہم و دینار سے نہیں ہوگی، بلکہ نیکیوں اور بدیوں کے تبادلے سے ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا] ۱

ترجمہ: (بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں واپس لوٹاؤ) ہمارے معاشرے میں پھیلی خرابیوں میں سے ایک خرابی قرض کے سلسلہ میں مجرمانہ غفلت و تساہل برتنے کی صورت میں موجود ہے، بعض لوگ قرض اس لئے نہیں لیتے کہ انہیں کوئی شدید ضرورت درپیش آگئی ہے، بلکہ محض اپنے مال میں اضافے یا دوسروں کے دیکھا دیکھی اپنی گاڑی



یا فرنیچر یا دیگر سامانِ تعیش جس کے لئے کوئی بقا نہیں، بلکہ بہر حال فنا ہی اس کا انجام ہے، کی خریداری کے شوق سے قرضہ اٹھالیتے ہیں، اس قماش کے لوگ اکثر و بیشتر ایسے سینٹروں میں جاتے ہیں، جہاں قسطوں پر سامان فروخت ہوتا ہے، اور ایسے سودے کر آتے ہیں جس کی بہت سی صورتیں حرام یا شبہ حرام سے خالی نہیں ہوتیں۔ قرض مانگتے رہنے کا یہ معاملہ بندے کو اس معاملے پر لاکھڑا کرتا ہے کہ وہ ادائیگی کے سلسلہ میں قرض خواہوں سے ٹال مٹول کا سلسلہ شروع کر دیتا ہے اور نوبت بالآخر ان کے اموال کے تلف و ضیاع تک جا پہنچتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض کے ہیبتناک انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا ہے:

[مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَائَهَا أَدَّى اللَّهُ عَنْهُ، وَمَنْ أَخَذَ يُرِيدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللَّهُ] ۱

ترجمہ: (جو شخص لوگوں سے بطور قرض مال لے اور وہ ادا کر نیکی نیت رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ادائیگی کی توفیق دے دیتا ہے، اور جو شخص لوگوں کا مال ہضم کرنے کی نیت سے قرض لے، اللہ تعالیٰ اسے برباد کر دیگا)

لوگ قرض کے معاملے میں تساہل برتتے ہیں اور اسے بہت معمولی تصور کرتے ہیں، حالانکہ قرض کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت شدید اور ہیبت ناک ہے، شہید باوجودیکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت سی خصوصی عنایات، ثواب عظیم اور بلند مرتبے کا مستحق قرار پاتا ہے، مگر قرض کی بھیانک مار سے وہ بھی نہیں بچ سکے گا۔ اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

[سُبْحَانَ اللَّهِ مَاذَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ فَمَا لَذَيْنِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ أُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ، ثُمَّ أُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ

۱ بخاری مع الفتح ۵/۵۴۔

مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ دَيْنُهُ [۱]

ترجمہ: (سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے قرض کے بارہ میں کتنا سخت حکم نازل فرمایا ہے، مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر ایک شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائے پھر زندہ کر دیا جائے پھر شہید ہو جائے پھر زندہ کر دیا جائے اور اس پر قرض ہو تو وہ اس وقت تک جنت میں نہیں جاسکے گا جب تک اس کا قرض نہ ادا کر دیا جائے)

یہ حدیث سننے کے بعد بھی قرض کی ادائیگی میں سستی برتنے والے کیا اپنی جہالت سے باز آئیں گے یا نہیں؟

## اکل الحرام

(حرام کھانا)

جو شخص اللہ رب العزت کے خوف سے عاری ہوتا ہے، اسے مال کے سلسلہ میں کوئی پروا نہیں ہوتی کہ کہاں سے آرہا ہے، اور کہاں خرچ ہو رہا ہے، اس کا مقصد تو بینک بیلنس میں اضافہ کرنا ہے، خواہ وہ صریحاً حرام مال کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو! خواہ چوری کا ہو یا رشوت کا ہو یا غصب کا ہو یا جھوٹی بوگس دستاویز تیار کرنے کے ذریعہ ہو یا کسی حرام سودے کے ذریعہ آیا ہو یا سود کا ہو یا یتیم کے حق پر ڈاکہ کی صورت میں ہو یا کسی حرام کام پر اجرت کی صورت میں ہو، مثلاً: کہانت کی اجرت یا زنا کی اجرت یا گانا گانے کی اجرت وغیرہ یا وہ مال مسلمانوں کے بیت المال یا پبلک کی امانتوں پر شب خون مارنے سے حاصل ہو، خواہ وہ لوگوں کو تنگ کر کے ان کا مال ہتھیالے، یا بلا ضرورت لوگوں سے بھیک مانگ کر مال کے ڈھیر لگائے (اس کے علاوہ

۱۔ النسائی فی المجتبیٰ ۷ / ۳۱۳ صحیح الجامع ۵۹۴۔

اور بہت سی صورتیں ہیں) پھر خواہ اس مال کو کھائے یا پہنے یا سواری خرید لے، یا گھر بنا لے یا گھر کرائے پر لے لے، اور اسے فرنیچر وغیرہ سے آراستہ کر لے۔ (سب کی حرمت و شاعت برابر ہے)

حرام مال اگر پیٹ میں داخل ہو تو رسول اللہ کا اس کی بابت ارشاد مبارک ہے:

[كُلُّ لَحْمٍ نَبَتٍ مِنْ سُحْتٍ فَالْتَّارُ اَوْلٰى بِہٖ] <sup>۱</sup>

ترجمہ: (جو گوشت حرام سے بنتا ہے، جہنم کی آگ اسکی حقدار ہے)

قیامت کے دن بندے کے مال کے حوالہ سے ایک سوال تو یہ ہوگا کہ یہ مال کہاں سے کمایا؟ اور دوسرا سوال یہ ہوگا کہ کہاں خرچ کیا؟ پھر لا متناہی ہلاکت اور خسارے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

لہذا اگر کسی شخص کے پاس حرام مال ہے تو وہ اس سے چھٹکارا حاصل کرنے میں جلدی کرے۔ اور اگر وہ مال کسی بندے کا حق ہے تو اسے لوٹانے میں جلدی کرے اور اس سے معافی طلب کر کے اپنے دامن کو بچالے، قبل اسکے وہ دن آجائے جس دن آدائیگی درہم و دینار سے نہیں ہوگی، بلکہ نیکیوں اور گناہوں کے تبادلے کے ذریعہ ہوگی۔

## شرب الخمر ولو قطرة واحدة

شراب نوشی خواہ ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلٍ

ک طبرانی کبیر ۱۹/۱۳۶ صحیح الجامع ۴۴۹۵۔

الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ [۱]

ترجمہ: (اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانے کے تیر، یہ سب گندی باتیں ہیں، شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو، تاکہ تم فلاح یاب ہو۔)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جوا، شراب سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے یہ اسکے حرام ہونے کی سب سے قوی دلیل ہے، بلکہ یہاں شراب کو ”الأنصاب“ کے ساتھ جوڑا گیا ہے جو سب کفار کے بت اور معبود ہیں (اس سے شراب کی حرمت مزید مؤکد ہو گئی) لہذا شراب کو حرام نہ ماننے والوں کی یہ دلیل تارِ عنکبوت ہو گئی، کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام نہیں کہا، بلکہ صرف بچنے کا حکم دیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں شراب پینے والے کے لئے شدید ترین وعید وارد ہوئی ہے:

[ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعاً : إِبْرَءِ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَهْدًا لِمَنْ شَرِبَ الْمُسْكِرَ  
أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخُبَالِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا طِينَةُ الْخُبَالِ؟ قَالَ:  
عَرْفُ أَهْلِ النَّارِ أَوْ عَصَاةُ أَهْلِ النَّارِ ]<sup>۱</sup>

ترجمہ: (جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نشہ آور چیز پینے والوں کے لئے اپنے اوپر یہ عہد کر رکھا ہے کہ انہیں طینۃ الخبال میں سے ضرور پلائے گا، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طینۃ الخبال کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنمیوں کا پسینہ یا انکی گندگیوں کا نچوڑ۔)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۱ سورۃ مائدہ: ۹۰۔

۲ صحیح مسلم ۳/۱۵۸۷۔

[مَنْ مَاتَ مُدًّا مِنْ خَمْرٍ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ كَعَابِدٍ وَثْنٍ] <sup>۱</sup>

ترجمہ: شراب کا عادی شخص جب مرے گا تو اللہ تعالیٰ کو اس طرح ملے گا جیسے بت کی پوجا کر

نے والا۔

آج ہمارے اس دور میں انواع و اقسام کی شرابیں اور نشہ آور چیزیں مختلف عربی و عجمی ناموں کے ساتھ رائج ہیں، جیسے: بئر، الجعہ، الکحل، العرق، فودکا، شمپین وغیرہ وغیرہ۔ اس وقت میں لوگوں کی وہ قسم بھی پیدا ہو چکی ہے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ پیش گوئی فرمائی تھی:

[لَيُشْرَبَنَّ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسْمُونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا] <sup>۲</sup>

ترجمہ: (میری امت کے کچھ لوگ شراب کا نام تبدیل کر کے اسے پیئیں گے)

(یہ پیش گوئی کس طرح حرف بہ حرف پوری ہوئی) چنانچہ لوگ اسے شراب کی بجائے

راحتِ جان و تسکینِ روح والے مشروب قرار دیکر پی رہے ہیں، یہ کتنا بڑا دھوکہ ہے۔

[يُخْلِِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ] <sup>۳</sup>

ترجمہ: (وہ اللہ کو اور ایمان والوں کو دھوکا دیتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکہ

دے رہے ہیں مگر نہیں سمجھتے)

شریعت نے یہاں ایک عظیم ضابطہ بیان فرمایا ہے، جو شراب پینے والوں کی اس حجت کی

پوری طرح تفتنید کرتا ہے، اور نام تبدیل کر کے دھوکہ دینے والوں کے اس فتنہ کی جو کہ شریعت

<sup>۱</sup> طبرانی ۴۵/۱۲ صحیح الجامع ۶۵۲۵۔

<sup>۲</sup> مسند احمد ۳۴۲/۵ صحیح الجامع ۵۴۵۳۔

<sup>۳</sup> سورہ بقرہ: ۹۔

کے ساتھ کھیل اور مذاق کے سوا کچھ نہیں، پوری طرح جڑیں بھی کاٹ رہا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

[كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ] ۱

ترجمہ: (ہر نشہ آور چیز خمر یعنی شراب ہی ہے، اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے)

لہذا ہر وہ چیز جو عقل میں فتور و نشہ پیدا کر دے وہ شراب ہے اور حرام ہے، خواہ اس چیز کی

تھوڑی مقدار نشہ آور ہو یا بہت بڑی مقدار نشہ کا باعث بنے ۲ اگرچہ نام متعدد و مختلف ہیں، لیکن یہ

سارے ایک ہی چیز کے نام ہیں، جس کا حکم معلوم ہے (یعنی حرام ہیں) آخر میں شراب نوشی کرنے

والوں کیلئے رسول اللہ ﷺ کی ایک نصیحت تحریر کی جاتی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ وَسَكَرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، وَإِنْ مَاتَ

دَخَلَ النَّارَ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ، وَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكَرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ

صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ،

وَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكَرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ

النَّارَ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ، وَإِنْ عَادَ كَانَتْ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُسْقِيَهُ

مِنْ رَدْعَةِ الْخُبَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا رَدْعَةُ الْخُبَالِ؟ قَالَ:

عَصَاةُ أَهْلِ النَّارِ] ۳

ترجمہ: (جس شخص نے شراب پی اور نشہ میں مست ہو گیا پس چالیس دن تک اس کی نماز

قبول نہیں کی جائیگی اور اس حال میں مر گیا تو جہنم میں داخل ہو جائیگا اور اگر توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ

۱ صحیح مسلم ۳/۱۵۸۷۔

۲ یہ سنن ابی داؤد کی ایک حدیث کا مفہوم ہے ۳۶۸۱۔ (صحیح ابی داؤد ۳۱۲۸)۔

۳ ابن ماجہ ۳۳۷۷ صحیح الجامع ۶۳۱۳۔

معاف فرمادے گا، اگر دوبارہ شراب پی، اور بتلائے نشہ ہو گیا تو اللہ رب العزت اسکی مزید چالیس دن تک کوئی نماز قبول نہیں فرمائے گا، اگر یوں ہی مر گیا تو واصل جہنم ہو جائیگا اور اگر توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا، اگر پھر شراب پی لی تو اللہ تعالیٰ مزید چالیس دن تک اسکی کوئی نماز قبول نہیں فرمائے گا، اگر اسی طرح مر گیا، تو جہنم میں جائیگا، اور اگر توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا، اگر پھر شراب پی لی تو پھر اللہ رب العزت کا حق ہوگا کہ اسے قیامت کے دن رذتہ الخبال میں سے پلائے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ: رذتہ الخبال کیا ہے؟ فرمایا: اہل جہنم کی گندگیوں کا نچوڑ اور پسینہ وغیرہ)

حضرات! جب شراب پینے والوں کا اتنا بھیانک انجام ہے تو مخدرات (نشہ آور اشیاء) استعمال کرنے والوں اور اس پر ہمیشگی کرنے والوں کا کیا حال ہوگا، جبکہ مخدرات کا معاملہ شراب سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

## استعمال آنية الذهب والفضة والاكل والشرب فيها

(سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنا اور ان میں کھانا)

آج گھریلو برتنوں کی شاید ہی کوئی دوکان ہو جس میں سونے اور چاندی کے برتن نہ ہوں، یا کم از کم ایسے برتن نہ ہوں جن پر سونے اور چاندی کا پانی چڑھا ہو۔

اسی طرح مالدار لوگوں کے گھروں اور بعض اونچے ہوٹلوں میں بھی اس قسم کے برتن موجود ہوتے ہیں، بلکہ اس قسم کے برتن ایک دوسرے کو مختلف تقریبات و مناسبات میں بطور قیمتی تحفہ پیش کرنے کا رواج بھی بڑھتا جا رہا ہے، بعض لوگ اگرچہ اپنے گھروں میں اس قسم کے برتن نہیں رکھتے لیکن دوسرے کے گھروں میں دعوتوں میں اس قسم کے برتن استعمال کر لیتے ہیں۔

شریعتِ مطہرہ میں یہ سب کچھ قطعی حرام ہے اور نبی پاک ﷺ سے ان برتنوں کے استعمال کے حوالے سے شدید ترین وعید وارد ہوئی ہے، چنانچہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[إِنَّ الَّذِي يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ فِي آيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ إِنَّمَا يُجْرُجُرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ] <sup>ل</sup>

ترجمہ (جو شخص چاندی یا سونے کے برتن میں کھاتا یا پیتا ہے، وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ کے گھونٹ بھر رہا ہے)

یہ حکم کھانے کے ہر قسم کے برتن کو شامل ہے، خواہ وہ پلیٹوں کی صورت میں ہوں یا کانٹوں، چمچوں اور چھریوں کی صورت میں، خواہ مہمانوں کو ضیافت پیش کرنے کے برتن ہوں یا وہ ڈبے جن میں شادی بیاہ کے موقع پر مٹھائیاں پیک کر کے دی جاتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم سونے کے برتن استعمال نہیں کرتے، البتہ شوکیس میں شوپیس کے طور پر سجا کر رکھ دیتے ہیں۔ لیکن کسی بھی موقع پر ان کے استعمال کے امکان کے کلی سدباب کی خاطر یہ بھی جائز نہیں ہے، (اور پھر شوپیس میں سجا کر رکھنا بھی تو ایک استعمال ہے۔)

## شہادۃ الزور

(جھوٹی گواہی)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۗ حُنْفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ

ل ابن ماجہ ۳۳۷۷ صحیح الجامع ۶۳۱۳۔



۱۱۹

ترجمہ: پس تمہیں بتوں کی گندگی سے بچتے رہنا چاہئے اور جھوٹی بات سے بھی پرہیز کرنا چاہئے، اللہ کی توحید کو مانتے ہوئے اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے)

[ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ: قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ أَلَا أَنْبِيَكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ "ثَلَاثًا" أَلَا شِرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَكِنًا فَقَالَ: أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ، قَالَ فَمَا زَالَ يُكْرِرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ ]

ترجمہ: (عبدالرحمن بن ابوبکرہ رضی اللہ عنہما اپنے والد ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں سب سے بڑے گناہوں کی خبر دوں؟ (یہ بات آپ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمائی) پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ نبی ﷺ ٹیک لگا کر تشریف فرماتے تھے، پھر ایک دم اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: خبردار! اور جھوٹ کہنا (بھی سب سے بڑے گناہوں میں شامل ہے) یہ جملہ آپ ﷺ بار بار دہراتے رہے، حتیٰ کہ ہم نے کہا کاش آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔)

اس حدیث پر غور کیجئے، نبی ﷺ نے جھوٹی گواہی کا بار بار ذکر فرمایا، اسکی ہیبت و خطورت سے کس قدر ڈرایا بار بار ڈرانے کی وجہ یہ ہے کہ لوگ اس تعلق سے تساہل و غفلت کا شکار ہیں، نیز لوگوں کی آپس میں قائم عداوتوں اور کینوں کی وجہ سے جھوٹی گواہی کے اسباب و مواقع بہت سامنے آتے ہیں، اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جھوٹی گواہی پر بہت سی خرابیاں مرتب ہوتی

۱ سورہ حج: ۳۰، ۳۱۔

۲ صحیح مسلم ۳/۱۶۳۳۔

ہیں، چنانچہ جھوٹی گواہی کی وجہ سے کتنوں کے حقوق ضائع ہو گئے، کتنے بے قصوروں کو محض جھوٹی گواہی کی وجہ سے ظلم و ستم کا نشانہ بننا پڑا اور اسکے برعکس کتنے لوگوں نے جھوٹی گواہی سے ایسے ایسے مفادات حاصل کر لئے جو قطعاً ان کا حق نہیں تھے، جھوٹی گواہی کی وجہ سے کتنی جھوٹی رشتہ داریاں بن جاتی ہیں؟

اسی سلسلہ میں سب سے بڑا تساہل مجرمانہ بعض لوگوں کی طرف سے عدالتوں میں دیکھا گیا ہے، جسکی تفصیل یہ ہے کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص سے کہتا ہے کہ تم میرے حق میں گواہی دے دو میں ضرورت پڑنے پر تمہارے حق میں گواہی دے دوں گا، چنانچہ وہ اجنبی شخص اسکے حق میں عدالت کے اندر اس کے کسی ایسے معاملے میں جسکی حقیقت و حالت کے بارے میں جاننا ضروری تھا، جھوٹی گواہی دے دیتا ہے، مثلاً کسی زمین یا گھر کی ملکیت کی گواہی یا کسی تزکیہ کے حوالے سے گواہی، حالانکہ وہ اسے جانتا تک نہیں بلکہ دونوں کا آنا سا منا چند لمحے قبل عدالت کی دہلیز پر ہوا ہوتا ہے۔ یہ کھلم کھلا جھوٹ اور دروغ ہے، چاہئے تو یہ کہ شہادت کی بنیاد وہ چیز ہو جو کتاب اللہ میں وارد ہوئی ہے۔

[وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلَّمْنَا] ۱

ترجمہ: (اور ہم نے وہی گواہی دی تھی جو ہم اچھی طرح جانتے تھے)

## سَمَاءُ الْمَعَازِفِ وَالْمَوْسِقِيِّ (گانے اور موسیقی سننا)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

[وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ] <sup>۱</sup>

ترجمہ: (اور بعض لوگ ایسے ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے

بہکائیں)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت میں ”لہو الحد

یث“ سے مراد گانا (سننا اور بجانا) ہے۔ <sup>۲</sup>

ابوعامر اور ابوما لک الاشعری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا:

[لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحَرَّ وَالْحَرِيرَ وَالْحُمْرَ وَالْمَعَازِفَ

---] <sup>۳</sup>

ترجمہ: میری امت میں کچھ قومیں پیدا ہوں گی جو ریشم، شراب اور موسیقی کو اپنے لئے حلال

سمجھیں گی۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[لَيَكُونَنَّ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَقَذْفٌ وَمَسْحٌ وَذَلِكُ إِذَا شَرِبُوا الْخُمُورَ

<sup>۱</sup> سورہ لقمان: ۶۔

<sup>۲</sup> بخاری مع الفتح ۲۶۱/۵۔

<sup>۳</sup> بخاری مع الفتح ۵۱/۱۰۔

وَ اتَّخَذُوا الْقِيُنَاتِ وَصَرَبُوا بِالْمَعَارِفِ [۱]

ترجمہ: [میری امت میں خسف (یعنی زمین کے اندر دھنسائے جانے)، قذف (یعنی پتھر برسائے جانے) اور مسخ (یعنی شکل بگاڑے جانے) کا عذاب ہوگا اور یہ سارے عذاب اس وقت ہوں گے جب لوگ شراب پیئیں گے، گلوکاراؤں سے گانے سنیں گے، اور آلات موسیقی بجائیں گے]

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الکوبہ (طبلیہ) سے بھی منع کیا جبکہ باجے کی آواز کو احمق اور گناہ گار آواز قرار دیا۔

علماء متقدمین مثلاً: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ آلات موسیقی مثلاً: سارنگی، طنبور یعنی ستار، بانسری، باجہ، جانچھ یعنی طبل وغیرہ کے صراحتاً حرام ہونے کے قائل تھے۔

اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آلات موسیقی سے منع فرمایا ہے، موسیقی کے نئے آلات مثلاً: سارنگی، تاروالا باجہ، اورج، پیانو، گٹار وغیرہ کو بھی شامل ہے، بلکہ پرانے آلات موسیقی جن کی بعض احادیث میں حرمت وارد ہوئی ہے سے جدید آلات موسیقی نشہ اور ترنگ پیدا کرنے میں ان سے کہیں زیادہ ہیں۔ بلکہ بعض اہل علم جیسے حافظ ابن القیم وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ موسیقی کا نشہ شراب کے نشے سے کہیں زیادہ ہے۔

اور بلاشبہ آلات موسیقی کے بجانے کے ساتھ اگر گلوکاراؤں اور مغنیات کی آوازیں بھی شامل ہو جائیں تو اس جرم اور گناہ کی ہیبت و حرمت مزید سخت اور شدید ہو جائیگی اور اگر گانوں کے بول عشق و محبت اور عورتوں کے حسن و جمال کے ذکر پر مبنی ہوں تو موسیقی کی مصیبت و ہولناکی میں کئی گنا اضافہ ہو جائیگا، اس لئے علماء کرام نے گانے کو زنا کا ڈاکا قرار دیا ہے، نیز یہ بتایا ہے

۱۔ سلسلۃ الصحیحۃ ۲۲۰۳ ترمذی ۲۲۱۲۔

کہ گانا دل کے اندر نفاق پیدا کرتا ہے۔

ہمارے اس دور میں موسیقی کا فتنہ مزید پھیلتا جا رہا ہے، اور وہ اس طرح کہ بہت سی چیزوں میں موسیقی داخل کر دی گئی ہے، مثلاً: گھڑیاں، گھنٹیاں (Door bell)، بچوں کے کھلونے، کمپیوٹر اور بعض ٹیلی فون سیٹ وغیرہ، اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ موسیقی سے مکمل کنارہ کشی اختیار کرنے کے لئے بڑی عزیمت کی ضرورت ہے۔ (واللہ المستعان)

## الغیبة

(غیبت)

آج مسلمانوں کی غیبت کرنا اور ان کی عزتوں کے درپے ہونا ہماری اکثر و بیشتر مجالس کی سویٹ ڈش بن چکی ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے غیبت سے منع کیا ہے اور اپنے بندوں کو غیبت سے متنفر کیا ہے، جسکی صورت یہ ہے کہ غیبت کی انتہائی مکروہ اور ناپسندیدہ مثال بیان فرمائی جس سے واقعہ دل میں تکرر و کراہیت پیدا ہوتی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[أُولَٰئِكَ يَخْتَبُ بَعْضُهُمْ أَعْيُنًا بِأَعْيُنٍ مَا كُنَّا يَكْفُرُ بِاللَّهِ] [۱]

ترجمہ: (اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئیگی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کا معنی یوں بیان فرمایا:

[أَتَدْرُونَ مَا الْغَيْبَةُ؟ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَتْ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قَالَ: إِنْ كَانَتْ فِيهِ مَا

تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهْتَهُ [۱]

ترجمہ: (کیا تمہیں معلوم ہے غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا ایسی چیز کے ساتھ ذکر کرنا جسے وہ ناپسند قرار دیتا ہے، غیبت ہے۔ کسی نے کہا: اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو؟ فرمایا جو عیب تم بیان کر رہے ہو اگر وہ اس کے اندر موجود ہے تو تم نے اس کی غیبت کی، اور اگر موجود نہیں تو تم نے اس پر بہتان لگایا)

تو آپ کا اپنے مسلمان بھائی کے اندر موجود کسی عیب کے ساتھ کہ جسے بیان کرنا وہ ناپسند سمجھتا ہے، کا ذکر کرنا غیبت ہے۔ وہ غیبت خواہ اسکے جسم میں ہو، یا دین میں، یا دنیا میں، یا نفس میں، یا خلق میں، یا خلقت میں ہو۔ واضح ہو کہ غیبت کی مختلف صورتیں ہیں، چنانچہ اپنے بھائی کے عیب بیان کرنا بھی غیبت ہے اور اسکے اندر موجود کسی عیب کی برسبیل مذاق اپنے فعل سے نقالی کرنا بھی غیبت کے زمرہ آتا ہے۔

لوگ غیبت کے بارہ میں بڑے تساهل اور غفلت مجرمانہ کا شکار ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسکی شاعت و قباحت انتہائی شدید ہے۔ اسکی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔

[أَلرِّبَا اِثْنَابٍ وَسَبْعُونَ بَاباً اَدْنَا هَا مِثْلُ اِثْنَابِ الرَّجُلِ اُمَّه، وَإِنْ اُرْبَى الرَّبَا اِسْتِظْلَا لُهُ الرَّجُلُ فِي عَرَضِ اَخِيهِ] [۲]

ترجمہ: (یعنی سود کے بہتر (۷۲) دروازے ہیں سب سے ادنیٰ دروازے کی مثال آدمی کا اپنی ماں سے زنا کرنا ہے، جبکہ سب سے بڑا سود آدمی کا اپنے بھائی کی عزت سے کھیلنا ہے) جس مجلس میں کسی کی غیبت ہو رہی ہو اس میں موجود ہر شخص کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس برائی

۱ صحیح مسلم ۴/۲۰۰۱۔

۲ سلسلۃ الصحیحۃ ۱۸۷۱۔

سے روکے اور اپنے اس بھائی کی عزت کا دفاع کرے جس کی غیبت کی جارہی ہو۔  
 رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس فرمان میں اس بات کی ترغیب دی ہے۔  
 [ مَنْ رَدَّ عِرْضَ أَخِيهِ رَدَّ اللَّهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ]<sup>۱</sup>  
 ترجمہ: (جو اپنے کسی بھائی کی عزت کا دفاع کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے  
 چہرے سے جہنم کی آگ دور کریگا۔)

## النَّمِيَّةُ (چغلی)

لوگوں کا بغرض فساد ایک دوسرے کی باتیں بطور چغلی بیان کرنا، ہمیشہ سے آپس کے  
 تعلقات کے ٹوٹنے اور دلوں میں بغرض و عداوت کی آگ جلانے کا سبب رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے  
 چغلی خور کی مذمت کی ہے۔

[ وَلَا تَطْعُ كُلَّ حَلَاظٍ مَّهِينٍ ]<sup>۲</sup> هَتَّازٍ مَّشَاءً بِنَمِيمٍ ]<sup>۳</sup>  
 ترجمہ: (اے محمد ﷺ! اور آپ ﷺ کسی ایسے شخص کا بھی کہانہ ماننا جو زیادہ قسمیں  
 کھانے والا بے وقوف، کمینہ، عیب گو، چغلی خور ہو)

[ عَنْ حُدَيْفَةَ مَرْفُوعًا: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ ]<sup>۴</sup>  
 ترجمہ: (حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چغلی خور جنت میں  
 داخل نہیں ہوگا)

۱۔ مسند احمد ۶/۲۵۰ صحیح الجامع ۶۲۳۸۔

۲۔ سورہ قلم: ۱۱، ۱۰۔

۳۔ بخاری مع لفتح ۱۰/۳۷۲۔

[ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال مرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِجَائِطٍ مِنْ حَيْطَانِ الْمَدِينَةِ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذُّ بَابَ فِي قُبُورِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يُعَذُّ بَابَ، وَمَا يُعَذُّ بَابَ فِي كَبِيرٍ، ثُمَّ قَالَ: بَلَى [وَفِي رَوَايَةٍ: وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ] كَانَتْ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ]<sup>ل</sup>

ترجمہ: [عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروعا مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے باغات میں سے ایک باغ کے پاس سے گزرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انسانوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بڑے گناہ پر عذاب نہیں دیا جا رہا، پھر فرمایا: کیوں نہیں، وہ گناہ فی الحقیقت کبیرہ ہی ہیں، ان میں سے ایک شخص اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا، جبکہ دوسرا چغلیں چغلیں کی چغلی کی ایک انتہائی بُری اور گھٹیا صورت یہ ہے کہ شوہر کو بیوی کے خلاف اور بیوی کو شوہر کے خلاف بھڑکایا جائے، تاکہ ان کے آپس کے تعلقات میں بگاڑ آجائے۔ اسی طرح دفتر میں ایک ملازم کی مدیر یا مسئول کے آگے شکایت کرنا تاکہ اسے نقصان پہنچایا جاسکے بھی چغلی کی بدترین صورت ہے، اور یہ سب ناجائز اور حرام ہے۔

## الاطلاع علی بیوت الناس دون اذن

لوگوں کے گھروں میں بلا اجازت جھانکنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بِيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ

<sup>ل</sup> بخاری مع الفتح ۳۱۷/۱



أَهْلِيهَا<sup>۱</sup>]

ترجمہ: (اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو! اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اجازت لئے بغیر کسی کے گھر میں داخل ہونا جائز نہیں ہے، اجازت لینا اس لئے ضروری ہے کہ بلا اجازت داخلے سے گھر والوں کی (کسی بھی طرح کی) بے پردگی کا امکان ہوتا ہے، یہی علت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں مذکور ہے۔

[إِنَّمَا جُعِلَ الْإِسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصْرِ<sup>۲</sup>

ترجمہ: (اجازت لینا نظر پڑ جانے کی وجہ سے مشروع قرار دیا گیا ہے)

آج جب کہ گھر قریب قریب بنے ہوئے ہیں، عمارتیں باہم متصل تعمیر ہیں، کھڑکیاں اور دروازے آمنے سامنے بنے ہوئے ہیں لہذا پڑوسیوں کی بے پردگی کا احتمال اور امکان کافی بڑھ جاتا ہے، بہت سے لوگ نظریں جھکا کر نہیں چلتے بلکہ اوپر کے گھروں میں رہنے والے افراد بعض اوقات قصداً و عمداً اپنے گھروں کی کھڑکیوں اور چھتوں سے نیچے کے گھروں میں جھانکتے ہیں..... یہ زبردست خیانت ہے، پڑوسیوں کی عزت کی پامالی اور بے حرمتی ہے، اور حرام تک پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے، بلکہ اس تانک جھانک کے عمل سے بہت سے فتنوں اور بربادیوں نے جنم لیا ہے۔

اس معاملے کی خطورت و شدت کا یوں اندازہ کیجئے! کہ جھانکنے والے کی آنکھ کو پھوڑنے والے کو شریعت نے بے قصور قرار دے کر معاف کر دیا ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۱ سورہ نور: ۲۷۔

۲ بخاری مع الفتح ۱۱/۲۴۔

[ مَنْ أَطْلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَفْقَهُوْا عَيْنَهُ ] وَفِي رِوَايَةٍ [ فَفَقَّهُوْا عَيْنَهُ فَلَا دِيَّةَ لَهُ وَلَا قِصَاصَ ]<sup>۱</sup>

ترجمہ: (جو شخص کسی کے گھر میں بغیر اجازت کے جھانکے تو اس گھر والوں کے لئے اس کی آنکھ پھوڑنا حلال ہو جائیگی (اور ایک روایت کے الفاظ ہیں) اس کے گھر والوں نے اگر اس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس کے لئے کوئی دیت یا قصاص نہیں ہے)

### تناجی اثنین دون الثالث اذا كانوا ثلاثة

دو آدمیوں کا آپس میں سرگوشی کرنا تیسرے شخص کو شامل کئے بغیر

یہ بھی مجلسوں کی ایک زبردست آفت ہے، اور شیطان کی اتباع کا راستہ ہے۔ اس عمل سے شیطان مسلمانوں میں تفریق کے بیج بوتا ہے، اور ان کے سینوں کو باہمی عداوتوں اور کینوں سے بھر دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث میں اس مسئلہ کا حکم اور علت دونوں مذکور ہیں

[ إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى رَجُلَانِ دُونَ الْآخِرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ مِنْ أَجْلِ أَنْ ذَلِكَ يُحْزِنُهُ ]<sup>۲</sup>

ترجمہ: (جب تم کسی مجلس میں تین افراد بیٹھے ہو تو دو آدمی تیسرے کو شامل کئے بغیر آپس میں سرگوشی نہ کریں، اس کی وجہ یہ ہے کہ تمہارا آپس میں سرگوشیاں کرنا، اسے پریشانی میں مبتلا کر دے گا، الا یہ کہ اور لوگوں کے ساتھ خلط ملط ہو جاوے)

واضح ہو کہ اگر کسی مجلس میں چار آدمی ہوں تو تین آدمیوں کا چوتھے کا چھوڑ کر آپس میں

۱۔ مسند احمد ۲/۳۸۵ صحیح الجامع ۶۰۲۲۔

۲۔ بخاری مع الفتح ۱۱/۸۳۔

سرگوشیاں کرنا اسی طرح ناجائز ہوگا۔ اسی طرح اگر دو آدمی آپس میں کسی دوسری زبان میں گفتگو کر رہے ہیں جو تیسرے کی سمجھ میں نہیں آرہی (تو یہ بھی سرگوشی کے حکم میں ہے اور ناجائز ہے) بلاشبہ دو آدمیوں کا سرگوشی کرنے کا عمل تیسرے کی تحقیر و تذلیل کا باعث ہے، نیز اسے اس وہم میں ڈالنے کا باعث بھی ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ میرے ساتھ بڑا ارادہ رکھتے ہیں، اس طرح کے اور بہت سے مفاسد ہو سکتے ہیں۔

### الاسبال فی الثیاب (ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانا)

جن گناہوں کو لوگ معمولی قرار دیتے ہیں، حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی ہیبت ناک ہیں، ان میں سے ایک گناہ اسبال ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ اپنے لباس کو اتنا لمبا رکھنا کہ وہ ٹخنوں سے نیچے آجائے۔ کچھ لوگوں کا لباس تو زمین کو چھو رہا ہوتا ہے، اور کچھ اپنے لباس کو پیچھے گھسیٹتے پھر رہے ہوتے ہیں۔

[عَنْ أَبِي ذَرِّصٍ مَرْفُوعاً "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: الْمُسْبِلُ [وَفِي رِوَايَةٍ: إِزَارُهُ] وَالْمَنَابُ [وَفِي رِوَايَةٍ: الَّذِي لَا يُعْطَى شَيْئاً إِلَّا مَنَّهُ] وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ] <sup>۱</sup>

ترجمہ: (ابو ذر غفاریس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین قسم کے انسانوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کریگا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، نہ انہیں پاک کریگا، اور ان کیلئے دردناک عذاب ہوگا، ایک وہ جو اپنا کپڑا ٹخنے سے نیچے لٹکاتا ہے، دوسرا

احسان جتلانے والا، جو کسی کو کوئی بھی چیز دے گا اس کا احسان ضرور جتلائے گا، تیسرا وہ شخص جو جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا سودا بیچتا ہے)

جو شخص کپڑا ٹخنے سے نیچے لٹکاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میرا کپڑا لٹکانا تکبر کی بناء پر نہیں ہے، وہ خواہ مخواہ اپنے نفس کی پرہیزگاری جتلا رہا ہے، اس کا یہ تزکیہ جو وہ اپنے نفس کے لئے جاری کر رہا ہے غیر مقبول ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ وعید ہر اس شخص کیلئے ہے جو کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہے، خواہ اس کی نیت میں تکبر ہو یا نہ ہو۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے بھی واضح ہو رہا ہے

[مَا تَحْتِ الْكُفَّيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ] ۱

ترجمہ: (ٹخنوں سے نیچے جو بھی لباس ہے وہ جہنم میں ہے)

ہاں اگر تکبر کی نیت سے کپڑا لٹکائے گا تو سزا مزید شدید اور ہیبتناک اور خطرناک ہو جائیگی

۔ اور یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں وارد ہے:

[مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلًا لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ] ۲

ترجمہ: (جو شخص اپنا کپڑا تکبر کی بناء پر ٹخنوں سے نیچے لٹکائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس (شخص) کی طرف نہیں دیکھے گا)

ایسے شخص کو زیادہ عذاب اس لئے ہوگا کہ اس نے دو حرام کاموں کو جمع کر لیا ہے، ایک تکبر اور دوسرا کپڑے کا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا۔ اسباب کا عمل ہر قسم کے لباس کیلئے حرام ہوگا، اس کی دلیل عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع روایت ہے:

۱۔ مسند احمد ۶/۲۵۳ صحیح الجامع ۵۵۷۱۔

۲۔ صحیح بخاری ۳۴۶۵۔

[الأسبأل فی الأزارِ وَالْقَمِیصِ وَالْعَمَامَةِ، مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خِيْلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ] ۱

ترجمہ: (یعنی اسبال، تہبند، قمیص اور پگڑی ہر لباس میں حرام ہے، جو شخص ان میں سے کوئی چیز تکبر سے ٹخنوں سے نیچے لٹکائے اللہ قیامت کے دن اس (شخص) کی طرف نہیں دیکھے گا)

عورت کیلئے ایک بالشت یا ایک ہاتھ کے بقدر اپنے لباس کو لٹکانا جائز اور مشروع ہے، تاکہ اس کے قدم پردے میں آجائیں، نیز اس احتیاط کے تحت بھی بعض اوقات ہوا سے کپڑے کے اٹھنے اور پنڈلی کے منکشف ہونے کا خدشہ پیدا ہو سکتا ہے (مگر افسوس آجکل پنڈلیاں ننگی رکھنا خواتین کا باقاعدہ فیشن بن چکا ہے) لیکن عورت کا حد سے زیادہ کپڑے کو لمبا رکھنا اور لٹکانا جائز نہیں ہے، جبکہ بعض دلہنوں کے لباس کئی کئی بالشت بلکہ کئی میٹر لمبے ہوتے ہیں اور بعض اوقات اس کے چلنے کی صورت میں اس لباس کو پیچھے سے اٹھا کر چلا جاتا ہے۔ (والعیاذ باللہ)

### تھلی الرجال بالذہب علی ای صورۃ کانت

(مردوں کا (سونے کا) زیور پہننا، کسی بھی صورت میں)

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[أَجَلٌ لِإِنَابِ أُمَّتِي الْحَرِيرُ وَالذَّهَبُ وَحُرْمٌ عَلَي ذُكُورِهَا] ۲

ترجمہ: (میری امت کی عورتوں کے لئے ریشم اور سونا حلال جبکہ مردوں پر حرام کر دیا گیا)

آج بازاروں میں سونے کی بہت سی مصنوعات دیکھنے میں آتی ہیں، جو خاص مردوں کے لئے تیار کی جاتی ہے، مثلاً: گھڑیاں، چشمے، بٹن، قلم، زنجیریں اور وہ چیز جسے گولڈ میڈل کا نام دیا

۱ ابوداؤد ۴/۳۵۳ صحیح الجامع ۲۷۷۰۔

۲ مسند احمد ۴/۳۹۳ صحیح الجامع ۲۰۷۔

جاتا ہے، یہ تمام چیزیں سونے کی مختلف کرٹیس سے تیار ہو کر مردوں کے لئے دستیاب ہوتی ہیں، اگر مکمل سونے کی نہ ہو تو ان پر پوری طرح سونے کا پانی چڑھا ہوا ہوتا ہے۔

اس سلسلہ کی ایک بدترین اور ناپسندیدہ چیز بعض انعامی مقابلوں میں مردوں کے لئے یہ اعلان ہے، ”آپکو سونے کی مردانہ گھڑی بطور انعام دی جا رہی ہے“

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

[أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى خَاتِمًا مِنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ فَتَزَعَهُ، فَطَرَحَهُ فَقَالَ: يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلَى جَمْرَةٍ مِّنْ نَّارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ؟ فَقِيلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، خُذْ خَاتِمَكَ انْتَفِعْ بِهِ قَالَ: لَا وَاللَّهِ لَا آخِذُهُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ]

ترجمہ: (رسول اللہ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ سے وہ اتاری اور پھینک دی پھر فرمایا: تم میں سے ایک شخص آگ کا انگارہ لے کر ہاتھ میں پہن لیتا ہے؟ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو کسی نے اس شخص سے کہا: تم اپنی انگوٹھی لے لو اور اس سے فائدہ اٹھا لو! تو اس شخص نے جواب دیا: جس چیز کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا ہے میں اسے بالکل نہیں اٹھاؤں گا)

لبس القصير والرقيق والضيقة من الثياب للنساء

(عورتوں کا چھوٹے، باریک اور تنگ کپڑے پہننا)

آج کے دور میں ہمارے دشمنوں نے ہمارے خلاف بہت سے محاذ جنگ کھول رکھے ہیں، ان میں سے ایک محاذ کپڑوں کے نئے نئے فیشنوں اور ڈیزائنوں کا ہے، جنہیں مسلم معاشرے

میں تمام تر وسائل کو بروئے کار لا کر رائج کیا جا رہا ہے، یہ لباس چھوٹا ہونے یا باریک و شفاف ہونے یا تنگ ہونے کے باعث بے پردگی و حیا سوزی کا مرقع ہوتے ہیں، ان میں سے بہت سے ایسے لباس بھی ہیں، جنہیں اگر ایک عورت، عورتوں کے درمیان یا محرم مردوں کے سامنے پہنے تو اس کا یہ عمل ناجائز اور حرام ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے کی عورتوں پر اس قسم کے لباس ظاہر ہونے کی پیشین گوئی فرمائی ہے، چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا : قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَارِبَّ رِيحَهَا لِيُوجِدَ مِنْ مَسِيرَةٍ كَذَا وَكَذَا] <sup>۱</sup>

ترجمہ: (میری امت کے دو قسم کے افراد ایسے ہیں جنہیں میں ابھی تک نہیں دیکھ سکا) یعنی وہ ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے) ایک وہ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے، جنہیں وہ لوگوں پر برسایا کریں گے۔ دوسری وہ عورتیں جو لباس تو زیب تن کی ہونگی لیکن تنگی ہوں گی، مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والیں اور خود مردوں کی طرف مائل ہونے والیں، ان کے سر لمبی گردنوں والی اونٹنیوں کی کہانوں کے مانند ہوں گے، یہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہو سکیں گی، بلکہ جنت کی خوشبو تک نہیں پاسکیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو ساہا سال کی مسافت کی دوری سے محسوس ہو جائیگی)

ان حرام لباسوں میں بعض عورتوں کا وہ لباس بھی شامل اور داخل ہے جو نیچے سے (دائیں

اور بائیں سائیڈ سے) لمبا کٹا ہوتا ہے، یا اس کے مختلف سائیڈوں میں کئی سوراخ ہوتے ہیں، جب وہ عورت اس قسم کا لباس پہن کر بیٹھتی ہے، تو اس کے جسم کے خفیہ حصے نمایاں ہو جاتے ہیں، پھر اس قسم کے لباسوں میں کفار کی مشابہت اور ان کے فیشنوں اور ڈیزائنوں اور ان کے نئے نئے نکالے ہوئے بدنما اور رکیک لباسوں میں ان کی پیروی لازم آتی ہے۔ ہم اللہ رب العزت سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔

اسی سلسلہ کی ایک انتہائی خطرناک چیز بعض لباسوں پر بنی ہوئی گندی تصاویر ہیں، مثلاً: گلوکاروں کی تصویریں، موسیقی کے گروپوں کی تصویریں، شراب کے جاموں کی تصویریں، ذی روح اشیاء کی تصویریں جو شرعاً حرام ہیں، یا صلیبوں، مختلف کلبوں اور خبیث تنظیموں کے نشانات، یا انتہائی گندی عبارتیں جو انسانی شرف و عفت و پاکدامنی کے منافی ہوتی ہیں، یہ عبارتیں مختلف اجنبی زبانوں میں تحریر ہوتی ہیں۔

## وصل الشعر بشعر مستعار لآدمی أو لغيره للرجال والنساء (مردوں یا عورتوں کا اپنے بالوں کے ساتھ مصنوعی بال جوڑنا)

[عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ جَاءَتْ إِمْرَأَةً إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ لِي ابْنَةً عَرِيْسًا أَصَابَتْهَا حَصْبَةٌ فَتَمَرَّقَ [أَي تَسَاقَطَ] شَعْرُهَا أَفَأَصِلُّهُ؟ فَقَالَ: لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ] ۱

ترجمہ: (اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیٹی دلہن بنی ہے، اسے حصبہ (ایک مرض) لاحق ہوا ہے



جس سے اس کے سر کے تمام بال گر گئے کیا میں اس کے سر پر مصنوعی بال لگوا دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی دونوں پر لعنت برسائی ہے (

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

[ زَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ، أَنْ تَصِلَ الْمَرْأَةُ بِرَأْسِهَا شَيْئًا ]<sup>۱</sup>

ترجمہ: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو سختی سے منع کیا ہے کہ وہ اپنے سر کے ساتھ کوئی بال

لگائے)

آج ہمارے معاشرے میں اس قسم کی ایک چیز بارو کہ (وگ) مروج ہے، جبکہ مصنوعی بال لگانے والی عورتیں اس دور میں (کوافیرات) کے نام سے پہچانی جاتی ہیں، ان عورتوں کے بیوٹی پارلر اور بھی بہت سے منکرات سے بھرے ہوتے ہیں، اس حرام عمل کے زمرے میں ان اداکاروں یا اداکاروں کا وہ گھناؤنا کردار بھی آتا ہے، جو وہ ڈرامے یا سٹیج شو کے دوران مصنوعی بال لگا کر اپنا فن پیش کرتے ہیں۔

## تشبه الرجال بالنساء والنساء بالرجال في اللباس أو

### لكلام أو الهيئة

(مردوں کا عورتوں سے اور عورتوں کا مردوں سے لباس، گفتگو، یا ہیئت کذائی میں تشبیہ اختیار کرنا) جس امر فطرت کو اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کے لئے مشروع قرار دیا ہے، اس کا تقاضہ یہ ہے کہ مرد اپنی مردانگی کی حفاظت کرے جس پر اسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، جبکہ عورت اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اپنی نسوانیت کی حفاظت کرے۔ اس کے بغیر لوگوں کی زندگی کا

۱ صحیح مسلم ۳/۱۶۷۹۔

صلاح و استقامت پر قائم رہنا ناممکن ہے۔ جبکہ مردوں کا عورتوں کی، اور عورتوں کا مردوں کی تشبیہ اختیار کرنا فطرت کی مخالفت میں شمار ہوتا ہے! اس سے فتنہ و فساد کے دروازے کھلتے، اور معاشرے میں ناتوانی اور عدم استحکام رواج پانے کی راہیں ہموار ہوتی ہیں، یہ گھناؤنا کردار شرعاً حرام ہے، اور ظاہر ہے جو عمل شرعی نصوص میں لعنت اور پھٹکار کا موجب ہو اس کا ارتکاب حرام ہی ہوگا، اور وہ عمل کبیرہ گناہوں کی فہرست میں شامل ہوگا۔ چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

[لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ] ۱

ترجمہ: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

[لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُخْتَبِثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَ الْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ] ۲

ترجمہ: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر جو مخنث بنے اور ان عورتوں پر جو مرد بننے کی کوشش کرتی ہیں، لعنت فرمائی ہے)

یہ مشابہت حرکات و سکنات میں بھی ہو سکتی ہے اور چال ڈھال اور گفتگو کے انداز میں بھی، نیز یہ مشابہت لباس کے اندر بھی ممکن ہے، چنانچہ مرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ ہار، کنگن، پازیب، یا کانوں کی بالیوں میں سے کوئی چیز استعمال کرے، جیسا کہ پھی ٹائپ کے مردوں اور

۱ بخاری مع الفتح ۱۰/۳۳۲۔

۲ بخاری مع الفتح ۱۰/۳۳۳۔

گھٹیا قسم کے بچکانہ عقل کے لوگوں میں ان چیزوں کا اکثر استعمال دکھائی دیتا ہے، اسی طرح عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ ایسا لباس زیب تن کرے جو مردوں کے لئے مخصوص ہے، بلکہ ضروری ہے کہ عورت کا لباس، ڈیزائن اور سلائی میں مردوں کے لباس سے مختلف ہو، دونوں جنسوں کی لباس کے مختلف ہونے کی دلیل ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی درج ذیل مرفوع حدیث ہے:

[لَعَنَ اللَّهُ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ] <sup>۱</sup>

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ نے اس مرد پہ لعنت کی جو عورتوں والا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر بھی لعنت کی جو مردوں والا لباس پہنتی ہے)

### صبغ الشعر بالسواد

(بالوں میں سیاہ خضاب لگانا)

سیاہ خضاب کے بارہ میں صحیح قول یہی ہے کہ یہ حرام ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں اسکی زبردست وعید موجود ہے:

[يَكُونُ قَوْمٌ يَخْضِبُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ كَخَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ] <sup>۲</sup>

ترجمہ: (آخری زمانے میں ایسے لوگ آئیں گے جو کالے رنگ کا خضاب استعمال کریں گے جس کی کیفیت کبوتر کے پیٹ کی مانند ہوگی، یہ لوگ جنت کی خوشبو تک نہیں پاسکیں گے) بہت سے وہ لوگ جن کے سفید بال نمودار ہو جاتے ہیں، ان میں سیاہ خضاب کے استعمال کا عمل پھیلتا جا رہا ہے، چنانچہ وہ اپنے بالوں کی سفیدی کو سیاہ رنگ سے تبدیل کر لیتے ہیں، جس

<sup>۱</sup> ابوداؤد ۳/۳۵۵۔

<sup>۲</sup> ابوداؤد ۳/۴۱۹ صحیح الجامع ۸۱۵۳ (والنسائی باسناد صحیح)۔

سے بہت سے مفاسد جنم لیتے ہیں، مثلاً: اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو دھوکہ دینا، اور اپنے آپ کو ایک ایسی حالت میں ظاہر کر کے جھوٹی تسلی دینا جو درحقیقت موجود نہیں ہے۔ بلاشبہ شخصی طرزِ عمل پر اس فعل بد کے بڑے بڑے اثرات مرتب ہوتے ہیں، کیونکہ یہ عمل فریب کاری کے سوا کچھ نہیں، جبکہ صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفید بالوں پر حناء (مہندی) کا استعمال کرتے تھے جس کا رنگ زرد یا سرخ یا براؤن ہوتا ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ کو جب فتح مکہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، جبکہ ان کا سر اور داڑھی شدتِ بیاض کی وجہ سے ثغامہ بوٹی معلوم ہو رہا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

[عَبِّرُوا هَذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ] <sup>۱</sup>

ترجمہ: (بالوں کی اس سفیدی کو بدلو اور سیاہ رنگ کے استعمال سے بچو)

عورت کے حوالہ سے، صحیح اور راجح قول یہی ہے کہ وہ اس معاملہ میں مرد کی طرح ہے یعنی وہ اپنے بالوں پر سیاہ خضاب استعمال نہیں کر سکتی۔ واللہ اعلم

تصویر ما فیہ روح فی الثیاب والجدرات والورق ونحو ذلك

کپڑوں، دیواروں اور کاغذوں وغیرہ میں ذی روح چیزوں کی تصویریں بنانا

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ] <sup>۲</sup>

ترجمہ: (قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا)

<sup>۱</sup> صحیح مسلم ۳/۱۶۶۳۔

<sup>۲</sup> بخاری مع الفتح ۱۰/۳۸۲۔

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔  
 [وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوا حَبَّةً وَ لِيَخْلُقُوا ذَرَّةً ...] ۱  
 ترجمہ: (اس شخص سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے جو تصویر کشی کر کے میری صفتِ تخلیق کی  
 مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے، ان سے کہو ذرا ایک دانہ اناج یا ایک ذرہ بنا کر دکھاؤ)

اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 [كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ، يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوْرَةٌ هَا نَفْسًا فَتُحْدَبُ فِي جَهَنَّمَ] ۲  
 ترجمہ: (ہر تصویر بنانے والا (مصور) جہنمی ہے، اس نے جتنی بھی تصویریں بنائی ہوں گی، اللہ تعالیٰ  
 اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر کی جگہ اس کا ایک نفس بنائے گا، پھر ان تمام نفوس کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا)  
 عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر تم لازمی تصویریں بنانا ہی چاہتے ہو تو  
 درخت کی بنا لو یا کسی ایسی چیز کی جس میں روح نہ ہو۔

یہ تمام احادیث ہر ذی روح خواہ وہ انسان ہو یا حیوان، سایہ دار ہو یا غیر سایہ دار کی  
 تصویر کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں، خواہ وہ تصویریں چھپی ہوئی ہوں یا قلم وغیرہ سے بنائی  
 گئی ہوں یا کسی چیز میں کھدائی کر کے بنائی گئی ہوں یا نقش کی گئی ہوں یا تراشی گئی ہوں یا کسی  
 قالب میں ڈھالی گئی ہوں، سب حرام ہیں اور مذکورہ احادیث بیانِ حرمت میں ان تمام قسم کی  
 تصویروں کو شامل ہیں

ایک مسلمان شرعی نصوص کے سامنے اپنے آپ کو جھکا لیتا ہے، اور جھگڑا کرتے ہوئے یوں  
 نہیں کہتا کہ میں ان تصویروں کی عبادت تو نہیں کرتا، میں ان تصویروں کو سجدہ تو نہیں کرتا۔ (اس

۱ بخاری مع الفتح ۱۰/۳۸۵۔

۲ صحیح مسلم ۳/۱۶۷۱۔

قسم کی باتیں عذر لنگ کے سوا کچھ نہیں)

ہمارے اس دور میں تصویروں کے پھیلنے سے جو مفاسد اور بگاڑ پیدا ہوئے ہیں، کوئی سمجھدار انسان اگر ان میں سے ایک بگاڑ کو بصیرت و تامل کی نظروں سے دیکھ لے تو اسے وہ حکمت سمجھ میں آسکتی ہے، جو تصویروں کو حرام کرنے کے سلسلہ میں شریعت کے پیش نظر ہے۔ وہ بگاڑ یہ ہے کہ یہ تصویریں لوگوں اور (بالخصوص نوجوانوں) میں کس حد تک پلید خیالات اور نجس قسم کی شہوتوں کے پیدا کرنے اور ابھارنے کا سبب بن چکی ہیں، بلکہ بڑی بھیانک قسم کے فواحش و منکرات کے ارتکاب کا سبب بن چکی ہیں۔

ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے گھر میں ذی روح چیزوں کی تصویریں رکھنے اور محفوظ کرنے سے قطعی باز رہے، کیونکہ یہ تصویریں گھروں میں فرشتوں کا داخلہ روکتی ہیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيرٌ] ۱

ترجمہ: (فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا اور تصاویر ہوں)

بعض گھروں میں تو کفار کے معبودوں کی مورتیاں تک موجود ہوتی ہیں جو انہیں بطور تحفہ کہیں سے حاصل ہوئیں، یا پھر شوپیس کے طور پر رکھی ہوتی ہیں اس قسم کی تصاویر کی حرمت ہر تصویر سے زیادہ سخت اور قابل نکیر ہے، اسی طرح گھروں میں یا دفاتروں وغیرہ میں جو تصویریں دیواروں کے ساتھ معلق ہوتی ہیں وہ غیر معلق تصویروں سے زیادہ خطرناک ہیں (کیونکہ تصویروں کو یوں لٹکانا ایک حرام عمل کی مستقل نمائش ہے)

پھر ان لٹکی ہوئی تصاویر کو بار بار دیکھنے سے تعظیم کے کس قدر جذبات پیدا ہوتے ہیں، کتنے غم تازہ ہوتے ہیں، کتنوں کے سرفخر سے تن جاتے ہیں۔ یہ مت کہیے کہ تصویریں لٹکا کر رکھنے کا یہ عمل محض متوفی کی یادگیری کے لئے ہے، اعزاء و اقرباء کی اصل یاد تو دل میں ہوتی ہے جس کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کے لئے رحمت و مغفرت کی دعائیں نکلتی رہیں (یادگیری کا یہ طریقہ اللہ عزوجل کی عین رضا ہے جبکہ تمہارا تصویریں لٹکانے کا طریقہ شیطان لعین کو خوش کرنے کے سوا کچھ نہیں) لہذا گھر میں موجود ہر تصویر کو نکال باہر کرنا یا کم از کم اس کا مٹا دینا ضروری ہے، البتہ اگر کسی تصویر کا نکالنا یا مٹا دینا مشکل ہو تو پھر انہیں رکھنے کے جواز کی کوئی صورت بن جاتی ہے، مثلاً: عموم بلوی کے تحت ضرورت کی چیزوں کے ڈبوں وغیرہ پر بنی ہوئی تصویریں یا وہ تصویریں جو بغرض فائدہ قوامیس (ڈکشنریز) یا دیگر کتب میں بنی ہوتی ہیں، بہر حال یہاں بھی جس قدر ہو سکے تصویروں کے ازالے کی کوشش میں لگا رہے، اور ان ڈبوں یا کتب وغیرہ میں اگر ایسی تصاویر ہوں جو بے حیائی کے گند کی آئینہ دار ہوں تو ان سے بچاؤ اور احتیاط بہت ضروری ہے۔

بعض تصاویر کی حفاظت عہد حاضر کی ضرورت بن چکی ہے ان کی حفاظت میں کوئی حرج نہیں ہوگا، مثلاً: شخصی اثباتات، دستاویزات (جیسے پاسپورٹ، شناختی کارڈ وغیرہ) بعض اہل علم نے ایسی تصاویر کا استعمال درست قرار دیا ہے جو مسلسل و مستقل قدموں تلے روندے جانے کے باعث اہانت کا نشانہ بنی ہوتی ہیں۔ بہر حال فرمانِ الہی:

[فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ] ۱

(پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو) ہمیشہ ہمارے پیش نظر رہنا چاہئے۔

## الكذب في المنام

(خواب بیان کرنے میں جھوٹ بولنا)

بعض لوگ عمداً جھوٹے خواب گھڑنے اور بیان کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں، اس میں ان کے پیش نظر کئی مقاصد ہوتے ہیں۔ مثلاً:

☆ فضیلت اور شہرت کا حصول

☆ مالی فوائد کا سمیٹنا

☆ کسی سے کوئی عداوت ہے تو اسے جھوٹا خواب سنا کر بتلائے خوف کرنا وغیرہ۔

چنانچہ بہت سے سادہ لوح لوگ عالم خواب سے اپنے تعلق شدید اور ضعف اعتقادی کے باعث ان کے دھوکہ میں آجاتے ہیں۔

حدیث میں جھوٹا خواب بیان کرنے والے کے لئے بڑی شدید وعید وارد ہوئی ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفَرِيئَاتِ يَدَّ عِي الرَّجُلِ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ يُرَى عَيْنَهُ مَا لَمْ تَرَوْ يَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، مَا لَمْ يَقُلْ] ۱

ترجمہ: (سب سے بڑے جھوٹ "یہ تین ہیں" ایک یہ کہ آدمی اپنے اصل باپ کی بجائے دوسرے کی طرف منسوب ہو، دوسرا یہ کہ آدمی اپنی آنکھ کو وہ چیز دکھائے جو اس نے دیکھی نہیں (یعنی جھوٹا خواب) تیسرا یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وہ بات منسوب کرے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہی نہیں)



نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[مَنْ تَحَلَّمَ بِجُلْمٍ لَمْ يَرَهُ كُفِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ]۔۔۔<sup>۱</sup>

ترجمہ: (جس نے جھوٹا خواب بیان کیا، جو اس نے دیکھا ہی نہیں، اسے قیامت کے دن جو

میں گرہ لگانے پر مکلف کیا جائیگا، اور یہ کام وہ ہرگز نہیں کر سکے گا)

جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگانا مستحیل و ناممکن ہے تو اسکی یہ سزا اس کے عمل کی جنس

سے ہے۔

الجلوس على القبر والوطء عليه وقضاء الحاجة في المقابر

(قبر پر بیٹھنا، قبر کو روندنا، اور قبرستان میں قضائے حاجت کرنا)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[لَا تَجْلِسْ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتُحَرِّقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ

مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرٍ]۔<sup>۲</sup>

ترجمہ: (کوئی شخص آگ کے انکارے پر بیٹھے جو اس کے کپڑوں کو جلاتا ہوا کھال تک

جا پہنچے تو یہ اس کیلئے کسی قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے)

جہاں تک قبروں کو روندنے کا تعلق ہے، تو بہت سے لوگ اس فتیح حرکت کا ارتکاب کرتے

ہیں، چنانچہ جب وہ اپنی کسی میت کو دفن کرنے آتے ہیں تو آس پاس کی قبروں کو روندنے سے

گریز نہیں کرتے، اور بعض اوقات جو تلوں سمیت روندتے ہیں اور قبروں میں مدفون میتوں کا

احترام نہیں کرتے۔

۱ بخاری مع الفتح ۱۲/۴۲۷۔

۲ صحیح مسلم ۲/۶۶۷۔

اس حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[لَا تَمْشِي عَلَى جَمْرَةٍ أَوْ سَيْفٍ أَوْ أَخْصَفٍ نَعْلِي بِرَجُلِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَمْشِي عَلَى قَبْرِ مُسْلِمٍ]۔۔۔۔۔<sup>۱</sup>

ترجمہ: (میں آگ کے انگاروں یا تلوار کی دھار پر چلوں یا اپنے جوتے کو پاؤں کے ساتھ سی لوں یہ سب کچھ میرے لئے کسی مسلمان کی قبر پر چلنے سے بہتر ہے)

تو پھر ان لوگوں کا کیا انجام ہوگا جو قبرستان کی زمین پر قبضہ کر لیتے ہیں، اور اس پر تجارتی یار ہاشی پروجیکٹ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں۔

جہاں تک قبرستان میں قضائے حاجت کا تعلق ہے تو یہ گندا کام بھی بہت سے بدنصیب لوگ کرتے ہیں، چنانچہ جب بھی انہیں قضائے حاجت کی ضرورت محسوس ہوتی ہے قبرستان کی دیوار پھلانگ کر یا (دروازے کے ذریعہ) داخل ہو کر قبرستان کی میتوں کو اپنی نجاست و تعفن سے تکلیف دینے بیٹھ جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورت حال سے متعلق فرمایا ہے:

[وَمَا أَبَالِي أَوْ سَطَّ الْقَبْرِ قَضَيْتُ حَاجَتِي أَوْ وَسَطَّ السُّوقِ]۔<sup>۲</sup>

ترجمہ: (میرا اس طرح قضاء حاجت کرنا قبروں کے درمیان ہے یا بازار کے وسط میں)

یعنی قبرستان میں قضاء حاجت کرنا اتنا ہی بُرا ہے جتنا بھرے بازار میں لوگوں کے بیچ شرمگاہ کھول کر کرنا بُرا ہے۔

جو لوگ قبرستان میں اپنا کچرا پھینکتے ہیں (بالخصوص ایسے قبرستانوں میں جو پرانے ہونے کی وجہ سے متروک ہو چکے ہیں یا انکی دیواریں شکستہ ہو چکی ہیں) تو یہ لوگ بھی کچھ نہ کچھ مذکورہ وعید

۱۔ ابن ماجہ ۴۹۹/۱ صحیح الجامع ۵۰۳۸۔

۲۔ ابن ماجہ ۴۹۹/۱ صحیح الجامع ۵۰۳۸۔

میں شریک ہیں، قبرستان کی زیارت کیلئے یہ بات بھی شرعی آداب میں شامل ہے کہ قبروں کے درمیان چلنے کی صورت میں جوتے اتار دیئے جائیں۔

## عدم الاستتار من البول

(پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا)

شریعت کے محاسن میں یہ بات داخل ہے کہ اس نے ہر وہ چیز کہ جو انسان کی حالت سنوارنے کا باعث ہو، بتائی ہے۔ اُن میں سے ایک چیز نجاست کو دور کرنا بھی ہے، اس مقصد کے لئے شریعت نے پانی یا ڈھیلے سے استنجاء کرنا مشروع قرار دیا ہے، اور اس کے ذریعے صفائی اور پاکیزگی حاصل کرنے کی کیفیت اور طریقہ بھی سمجھا دیا ہے۔

بعض لوگ نجاست دور کرنے کے معاملے میں تساہل برتتے ہیں، جسکی وجہ سے ان کا کپڑا یا جسم ناپاک رہتے ہیں اور نتیجہً ان کی نماز کبھی صحیح نہیں ہو پاتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے استنجاء کی اس کوتاہی کو عذاب قبر کا ایک سبب بتلایا ہے، چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے ایک باغ کے پاس سے گزرے، اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انسانوں کی چیخ و پکار سنی جنہیں قبر میں عذاب دیا جا رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فَيُكَبِّرُ ثُمَّ قَالَ بَلَى] [وَفِي رِوَايَةٍ: وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ] كَانَتْ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ [---] ل

ترجمہ: (ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے، اور انہیں کسی بڑے گناہ کی بناء پر عذاب نہیں دیا جا رہا۔ پھر فرمایا کیوں نہیں، (وہ گناہ تو کبیرہ ہیں) ان میں سے ایک شخص اپنے پیشاب سے

نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلخوڑ تھا)

پیشاب سے بد احتیاطی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ بندہ پوری طرح پیشاب ختم ہونے سے قبل اٹھ جائے یا ایسے طریقے یا ایسی جگہ پر پیشاب کرے جہاں پیشاب کی چھینٹیں اڑ کر اس پر پڑ رہی ہیں، یا پانی یا ڈھیلے سے استنجاء نہ کرے، یا استنجاء تو کرے لیکن اس میں کوتاہی کا ارتکاب کرے۔

آج ہمارے دور میں کفار سے مشابہت کا معاملہ اس قدر سنگین ہو چکا ہے کہ بیت الخلاؤں میں پیشاب کر نیکی جگہیں کھلے عام دیواروں میں نصب ہوتی ہیں، اور بے شرم لوگ ان پر کھڑے ہو کر آنے جانے والوں کے سامنے پیشاب کر رہے ہوتے ہیں پھر اپنا کپڑا اوپر اٹھا کر نجاست سمیت پہن لیتے ہیں، اسی طرح یہ لوگ دو انتہائی فبیح قسم کے فعل کر جاتے ہیں، ایک شرم گاہ کو کھلے عام کھولنا، دوسرا پیشاب کی نجاست سے نہ بچنے کا بدترین مظاہرہ۔

## السَّمْعُ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ

(لوگوں کی باتیں سننے کی کوشش کرنا حالانکہ وہ اسے ناپسند سمجھتے ہیں)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَلَا تَجَسَّسُوا] ۱

ترجمہ: (اور تم جاسوسی نہ کرو)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[مَنْ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ صَبَّ فِي أُذُنَيْهِ الْإِنْتِ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ] ۲

۱ سورہ حجرات: ۱۲۔

۲ طبرانی کبیر ۱۱/۲۳۸-۲۳۹ صحیح الجامع ۶۰۰۲ (صحیح البخاری)۔

ترجمہ: (جو شخص لوگوں کی باتیں سننے کی کوشش کرے حالانکہ وہ اسے برا سمجھتے ہیں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں گرم پگھلا ہوا تانبہ ڈالا جائیگا۔)  
 اور اگر وہ ان کی لاعلمی میں ان کی باتیں سن کر آگے کسی سے بیان بھی کرتا ہے، تاکہ انہیں کوئی نقصان پہنچا سکے تو وہ جاسوسی کے گناہ کے ساتھ ایک اور گناہ کا مرتکب ہو رہا ہے جس گناہ کا رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث میں ذکر ہے  
 [لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ] <sup>۱</sup>  
 ترجمہ: (چغلیخو ر جنت میں داخل نہیں ہو سکتا)

### سوء الجوار

(پڑوسیوں سے بد سلوکی)

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں پڑوسیوں سے حسن سلوک کی وصیت فرمائی ہے،  
 چنانچہ فرمایا:

[وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ  
 وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ  
 أَيْمَانُكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا] <sup>۲</sup>

ترجمہ: (اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک و احسان کرو اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے

<sup>۱</sup> بخاری مع الفتح ۱۰/۴۷۲۔

<sup>۲</sup> سورہ نساء: ۳۶۔

اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں (غلام، کنیز) یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں کرتا) پڑوسی کو ایذا پہنچانا حرام ہے، کیونکہ اس کا حق بہت بڑا ہے۔  
ابو شریح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[ وَاللّٰهُ لَا يُؤْمِنُ ، وَاللّٰهُ لَا يُؤْمِنُ ، وَاللّٰهُ لَا يُؤْمِنُ ، قِيلَ : وَمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : الَّذِيْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقِهِ ]<sup>۱</sup>

ترجمہ: (اللہ کی قسم مؤمن نہیں ہو سکتا! اللہ کی قسم مؤمن نہیں ہو سکتا! اللہ کی قسم مؤمن نہیں ہو سکتا! پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کون؟ فرمایا: جس کی تکلیفوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی کی اچھی تعریف یا بُری تعریف کو حسن سلوک یا بد سلوک کا معیار قرار دیا ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

[ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ لِيْ اَنْ اَعْلَمَ اِذَا اَحْسَنْتُ اَوْ اِذَا اَسَاْتُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : اِذَا سَمِعْتَ جِيْرًا نَكَ يَقُوْلُوْنَ : قَدْ اَحْسَنْتَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ ، وَاِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ : قَدْ اَسَاْتُ فَقَدْ اَسَاْتُ ]<sup>۲</sup>

ترجمہ: (ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کیسے اندازہ ہو کہ میں پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کر رہا ہوں یا بُرا سلوک کر رہا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پڑوسیوں کو یہ کہتا ہو اسنو کہ تم نے اچھا کیا، تو تم نے اچھا سلوک کیا، اور جب تمہارے پڑوسیوں کہیں کہ تم نے بُرا کیا، تو پھر تم نے بُرا سلوک کیا ہے)

۱ بخاری مع الفتح ۱۰/۴۲۳۔

۲ مسند احمد ۱/۴۰۲ صحیح الجامع ۶۲۳۔

پڑوسی کو تکلیف پہنچانے کی بہت سے صورتیں ہیں۔

ایک یہ کہ وہ مشترکہ دیوار میں لکڑی (یا کیل) گاڑنا چاہتا ہے اپنی کسی ضرورت کے لیے اور آپ اسے روک دیں۔ دوسرا یہ کہ آپ اسی مشترکہ دیوار کو اسکی اجازت کے بغیر اتنا اونچا اٹھا دیں، کہ اس تک دھوپ یا ہوا کا پہنچنا بند ہو جائے، یا اپنے گھر کی کھڑکیاں اس کے گھر کی طرف کھولنا اور ان کے ذریعے جھانکنا جس سے اس کے پردے کا معاملہ مکشوف ہو جائے، یا پریشان کن شور شرابے سے اسے تکلیف پہنچانے کی کوشش کرنا، مثلاً: اس کے دروازے کو بجانا یا اس کی نیند اور راحت کے اوقات میں چیخنا وغیرہ یا اس کے بچوں کو مارنا، یا اسکے دروازے کے سامنے کچرا وغیرہ پھینکنا۔

اگر بدسلوکی کی نوعیت ایسی ہو جس سے پڑوسی کا کوئی حق مجروح ہو رہا ہے، تو وہ بدسلوکی بہت بڑے گناہ کی موجب ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[لَا تَزْنِي الرَّجُلُ بِعَشْرِ نِسْوَةٍ أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَزْنِي بِأَمْرَأَةٍ جَارِهِ  
--- لَا تَسْرِقَ الرَّجُلُ مِنْ عَشْرِ آيَاتٍ أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَسْرِقَ مِنْ بَيْتِ  
جَارِهِ] <sup>۱</sup>

ترجمہ: (کوئی شخص دس عورتوں سے زنا کرے تو یہ اس کے لئے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے سے ہلکا جرم ہے، اور کوئی شخص دس گھروں سے چوری کرے تو یہ پڑوسی کے گھر سے چوری کرنے کی بہ نسبت ہلکا گناہ ہے)

کچھ خائن قسم کے لوگ اپنے پڑوسی کہ جس کی متعدد بیویاں اور گھر ہیں، اور انکی باریوں کی وجہ سے گھر سے غائب رہنے کی صورت میں اس کے گھر میں داخل ہو کر برائی کا ارتکاب کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب کی بربادی طے شدہ ہے۔

۱۔ الادب المفرد ۱۰۳ سلسلہ ۱ صحیحہ ۶۵۔

## المضارۃ فی الوصیۃ

(وصیت میں نقصان پہنچانا)

شریعت کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ نہ تو اپنے لئے نقصان قبول کرو نہ کسی دوسرے کو نقصان دو۔ نقصان پہنچانے کی ایک واضح مثال شرعی وارثوں کو نقصان پہنچانے کی ہے، خواہ تمام وارثوں کو یا بعض کو۔ جو اس طرح کی حرکت کا ارتکاب کریگا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تہدید کا مستحق ہے:

[مَنْ ضَارَّ أَضَرَ اللَّهُ بِهِ، وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ] ۱

ترجمہ: (جو کسی بھائی کو نقصان پہنچائے گا، اللہ تعالیٰ اسے نقصان پہنچائے گا، جو کسی بھائی پر

مشقت ڈالے گا، اللہ تعالیٰ اس پر مشقت ڈال دیگا)

وصیت میں نقصان پہنچانے کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی وارث کو اس کے شرعی حق سے محروم کر دیا جائے، یا کسی وارث کے حق میں اس کے شرعی حصہ سے بڑھ کر وصیت کر دے، یا ایک تہائی مال سے زیادہ وصیت کر جائے۔ جن ممالک میں لوگ شرعی قضاء کی حاکمیت قبول نہیں کرتے وہاں صاحب حق کو اپنا حق وصول کرنا خاصہ دشوار بلکہ ناممکن ہوتا ہے، حالانکہ اس کا وہ حق اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے، مگر رائج عدالتیں جو شریعت کے برخلاف وضعی قوانین کے ذریعے فیصلے صادر کر دیتی ہیں اس ظالمانہ وصیت کو جو وکیل کے پاس تحریری شکل میں موجود ہوتی ہے، نافذ کرنے کا حکم دے دیتی ہیں (یہ نہیں دیکھتیں کہ یہ وصیت شریعت کے خلاف ہے)

پس ان کے ہاتھ جو فیصلے تحریر کرتے ہیں ان کے بدلے ان کیلئے جہنم کی بربادی ہو، اور یہ فیصلے صادر کر کے، جو کچھ وہ کماتے ہیں اس کے بدلے ان کے لئے جہنم کی بربادی ہو۔



## اللعب بالنرد (نرد) (چوسر) کا کھیل

لوگوں میں مروج اور مستعمل بہت سے کھیل کئی حرام امور پر مشتمل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک کھیل نرد ہے جسے (الزھر) بھی کہتے ہیں۔ اس کھیل میں ٹیبل وغیرہ کی طرح کے دیگر کھیلوں کی طرح شفتنگ کے مراحل سے گزرنا ہوتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نردوں کے کھیل سے ڈرایا کہ یہ کھیل جوئے کا دروازہ کھولتے ہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

[مَنْ لَعِبَ بِاللَّزْدِ شَيْزًا فَكَأَنَّ مَا صَبَغَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خَنْزِيرٍ وَدَمِهِ] <sup>۱</sup>

ترجمہ: (نرد کھیلنے والا اپنے ہاتھ کو خنزیر کے گوشت اور خون میں رنگ رہا ہے)

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[مَنْ لَعِبَ بِاللَّزْدِ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ] <sup>۲</sup>

ترجمہ: (جو کوئی نرد کا کھیل کھیلے گا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی)

## لعن المؤمن ولعن من لا يستحق اللعن

(مؤمن پر لعنت کرنا اور اس شخص پر لعنت کرنا جو لعنت کا مستحق نہ ہو)

بہت سے لوگ غصہ کے وقت اپنی زبانوں پر کنٹرول نہیں کر پاتے، اور بہت جلد لعنت و ملامت کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں، چنانچہ انسانوں، چوپایوں، جمادات، دنوں اور گھڑیوں بلکہ بعض اوقات اپنے آپ پر اور اپنے بچوں تک پر لعنتیں بھیج ڈالتے ہیں۔ بیوی شوہر پر اور شوہر

۱ صحیح مسلم ۴/۱۷۷۰-۱۷۷۱

۲ مسند احمد ۴/۳۹۳ صحیح الجامع ۵-۶۵۰۵

بیوی پر لعنتیں کرتا ہے۔

لعن و طعن کا یہ معاملہ بڑا ہی خطرناک ہے، چنانچہ ابو زید ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[--- وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ] <sup>۱</sup>

ترجمہ: (جس نے کسی مؤمن کو لعنت دی تو وہ اسے قتل کرنے کے مانند ہے)

لعن و طعن کا معاملہ چونکہ خواتین میں زیادہ ہوتا ہے، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خواتین کے جہنم میں داخلے کا بہت بڑا سبب قرار دیا ہے۔ اسی طرح زیادہ لعنتیں برسانے والے قیامت کے دن شفاعت نہیں کر سکیں گے۔

اور سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنے بھائی پر ظلماً لعنت کرنے کی زیادتی کی تو وہ لعنت اس پر لوٹ آئیگی، گویا اس شخص نے اپنے آپ ہی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دھتکارے جائیگی بددعا دے ڈالی۔

## النياحة (نوحہ کرنا)

عورتوں کا میت پر بلند آواز سے چیخنا، چلانا، رونا دھونا، رخساروں کو پیٹنا، دامن کو پھاڑنا، بالوں کو منڈوانا، کٹوانا، یا باندھنا یہ سب بڑے گناہ شمار ہوتے ہیں، یہ سارے کام اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر عدم رضا اور مصیبت پر عدم صبر کی دلیل ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے کام کرنے والی عورت پر لعنت برسائی ہے۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

<sup>۱</sup> بخاری مع الفتح ۱۰/۳۶۵۔

[لَعْنُ الْخَامِسَةِ وَجَهَهَا وَالشَّاقَّةَ جَيْبَهَا وَالذَّاعِيَةَ بِالْوَيْلِ وَالتُّبُورِ] <sup>۱</sup>  
ترجمہ: ("مصیبت کے وقت" چہرہ نوچنے والی، دامن پھاڑنے والی، اور بربادی اور موت کو پکارنے والی پر (اللہ نے) لعنت برسائی ہے)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ] <sup>۲</sup>  
ترجمہ: (جس نے "مصیبت پر" رخسار پیٹے، گریبان چاک کئے اور جاہلیت کی پکار پکاری وہ ہم میں سے نہیں ہے)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تَقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ] <sup>۳</sup>

ترجمہ: (نوحہ کرنیوالی اگر موت سے قبل توبہ نہیں کرتی تو اسے قیامت کے دن اس طرح اٹھایا جائیگا کہ اس پر تارکول کا کرتا اور خارش کی قمیص ہوگی)

## ضرب الوجه والوسم في الوجه

(چہرے کو مارنا، اور چہرے کو داغنا)

عن جابر [نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ضَرْبِ الْوَجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ] <sup>۴</sup>

<sup>۱</sup> ابن ماجہ ۵۰۵/۱ صحیح الجامع ۵۰۶۸۔

<sup>۲</sup> بخاری مع الفتح ۱۶۳/۳۔

<sup>۳</sup> صحیح مسلم ۹۳۲۔

<sup>۴</sup> صحیح مسلم ۱۶۷۳/۳۔

ترجمہ: (جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے کو مارنے اور چہرے کو داغنے سے منع فرمایا)

جہاں تک چہرے کو مارنے کا تعلق ہے تو بہت سے والدین اور اسکول ٹیچر بچوں کو سزا دیتے ہوئے ان کے چہروں پر تھپڑ رسید کرتے ہیں، یہی سلوک بعض لوگ اپنے نوکروں کے ساتھ روا رکھتے ہیں، اس طریقہ کی سزا میں چہرے کی تذلیل و اہانت ہے اور اللہ تعالیٰ نے تو انسان کے چہرے کو عزت و تکریم بخشی ہے، چہرے پر مارنے سے چہرے میں موجود حواس و اعضاء میں سے کسی عضو کے ضائع ہونے کا اندیشہ بھی موجود ہوتا ہے جو بعد میں ندامت اور پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں اور بعض اوقات نوبت قصاص اور بدلے کے مطالبے تک پہنچتی ہے۔

جہاں تک چہرے کو داغنے کا تعلق ہے، تو یہ چیز جانوروں کے چہروں کے ساتھ مروج ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ ان کے چہروں پر آگ سے ایک منفرد اور ممیز نشان لگا دیا جاتا ہے، تاکہ انسان با آسانی اپنے جانوروں کو پہچان لے، یا گم ہونے کی صورت میں اسکے خصوصی نشان کو پہچان کر اسکا جانور اسکو لوٹا دیا جائے۔ یہ عمل بھی حرام ہے اس میں بندہ جانور کو تکلیف دینے اور اسکے چہرے کو بگاڑنے کی حرکت کا مرتکب ہوتا ہے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ یہ نشان ہمارے قبیلے کا عرف اور ہماری مخصوص نشانی ہے تو اسے کہا جائے کہ یہ مخصوص نشان اگر ضروری ہے تو چہرے کے علاوہ کسی اور جگہ لگالی جائے۔

## ہجر المسلم فوق ثلاثة أيام دون سبب شرعی

(تین دن سے زیادہ کسی مسلمان کو بلا عذر شرعی چھوڑ دینا)

مسلمان کے مابین قطع تعلق اور بگاڑ پیدا کرنا شیطان کا اہم ترین منصوبہ ہے۔

بہت سے لوگ جو شیطانی قدموں کے پیروکار ہیں، اپنے مسلمان بھائیوں سے ہجر اور کنارہ کشی اختیار کر بیٹھتے ہیں، جس کے اسباب بھی غیر شرعی ہوتے ہیں، مثلاً: مالی اختلاف یا کوئی دیگر ہلکی اور گھٹیا سی بات۔

بعض اوقات رنجشوں کا سلسلہ ایک عرصہ قائم رہتا ہے، بلکہ کچھ لوگ تو اپنے بھائی سے بات نہ کرنے اور کبھی اس کے گھر نہ جانے کی قسم کھا لیتے ہیں، کبھی اسے راہ چلتے دیکھ لیں تو منہ موڑ لیتے ہیں، وہ بھائی کسی مجلس میں بیٹھا ہو تو اس سے قبل اور بعد والے سے مصافحہ کر لیتے ہیں، لیکن اس کی گردن پھلانگ کر (بغیر مصافحہ) آگے بڑھ جاتے ہیں۔ یہ عمل اسلامی معاشرے کے اندر ضعف اور کمزوری پیدا کرنے کا بہت بڑا سبب ہے، اس لئے اس کے بارہ میں شرعی حکم انتہائی قطعی اور وعید انتہائی شدید ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ ]<sup>۱</sup>

ترجمہ (کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے، جس

نے تین دن سے زیادہ چھوڑا اور اس حال میں مر گیا تو وہ جہنم میں جائے گا)

۱ ابوداؤد ۲۱۵/۵ صحیح الجامع ۷۳۵۔

ابو خراش الاسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ بِسَفَلٍ دَمِهِ] <sup>۱</sup>

ترجمہ: (جس نے اپنے کسی بھائی سے سال بھر ہجر کئے رکھا) (اسے چھوڑے رکھا) اس نے اسے قتل کر دیا)

مسلمانوں کے درمیان رنجش اور قطع تعلقی کا یہی عذاب کافی ہے، کہ ایسا کرنے والے گناہوں کی بخشش سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[تُعْرَضُ أَعْمَالُ النَّاسِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ إِلَّا عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءٌ، فَيَقَالُ: أَتْرَكُوا أَوْ أُرْكُوا [يَعْنِي أَخْرَوْا] هَذَيْنِ حَتَّى يَفِيئَا] <sup>۲</sup>

ترجمہ: (ہفتہ میں دو بار بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں، ایک پیر کے دن دوسرے جمعرات کے دن، چنانچہ ہر مؤمن بندے کو معاف کر دیا جاتا ہے، سوائے ان بندوں کے جن کے دلوں میں کینہ اور بغض ہو، انکے بارہ میں کہا جاتا ہے، ان کو چھوڑ دو (یا انکا معاملہ مؤخر کر دو) حتیٰ کہ صلح کر کے لوٹ آئیں)

جو شخص اس گناہ سے توبہ کرنا چاہے تو اس کا طریقہ یہ ہے، کہ وہ اپنے بھائی کے پاس چلا جائے، اور اسے سلام کہے، اگر اس کا بھائی ملنے سے انکار کر دے تو سلام کے لئے جانے والا شخص بری الذمہ ہو جائے گا، اور سارا گناہ اس شخص کے سر ہو جائے گا جو ملنے سے انکار کر دے۔

۱۔ الادب المفرد ۴۰۶ صحیح الجامع ۶۵۵۷۔

۲۔ صحیح مسلم ۱۹۸۸/۳۔

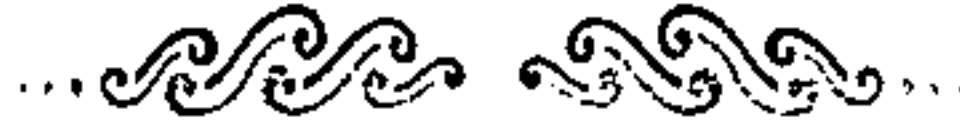


فضل سے اپنے علاوہ ہر ایک سے بے نیاز کر دے۔ ہماری توبہ قبول فرمائے، گناہوں کو دھو ڈالے، بے شک وہ سننے والا اور قبول فرمانے والا ہے۔

وصل وسلم علی النبی الامی محمد والہ وصحبہ أجمعین والحمد لله رب العالمین







A series of horizontal dashed lines for handwriting practice, spanning the width of the page.